بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

باب ۱

دمیانہ

غربی اضلاع مصر میں ایک گاؤں طاد النل کے نام سے مشہور ہے جو پرگنہ سنخا میں واقع ہے اسی گاؤں میں دمیانہ اپنے باپ کے ساتھ رہتی تھی سنہ ۲۶۴ء میں ایک دن شام کو وہ گھر سے نکلی اور باغوں میں چہل قدمی کرتی ہوئی گرجا کی طرف روانہ ہوئی جو وہاں ان اطراف اور قرب و جوار کے باشندوں کی نماز کے لیے تعمیر کیا گیا تھا دمیانہ کا معمول تھا کہ وہ روزانہ صبح کو اور خاصکر اتوار اور عید کے دن نماز کے لیے اس گرجا میں آتی تھی۔ لیکن آج شام کو وہ اس لیے جا رہی تھی کہ پادری سے خلوت میں کچھ باتیں کرے اور اسے ایک راز سے آگاہ کرے جو دل میں کھٹک رہا تھا اور جس نے اسے بہت بے چین کر رکھا تھا۔ بات یہ تھی کہ دمیانہ کو اعتراف (کنفشن) میں بڑا آرام محسوس ہوتا تھا اور مشورہ و ہمدردی حاصل کرنے کا موقع بھی ملتا تھا۔ اگر دمیانہ کی والدہ زندہ ہوتی تو غالباً اسے پادری کے روبرو اظہار اسرار کی ضرورت نہ پڑتی۔ یہ ضرور ہے کہ اس کا باپ مرقس موجود تھا لیکن دمیانہ مرقس سے اپنے دلی

خیالات ظاہر کر کے خوش نہیں ہو سکتی تھی کیونکہ وہ عادات و اخلاق میں اس سے بالکل مختلف تھا۔ دمیانہ بڑی متقی، پرہیزگار اور نماز کی پابند تھی لیکن مرقس مذہب کی طرف سے نہایت بے پروا تھا اور شاذونادر ہی گرجا میں جاتا تھا۔ دمیانہ کو شراب سے نفرت تھی لیکن مرقس کی میخواری کا یہ عالم تھا کہ بیباکی اور بے ہودگی تک نوبت پونہچی تھی بہرکیف خورد و نوش کی جسمانی لذتوں اور اُن میں مصروف رہنے کے سوا اُسے کسی بات کی پروا نہ تھی۔ مرقس کی بیوی کا جب انتقال ہوا تو دمیانہ بہت کمسن تھی اور ماں باپ کی اکلوتی بیٹی تھی لیکن مرقس نے پھر دوسری شادی نہیں کی اور اس کی یہ وجہ نہ تھی کہ اُسے دمیانہ کی دلداری مقصود تھی بلکہ وہ شادی کو ایک قید اور پابندی سمجھتا تھا چنانچہ بیوی کے انتقال کے بعد وہ جیسا کہ اُس زمانہ کے مسلمانوں میں رواج تھا کنیزوں کو حاصل کر کے اُن سے فائدہ اُٹھانے لگا۔ چونکہ مسلمانوں نے اپنے مذہبی احکام میں اس کی گنجایش پائی تھی کہ کنیزوں کو رکھیں اس لیے اُن کی دیکھا دیکھی بعض دولتمند قبطی بھی ایسا کرنے لگے تھے اور اُنھیں میں مرقس کو بھی سمجھنا چاہیے +

مرقس ایک زمیندار اور مالدار شخص تھا۔ فکر معاش اُس کے آسائش و آرام میں حارج نہ تھی۔ چنانچہ وہ اپنا وقت ہمرنگ اور ہم آہنگ دوستوں کے ساتھ کھانے پینے میں بسر کرتا تھا۔ لیکن دانشمند اور خاصکر وہ لوگ جو بچپن سے اُسے جانتے تھے اور اس سے واقف تھے کہ اُس کی ثروت کو ابھی کچھ زیادہ زمانہ نہیں گزرا ہے اُس کے اس طریق معاشرت کو نہایت ناپسند کرتے تھے۔ بات یہ تھی کہ ابتدائے عمر میں مرقس کی حالت اوسط درجے کی تھی۔ اُسکی آمدنی خرچ سے زیادہ نہ تھی لیکن اس کے بعد یکایک اُسے دولت مل گئی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اُس کی اخلاقی کمزوریاں ظاہر ہونے لگیں اور اُس کے قویٰ حیوانی لذتوں کی طرف مائل ہو گئے +

دمیانہ کو آٹھ برس کی عمر تک آغوش مادر میں تربیت پانے کا موقع ملا۔ چنانچہ اُس نے

اپنی والدہ سے اچھی باتیں سیکھیں - اور عمدہ اخلاق حاصل کیے - سچ بولنے اور خدا پر بھروسہ
کرنے کی عادت ڈالی اور روزانہ نماز کی پابندی اختیار کی - دمیانہ کی عدم موجودگی میں اُسکی
ماں نے وفات پائی ورنہ اُسے اپنے متعلق ایک اہم اور نہایت ضروری بات معلوم ہوتی
جو اُس کے مستقبل کو بہت شاندار بنا دیتی - الغرض ماں کے مرنے کے بعد دمیانہ
بالکل تنہا رہ گئی - اِس گاؤں میں اُس کا کوئی انیس نہ تھا کیونکہ یہاں زیادہ تر کاشتکار
آباد ہیں جو مرقس کی زمینداری میں کاشت کرتے ہیں - یہ لوگ آراضی کے پابند ہیں - اور
آراضی کے ساتھ ہی ایک مالک سے دوسرے مالک اور ایک پٹہ دار سے دوسرے پٹہ دار
کی طرف منتقل ہوتے رہتے ہیں جیسا کہ اس وقت بھی اکثر ممالک میں دستور ہے - چنانچہ رومانیہ
(یورپ) میں بھی یہ قاعدہ ہے کہ آراضی ایک بیرن (امیر) سے دوسرے بیرن کی طرف منتقل
ہوتی ہے اور اُس کے ساتھ کاشتکار بھی منتقل ہو جاتے ہیں ان کو سیرف کہتے ہیں جس کا
ترجمہ عربی زبان میں لفظ قن سے کیا گیا ہے +

بہرکیف دمیانہ کاشتکاروں کی لڑکیوں سے میل جول پسند نہیں کرتی تھی اگرچہ یہ لڑکیاں
جب اُس کی خدمت میں کام کاج یا تحائف پہونچانے کے لیے حاضر ہوتی تھیں تو اُن سے
گفتگو کرنے اور اخلاق و مہربانی کے ساتھ پیش آنے پر مجبور تھی - لیکن شہروں کی لڑکیوں کو
جس طرح سہیلیاں ہمسایہ اور رشتہ دار لڑکیاں اپنی غمخواری اور ہمرازی کے لیے میسر
ہوتی ہیں اُسے یہ بات حاصل نہ تھی اور کاشتکاروں کی لڑکیوں سے وہ اپنے خیالات اور
دلی راز ظاہر نہیں کر سکتی تھی - اور اس وجہ سے جب کبھی اُسے کوئی ایسی بات پیش آتی
تھی جس کی بھڑاس نکالنے کے لیے گفتگو کی ضرورت ہوتی تو وہ نماز میں مشغول ہو جاتی تھی
اور اس طرح اُسے کم از کم تھوڑی دیر کے لئے ضرور تسکین ہو جاتی تھی +

آج دمیانہ کو اپنے دل میں ایک راز کا چھپانا بہت بار اور دشوار ہو رہا تھا کیونکہ اُسے مذہب
و تقویٰ کی شرائط کے خلاف سمجھتی تھی - دمیانہ دن بھر اپنے کمرہ میں بیٹھی ہوئی غور و فکر میں مصروف

رہی۔ جب شام ہونے لگی تو اُسے مناسب معلوم ہوا کہ گاؤں کے پادری منقریوس کی خدمت میں حاضر ہو کر اظہارِ خیالات کرے۔ دمیانہ پادری منقریوس سے بہت مانوس تھی کیونکر وہ عرصہ دراز سے اس گاؤں کے گرجا میں مامور تھا اور ایک سن رسیدہ شخص تھا۔ علاوہ بریں قبطیوں میں اعتراف (کنفشن) کا خاص رواج تھا +

دمیانہ آج شام کو گھر سے تنہا نکلی۔ وہ باغوں میں اس طرح چہل قدمی کر رہی تھی گویا قدرتی مناظر سے لطف اٹھا رہی ہے۔ کھیتوں اور کاشتکاروں کے لڑکوں اور لڑکیوں کی طرف متوجہ ہے جو اُسے دیکھ کر ادب سے اُٹھ کھڑے ہوتے تھے یا شرم سے بھاگ جاتے تھے۔ بعض کو دمیانہ کی خبر بھی نہ تھی اور وہ محویت کے عالم میں بیلوں کو اُن کے باندھنے کی جگہ لیے جا رہے تھے۔ کچھ لوگ گدھوں پر لکڑیاں یا پھل وغیرہ بار کیے ہوئے مالکوں کے مکان کی طرف جا رہے تھے +

دمیانہ اس طرح چل رہی تھی گویا وہ ان مناظر کی طرف خاص طور سے متوجہ ہے لیکن درحقیقت وہ ایک دوسرے عالم میں تھی اور جس راز کے اظہار کے لیے وہ پادری منقریوس کے پاس جا رہی تھی اُس نے تمام تر اُس کی توجہ کو اپنی طرف منعطف کر رکھا تھا۔ لڑکے کھیتوں کی درو میں مصروف ہو کر گا رہے تھے۔ مرغ بانگ دے رہے تھے اور چڑیاں جو گرے پڑے دانوں کو چُن رہی تھیں زمزمہ سنج تھیں لیکن دمیانہ کو ان باتوں کا ذرا احساس نہ تھا۔ چنانچہ دمیانہ جب دریائے نیل کے کنارہ بڑی نہر کے قریب پہونچی تو اُسے نہر کی آواز۔ لکڑیوں کی کھڑکھڑاہٹ اور بیلوں کے چلانے کی خبر بھی نہیں ہوئی۔

دمیانہ کی عمر تقریباً بیس سال کی تھی۔ اُس کا قد میانہ اور رنگ گندم گوں تھا جس پر صفائی اور تازگی مستزاد تھی۔ آنکھیں بڑی بڑی تھیں جن سے عقل و فراست نمایاں تھی۔ ناک چھوٹی تھی۔ دہن تنگ اور ہونٹ بھرے ہوئے تھے۔ لبوں کا

وہ خوگر تھی۔ یہ ایک بڑی مضبوط اور پُر تکلف کشتی تھی۔ بادبان بڑے بڑے تھے۔
کمروں اور دروازوں کا یہ عالم تھا کہ وہ سطح آب پر تیرنے والے ایک گھر کی طرح
معلوم ہوتی تھی۔ اِسے اُن کشتیوں کے مانند سمجھنا چاہیے جو آجکل دریائے نیل
میں چلتی ہیں اور جن کو عموماً ذہبیہ کہا جاتا ہے۔ دمیانہ نے خیال کیا کہ اس کشتی میں
کچھ لوگ سوار ضرور ہونگے اور ممکن ہے کہ اُس کے باپ کا کوئی دوست ہو لہذا
اُس نے مناسب سمجھا کہ کشتی والوں میں سے کوئی شخص اُسے نہ دیکھنے پائے۔ اب
گرجا بھی قریب آگیا تھا وہ تیز تیز قدم اُٹھا کر درختوں کے تنوں اور شاخوں میں چھپ
گئی۔ جب گرجا کے دروازہ پر پہونچی تو کھجور کے ایک پُرانے درخت کی آڑ میں جو گرجا
کے دروازہ کے سامنے تھا اور اُس کا تنہ بہت موٹا تھا کھڑی ہو گئی۔ اب اُس نے
دریائے نیل کی طرف نظر اُٹھا کر اس کشتی کو دوبارہ دیکھا تاکہ شاید وہ کشتی والوں
میں سے کسی کو پہچان سکے۔ اُس نے دیکھا کہ کشتی کے اگلے حصہ پر ایک جھنڈا
نصب ہے جس کے پھریرے پر کچھ عربی الفاظ لکھے ہوے ہیں لیکن دمیانہ عربی نہیں
پڑھ سکتی تھی۔ اُس زمانہ میں گاؤں والے عربی نہیں جانتے تھے کیونکہ اُنھیں عربوں سے
ملنے جلنے کا بہت کم موقع ملا تھا۔ فتح کے زمانہ سے مسلمان آبادی سے علیحدہ رہتے
تھے۔ چنانچہ ارکان و وابستگان دولت کا قیام فسطاط یا آبادی کے کنارہ چھولداریوں
اور خیموں میں رہتا تھا تیسری صدی ہجری کی ابتدا میں جب خلیفہ مامون الرشید
مصر میں فتنۂ بغاوت فرو کرنے کے لیے رونق افروز ہوے اس وقت سے
مسلمان آبادی میں رہنے لگے کیونکہ خلیفہ ممدوح نے مصریوں کو رام و ہموار کر دیا
اور مسلمانوں کو آبادی میں رہنے کا حکم دیا چنانچہ مسلمانوں نے شہروں اور قریوں
میں محل اور قصر تعمیر کیے اور بعض گرجاؤں کو مسجد کی صورت میں بدل دیا +
اب دمیانہ نے اس جھنڈے کو دیکھا تو وہ سمجھ گئی کہ یہ کشتی کسی رُکن سلطنت

یا اُس سے خاص تعلقات رکھنے والے کی ہے یا مصری محصلین خراج اس پر
سوار ہو کر جزیہ اور خراج حاصل کرنے کے لیے نکلے ہیں۔ اگر دمیانہ کو یہ معلوم نہ ہوتا
کہ تحصیلدار سے اُس کے والد کو تقرب حاصل ہے تو اُسے ضرور اندیشہ پیدا ہوتا
کہ شاید ان اہل کشتی سے اُس کے باپ کو کچھ گزند پہونچے۔ اگر دمیانہ عربی پڑھ
سکتی ہوتی تو کشتی کے پھریرے پر احمد نادرانی تحصیلدار کا نام پڑھ لیتی جس کو
ابن طولون گورنر مصر کی بارگاہ میں بڑا اقتدار و اثر حاصل تھا۔ دمیانہ اسی
حالت میں تھی کہ اُسے یکایک اُس بات کی یاد آئی جس کے لیے وہ آئی تھی
چنانچہ وہ گرجا کی طرف مڑی اور غربی دروازہ سے اندر داخل ہوئی +

ابتدائی زمانہ میں اس گرجا کے دو دروازہ تھے ایک غربی اور ایک
شمالی لیکن مامون الرشید کی تشریف آوری کے بعد جب مسلمان قریوں
میں آباد ہوے تو انھیں نماز کے لیے معابد کی ضرورت ہوئی چنانچہ بعض نے
مسجدیں تعمیر کیں اور بعض نے گرجاؤں کو مسجد بنا لیا۔ اس گاؤں میں ابو الحسن
بغدادی نام ایک علوی شیعہ بغداد سے آکر آباد ہوا۔ یہ شخص مامون الرشید کے
ہمراہ آیا تھا۔ اسے مصر کی اقامت پسند آئی چنانچہ اُس نے مامون سے اپنی خواہش
ظاہر کی اور خلیفہ نے اُسے اجازت دے دی۔ ابو الحسن عرصہ تک فریضۂ نماز
اپنے گھر میں ادا کرتا رہا۔ یہ شخص نہایت منصف مزاج اور عدل پسند تھا
اُس نے کوئی وجہ نہیں دیکھی کہ ان اطراف کے باشندوں سے اُن کا گرجا چھین
لیا جائے چنانچہ اُس نے اس گاؤں کی مالکہ ماریہ قبطیہ سے خواہش کی کہ گرجا
کے دو حصے کر دیے جائیں اور ایک حصہ کو نماز کے لیے مسجد بنا دیا جائے جیسا کہ
مسلمانوں نے فتح دمشق کے وقت اموی جامع مسجد طیار کی تھی۔ ماریہ قبطیہ نے
گرجا کے دو حصے کیے جانے کی اجازت دے دی لہذا گرجا کے وسط میں ایک دیوار

نا ہو گیا کیونکہ اُس نے پردہ اٹھا دیا تھا اور ہیکل کے دروازہ پر کھڑا ہوا تھا۔ اُس کے
یں صلیب اور انجیل تھی اور وہ نماز پڑھ رہا تھا۔ اب دمیانہ اُس کی طرف بڑھنے اور
بکانے پر مجبور ہوئی چنانچہ پادری نے قبطی زبان میں انجیل کے ایک باب کی تلاوت کی
ناکہ اُس زمانہ میں دستور تھا جس سے دمیانہ کا دل مضبوط ہوا اور وہ اعتراف
لیے پھر آمادہ ہوئی +

پادری نے نماز سے فارغ ہو کر اپنا ہاتھ دمیانہ کی طرف بڑھایا جسے اُس نے بوسہ
پادری نے محسوس کیا کہ دمیانہ کی انگلیاں کانپ رہی تھیں۔ پادری منقریوس
سن رسیدہ شخص تھا اور دمیانہ کو بچپن سے جانتا تھا۔ اور اسی نے دمیانہ کی والدہ
گمنی اور شادی کی رسوم ادا کی تھیں۔ پادری منقریوس دمیانہ کی والدہ کے ساتھ
مہربانی کے ساتھ پیش آتا تھا۔ یہ ایک نہایت پرہیزگار اور اعلیٰ اخلاق و عادات کا
ان تھا۔ پادری موصوف کے روبرو لوگوں نے جو اعترافات کیے تھے اُن کی بنا پر
دمیانہ کا اور بھی لحاظ و پاس کرنے لگا تھا اصل بات یہ ہے کہ جس پادری کے
ر دُاس کے حلقۂ اثر کے لوگ اپنے رازوں اور گناہوں کا اعتراف کرتے ہیں
وہ نیک طینت اور پرہیزگار ہوتا ہے تو اُس کی ذات برکت و خوش قسمتی کا باعث
ں ہے کیونکہ وہ اپنی معلومات کو لوگوں میں اتفاق پیدا کرنے اور باہمی غلط فہمیاں
کرنے میں صرف کرتا ہے لیکن اگر وہ حریص و منافق ہو تو بڑا فتنہ اُٹھ کھڑا ہوتا ہے کیونکہ وہ
رازوں کے ذریعہ سے جاہ و دولت اور دیگر دنیاوی اغراض حاصل کرنا چاہتا ہے۔
بہر حال پادری منقریوس ایک بزرگ شخص تھا۔ اُس کے بال سفید تھے اور اُسکی ڈاڑھی
ہوئی تھی۔ دنیاوی مال و متاع کی اُسے آرزو نہ تھی اس کا سب سے بڑا
یہ تھا کہ اپنے پیرووں کی خدمت کرے اور اُن میں باہم اتفاق پیدا
ے جب اُس نے دمیانہ کو اس حالت میں دیکھا جس کا پہلے کبھی اتفاق نہیں ہوا تھا

دمیانہ:۔ "جی ہاں - وہ بہت اچھے آدمی ہیں - میں دیکھتی ہوں کہ قبطیوں کے ساتھ اُن کے تعلقات بہت اچھے ہیں اور وہ اِن لوگوں سے بہت مہربانی کے ساتھ پیش آتے ہیں حالانکہ اہلِ سلطنت میں دوسروں کا برتاؤ ایسا نہیں ہے"

پادری نے دمیانہ کی زبان سے یہ الفاظ سُن کر اپنے دل میں کہا کہ میں نے جو کچھ سُنا تھا اُس سے اِن باتوں کو کوئی تعلق نہیں ہے پھر اُس نے خیال کیا کہ شاید وہ رفتہ رفتہ اصل بحث کو چھیڑے گی +

پادری:۔ "اہلِ اسلام قبطیوں کیساتھ جو جابرانہ برتاؤ کرتے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ تم اسے اسلامی حکومت کے قوانین پر مبنی خیال کرتی ہو - امرِ واقعہ یہ ہے کہ یہ بات لوگوں پر موقوف ہے - چنانچہ پہلے پہل جب مسلمانوں کو مصر کی حکومت حاصل ہوئی تو اکثر لوگ ہم سے مراعات و مہربانی کے ساتھ پیش آتے تھے - ہماری مذہبی اور قومی رسوم کا احترام کرتے تھے - اس کے بعد اگر ہمارے ساتھ اُن کا سلوک جابرانہ ہونے لگا تو یہ امر بڑی حد تک حق بجانب بھی ہے کیونکہ ہم میں سے بڑے بڑے لوگوں کو اموالِ سلطنت کی حرص پیدا ہوئی اور خراج و جزیہ کی ادائیگی سے باز رہے چنانچہ جس سال خلیفہ مامون مصر میں آیا تو اُس نے ہم لوگوں کو سخت سزائیں دیں جن کی تفصیل کا یہاں موقع نہیں ہے - قصہ مختصر ابوالحسن ایک ہوشمند اور منصف مزاج شخص ہے - اُس نے ہماری معاشرت میں جس تساہل سے کام لیا اور جس طرح نماز کے لیے اس گرجا کے ایک جز پر قناعت کی اُس سے خصوصیت کے ساتھ اُس کی انصاف پسندی ظاہر ہوتی ہے - حالانکہ ہم نے دیکھا کہ دوسروں نے گرجاؤں کو مساجد بنا لیا"

اتنا کہکر پادری کھانسا اور منھ صاف کر کے پھر سلسلہ کلام شروع کیا -

پادری:۔ "ابوالحسن کے ہم لوگوں کے ساتھ اس طرح کے تعلقات ہونے کا ایک اور سبب بھی ہے اور غالباً تم اس سے واقف ہو گی - اور وہ یہ ہے کہ ابوالحسن مسلمانوں کے اُس گروہ کی طرف

منسوب ہے جسے شیعہ کہتے ہیں - اس گروہ کے ساتھ اہل سلطنت جبر و ستم کا برتاؤ کرتے
ہیں کیونکہ خلیفہ اور اُس کے امرا کا یہ مذہب نہیں - اسلام سے بہت پہلے ہم لوگوں کا
بھی یہی حال تھا اور گرجا ملکیہ و یعقوبیہ دو فرقوں پر مشتمل تھا - چنانچہ سلطنت روم فرقہ
ملکیہ کی مدد کرتی تھی کیونکہ وہ اُسی کے مذہب پر تھا اور یعقوبیہ پر ظلم و جبر کیا جاتا تھا
جس کی یہاں تک نوبت پہونچی کہ اِن لوگوں نے اِن شہروں سے نکل جانے کی خواہش
کی اور انھیں ایسا ہی کرنا پڑا - تمہیں وہ دن یاد نہیں جب متوکل خلیفۂ بغداد کے احکام
مصری قبطیوں کے متعلق موصول ہوئے تھے - یہ کوئی دس برس کی بات ہے غالباً
تمہیں یاد ہوگا کیونکہ تم اُس وقت بہت کمسن تھیں - بہرکیف خلیفہ نے اپنے مصری
گورنر کے پاس احکام بھیجے کہ اسلام کے بعد جو گرجا بنائے گئے ہوں اُن کو منہدم
کر دیا جائے - قبطیوں کو کسی عہدے پر مامور نہ کیا جائے اور وہ تہواروں کے
مواقع پر صلیبوں کو نمایاں نہ کریں - اُن کے دروازوں پر شیاطین کی تصویریں
بنائی جائیں - وہ زرد رنگ کے طیلسان پہنیں - زنار استعمال کریں اور اپنی سواریوں پر
ایسے زین رکھیں جن میں پیچھے کی جانب دو جگہ لکڑی لگی ہو مردوں کے لباس میں
کپڑے کے دو ٹکڑے دوختہ رہیں جن کے رنگ مختلف اور ہر ایک دوسرے
سے جدا ہو اور اُن کی مقدار چار انگل ہو - جو عورتیں باہر نکلتی ہیں وہ بھی زرد رنگ
کا لباس استعمال کریں - ان لوگوں کو ٹیکے وغیرہ کی ممانعت تھی - یہ احکام ابن
طولون کی عہد حکومت تک جاری رہے *

فرقۂ شیعہ پر بھی اس زمانہ میں وہی ظلم و ستم ہوا جو ہم کو برداشت کرنا پڑا چنانچہ موجودہ
شہزادہ نے مصری گورنر کو یہ حکم بھیجا کہ کسی علوی کو جائداد کا پٹہ نہ دیا جائے - وہ گھوڑے
پر سوار نہ ہو - فسطاط کے باہر کہیں آمد و رفت نہ رکھے - ایک سے زیادہ غلام رکھنے کی
ممانعت کی جائے - جب کسی شخص اور کسی علوی کے درمیان جھگڑا پیدا ہو تو

حالانکہ میں اب تک اُس سے مخاطب بھی نہیں ہوئی ہوں، میں نے اُسے مکان
میں آتے جاتے دیکھا ہے۔ بس اتنا ہوا ہے کہ اُس نے کبھی کبھی لفظاً یا اشارۃً مجھے
سلام کیا ہے۔ میں نے اُس کی خوش خلقی اور مہارت انجنیری کے متعلق بہت کچھ سنا
ہے۔ لیکن مجھے کبھی اُس سے بات چیت کرنے یا ایک جگہ بیٹھنے کا اتفاق نہیں ہوا ہے
اور اسکی وجہ یہ ہے کہ میرے والد کو یہ منظور نہیں کہ اپنی عورتوں کو ابو الحسن کے سامنے
کریں چنانچہ ہم سب پردہ کرتے ہیں۔ اور اسی طرح ابو الحسن کی عورتیں ہمارے
مردوں سے چھپتی ہیں۔ یہ تو بڑی اچھی بات ہے اور اکثر برائیوں کو وقوع سے
باز رکھتی ہے۔ میں اکثر دور دور رہی اور نگاہوں کو نیچا رکھا تاکہ میں اُسے بھول
جاؤں لیکن ایسا نہ ہو سکا۔"

دمیانہ اتنا کہکر پھر رونے لگی۔

پادری "تم اس لیے روتی ہو کہ تم نے ایک نیک شخص سے محبت کی؟ کیا
محبت حرام ہے؟"

دمیانہ "میں اس لیے روتی ہوں کہ میں نے ایک ایسے شخص سے محبت کی جس کے
ملنے کی کوئی صورت نہیں۔ اگرچہ یہ محبت بے اختیارانہ ہے۔ تاہم میں سمجھتی ہوں
کہ میں نے بڑی خطا کی ہے کیونکہ میں نے ایک مسلمان سے محبت کی ہے۔"

دمیانہ کے ان الفاظ سے پادری کو اُس کے اضطراب وقلق کی وجہ معلوم
ہوئی چنانچہ اُس نے دمیانہ کو اُٹھایا اور اپنے پہلو کی کرسی پر بٹھایا۔ اس وقت
وہ مسکرا رہا تھا جب دمیانہ نے اُسے مسکراتے ہوئے دیکھا تو اُس کے اضطراب میں کسی قدر
کمی ہوئی اور جواب کا انتظار کرنے لگی۔

پادری "تم نے کیونکر سمجھا کہ وہ مسلمان ہے؟"

دمیانہ "کیونکہ اُس کا نام سعید ہے۔ مسلمانوں ہی کا یہ نام ہوتا ہے۔ میں نے سنا ہے

کہ اس کا لقب فرغانی ہے۔ یہ لقب بھی مسلمانوں کا ہے اور اس پر مستزاد یہ کہ میں نے اُسے کبھی اس گرجا میں نہیں دیکھا اور وہ ابوالحسن کے پاس اُسکی اولاد کی طرح رہتا ہے۔"

پادری: "نام کو جو پوچھتی ہو، تو ابوالحسن نے اُس کا نام سعید رکھا ہے لیکن اس نام سے اُس کے مسیحی ہونے پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ یہی حالت لقب کی ہے۔ سعید نے ابوالحسن کے ساتھ بغداد میں رہ کر ایک فاضل سے علم ریاضی حاصل کیا ہے اُس کا لقب فرغانی تھا لہٰذا سعید بھی اُسی کی طرف منسوب ہو گیا ہے۔ نماز اور گرجا میں آنے کے متعلق تمہارا خیال صحیح نہیں۔ وہ برابر گرجا آتا ہے یہ دوسری بات ہے کہ وہ قریہ میں موجود نہ ہو سکتا ہے کہ وہ آخر میں آتا ہو اور تمہیں اُس کے دیکھنے کا موقع نہ ملا ہو۔"

دمیانہ۔ (متعجبانہ) "اچھا تو وہ مسلمان نہیں ہے؟"

پادری: "ہرگز نہیں، بیٹی وہ تمہاری طرح عیسائی ہے۔"

دمیانہ پادری کی زبان سے یہ الفاظ سُن کر بے اختیارانہ اچھل پڑی اور پادری کے چہرہ پر نگاہ جما کر کہا۔

"وہ عیسائی ہے؟ نصرانی ہے ہماری طرح؟"

پادری: "ہاں بیٹی وہ عیسائی ہے۔"

دمیانہ: "آپ کو کامل یقین ہے؟"

پادری: "مجھے اُس کے عیسائی ہونے میں کوئی شبہ نہیں وہ بارہا اس اعتراف کی کرسی پر بیٹھ چکا ہے اور میرے روبرو اپنے اسرار کا اظہار کر چکا ہے۔"

دمیانہ: "اچھا اعتراف کی کرسی پر بیٹھ چکا ہے؟ اعتراف کر چکا ہے۔ اُس نے اپنے اسرار آپ کے سامنے ظاہر کیے ہیں کیا اُس نے یہ بھی کہا کہ............"

دمیانہ پادری سے یہ پوچھنا چاہتی تھی کہ کیا اُس نے میری محبت کا بھی اعتراف کیا ہے لیکن اس خیال کے آتے ہی شرم اُس پر غالب آگئی اور اُسے یہ بھی خیال آیا

کہ اُس کا سوال قانون اعتراف کے خلاف ہے۔ چنانچہ وہ سر جھکا کر خاموش ہوگئی۔

پادری "اتنا کافی ہے کہ تم نے اُس کا مسیحی ہونا معلوم کر لیا۔"

دمیانہ "جی ہاں۔ کافی ہے۔ (آسمان کی طرف سر اُٹھا کر) یا اللہ تیرا شکر ہے"

دمیانہ کو اس خبر سے ایسی مسرت ہوئی کہ بے اختیار ہنسنے لگی لیکن اُس کی آنکھوں سے اب بھی آنسو ٹپک رہے تھے اور وہ ان الفاظ کو دوہرا رہی تھی "وہ عیسائی ہے، سعید عیسائی ہے" لیکن اُسے یکایک خیال آیا کہ سعید کا صرف مسیحی ہونا اُس کے اطمینان اور حصول کے لیے کافی نہیں ہے۔ پس وہ خاموش ہوگئی اپنی آنکھوں کو پونچھنے لگی اور اپنا نقاب درست کرنے لگی۔

پادری۔ دمیانہ، پاک محبت گناہ نہیں ہے بلکہ وہ ایسی خوبی ہے جسکی لوگ تمنا کرتے ہیں اور چونکہ میں تمہاری پرہیزگاری اور ہوشیاری سے واقف ہوں اس لیے مجھے اس کا اندیشہ نہیں کہ تم گرجا کی مقررہ حد سے تجاوز کرو گی۔"

دمیانہ "معاذ اللہ، خدا نہ کرے کہ میں گرجا کی تعلیم کے خلاف کروں لیکن کیا آپ کے خیال میں میرے والد ۔ ۔ ۔ ۔ ۔"

شرم سے زبان رک گئی۔ پادری نے سمجھا کہ وہ کہنا چاہتی ہے کہ میرا باپ نکاح سے مانع تو نہ ہوگا۔

پادری "تمہارے والد ایک سخت مزاج کے آدمی ہیں۔ میں کہہ نہیں سکتا کہ وہ اس رشتہ پر رضامند ہونگے یا نہیں۔"

دمیانہ۔ اگر جناب الامیر سے والد کی جگہ ہوتے تو کیا آپ کی نظر میں سعید میرے قابل تھا؟"

پادری "ہاں میں اُسے تمہارے قابل سمجھتا ہوں کیونکہ وہ علم و فضل اور عقل و خرد میں اپنے امثال و اقران پر فوقیت رکھتا ہے اور خاصکر آجکل تو اُس نے ابن طولون کی نظر میں اپنی قابلیت انجنیری کی بناء پر بہت کچھ اعتماد حاصل کر رکھا ہے چنانچہ اس وقت اُسے تمام

قمری مہینہ کا یہ پہلا ہفتہ تھا۔ گرجا کے دروازہ پر پونچکر وہ چند منٹ تک یہ سوچتی رہی کہ پادری سے ہمراہی کے لیے کوئی آدمی طلب کرے یا تنہا روانہ ہو۔ اُس کے دل میں یہ خیالات تھے لیکن وہ بے ارادہ آگے بڑھ رہی تھی حتیٰ کہ وہ باغوں میں پہونچ گئی اور ایک طرف دریائے نیل کا منظر نظر آنے لگا۔ اس وقت نیل کا پانی آسمان کے عکس سے تیرگی مائل ہو رہا تھا لیکن اُس کی پُر شکن سطح چاندنی سے جگمگا رہی تھی اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ سن رسیدہ اشخاص کی طرح مرورِ ایام نے نیل کے چہرہ پر جھرّیاں ڈال دی ہیں +

یہاں پونچکر دمیانہ نے تنہا چلنے کا فیصلہ کیا۔ لیکن وہ مادرِ خداوند (مریم) سے یہ التجا کر رہی تھی کہ جب تک وہ گھر نہ پہنچ جائے اُسے کوئی نہ دیکھے +

دمیانہ اسی حالت میں تھی کہ اُس نے گھوڑے کی ٹاپوں کی آواز سنی۔ اس طرح کی آواز وہ اپنے گھر کے قریب سا کرتی تھی۔ پھر گھوڑے کے ہنہنانے کی آواز اُس کی کان میں آئی جس کے ساتھ ہی اُس کا دل دھڑکنے لگا کیونکہ وہ جانتی تھی کہ یہ سعید کا گھوڑا ہے۔ دمیانہ کو اس خیال سے اور بھی خفقان ہو رہا تھا کہ اب وہ رات کے وقت تنہا سعید سے ملی گی حالانکہ اس آزادی کی وہ خوگر نہ تھی اور اس سے پہلے سلام دعا کے سوا اُسے سعید سے گفتگو کا اتفاق نہیں ہوا تھا۔ سب سے بڑھکر یہ بات تھی کہ وہ اس وقت اعتراف کیے ہوے آ رہی تھی جس کے اثرات اُس کے دل میں باقی تھے۔ وہ حیران تھی کہ کیا کرے۔ کسی طرف روپوش ہو جائے یا ٹھہر جائے اور اس موقع کو غنیمت سمجھکر سعید کے خیالات دریافت کرے لیکن یہ دونوں باتیں اُس کے لیے دشوار تھیں +

وہ اسی خیال میں تھی کہ سوار اُس کے قریب آ پہونچا اور جیسے ہی اُس نے دمیانہ کو دیکھا پہچان لیا اور بجلی کی طرح گھوڑے سے اُتر پڑا۔ باگ ہاتھ میں لے لی اور احترام و فروتنی کے ساتھ دمیانہ کے روبرو کھڑا ہو گیا۔

اس وقت سعید سفری لباس میں تھا یعنی اُس کے سر پر عمامہ یا ٹوپی کی جگہ کوفیہ

دایک خاص قسم کی ٹوپی تھی۔ پاجامہ اور قبا پر ایک ریشمی عبا زیب تن تھی سعید کا رنگ گندمی۔ چہرہ بیضاوی۔ آنکھیں رسیلی بھویں چھوٹی۔ دہن مختصر اور داڑھی مونچھ بھی مختصر تھی۔ اُس کے چہرہ سے تندرستی اور عقل و خرد کے آثار ظاہر تھے۔ اُس کی آنکھوں سے ذہانت و ذکاوت مترشح تھی۔ اس وقت وہ چاند کے بالمقابل کھڑا تھا اس لیے قمری شعاعیں اُس کے حسن کو دوبالا کر رہی تھیں۔

دمیانہ پر چاند کی ترچھی شعاعیں پڑ رہی تھیں اور اس لیے اُس کا چہرہ بھی غیر معمولی طور پر چمک رہا تھا۔ دمیانہ پادری کے روبرو دیر تک روتی رہی تھی اس لیے اُس کی آنکھوں میں خاص چمک اور حلقہ چشم میں اُبھار پیدا ہو گیا تھا اور اس وقت سعید کو دیکھ کر اُس کے جذبات بیم و رجا میں جو تلاطم پیدا ہوا اُس سے یہ کیفیت اور بڑھ گئی تھی۔ دمیانہ کی یہ حالت تھی کہ وہ ایک بت کی طرح ساکت و ساکن کھڑی تھی۔ لیکن اگر کوئی اُس کا ہاتھ چھوتا یا اُس کی حرکات دل سنتا تو سمجھتا کہ اس وقت اُس کی مثال ایک کہربائی باٹری کی تھی جس پر دیگ میں پانی جوش زن ہو اور اُس کے بخارات بلند ہو رہے ہوں کیونکہ اُسکی اُنگلیاں کانپ رہی تھیں اُس کا دل دھڑک رہا تھا اور پاؤں تھرا رہے تھے۔

سعید جس کو عرصۂ دراز سے ایسا موقع ملنے کی تمنا تھی نہایت ادب اور عاجزی کے ساتھ دمیانہ کی طرف بڑھا اور اُس نے کہا "کیا دمیانہ صاحبہ کی اجازت ہے کہ میں اُن سے گفتگو کروں"۔

دمیانہ نے اس کا جواب زبان سے نہیں بلکہ اپنی غیر متحرک آنکھوں سے دیا جس پر سعید نے پھر کہا۔

"آپ یہاں تنہا ہیں، شاید آپ کے خادم کو دیر ہو گئی ہے اگر آپ حکم دیں تو جب تک آپ کا خادم آئے میں آپ کی خدمت میں رہوں"۔

دمیانہ نے سر جھکا لیا۔ اپنا نقاب درست کرنے لگی اور رکھتگی کی آواز میں کہا۔

دیر ہوئی تو اُسے اندیشہ پیدا ہوا کہ شاید اُس نے تصریح مدعا میں عجلت کی۔ اُسکی رفتار دھیمی پڑ گئی۔ سعید بھی اُس کے ساتھ آہستہ آہستہ چلنے لگا اور یہ محسوس کر کے کہ دمیانہ کو تاخیرِ جواب نے حیران کر رکھا ہے اُس نے کہا۔

سعید:- "دمیانہ، تمھاری زبان سے یہ قیمتی بات سن کر جس نے میری گردن میں قلادہ ڈال دیا ہے میری خاموشی سے تم کو حیرت ہوگی۔ لیکن یہ خاموشی خوف و حیرت پر مبنی ہے کیونکہ یکایک اپنی بدنصیبی کو خوش قسمتی سے بدلتے ہوئے دیکھکر میں حیران رہ گیا ہوں۔ دمیانہ، یہ ایک کلمہ ایک بڑی کتاب کا حکم رکھتا ہے بلکہ اسے وحیِ آسمانی سمجھنا چاہیے جس نے میرے دل پر نازل ہو کر اُسے منور کر دیا اور ایک ایسا مستقبل میرے سامنے پیش کیا جو میرے خواب و خیال میں بھی نہ تھا اور جو میری امیدوں سے کہیں بالاتر ہے۔ بلکہ اس کلمہ کو ایک روح سمجھنا چاہیے جس نے میری مردہ امیدوں کو زندہ کر دیا ہے۔ دمیانہ، بچپن میں انسان طرح طرح کے خوشگوار توقعات قائم کرتا ہے لیکن وقت پر اُن کا عشرِ عشیر بھی حاصل نہیں ہوتا لیکن اس کلمہ نے مجھے جو خوشی عطا کی اُس کا مجھے کبھی خیال نہ تھا اُف، عمر بھر!" دمیانہ خدا تمھاری عمر دراز کرے تاکہ میری خوشی کے اسباب اُسیقدر زیادہ ہوں۔"

اتنا کہنے کے بعد سعید کو خیال پیدا ہوا کہ کہیں اُس نے دمیانہ کا مفہوم سمجھنے میں غلطی تو نہیں کی ہے۔ اُس نے چونک کر دمیانہ کی طرف دیکھا۔ دمیانہ نے بھی نگاہ اُٹھائی اور سعید کو یہ محسوس ہوا کہ ایک تیر اسکے دل پر لگا۔ آخر اُس نے کہا۔

سعید:- "دمیانہ، مجھے ڈر ہے کہ شاید میں نے تمہارا مطلب سمجھنے میں غلطی کی ہے۔ کیا تمھارا یہی مطلب ہے جو میں نے سمجھا ہے۔ یا مجھ پر وہم غالب

آگیا ہے اور میں نے وہ بات سمجھی ہے جس کی مجھے تمنا ہے"
دمیانہ (کسی قدر خاموش رہنے کے بعد) "ایسے واضح آثار دیکھنے کے
بعد تم مجھ سے اور زیادہ تصریح چاہتے ہو۔ میرے جذبات پر رحم کرو اور
میری بے چینی کو جسے تم دیکھ رہے ہو کافی سمجھو۔ جب مجھے یہ معلوم ہو چکا ہے
کہ میری اس بات کو تم نے اتنا قیمتی سمجھا ہے تو میں کیونکر کہوں کہ میرا مطلب
وہی نہیں ہے جو تم سمجھے ہو۔ بے شک تم نے میرا مطلب صحیح سمجھا ہے گویا
تم میرے دل کی باتیں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہو اور یہ کوئی تعجب کی
بات نہیں کیونکہ تم تو میرے دل میں مقیم ہو"
سعید یہ سن کر فرط مسرت اور بے ساختگی کے عالم میں پکار اٹھا "تمھارے
دل میں مقیم ہوں؟" مجھے کیا خوب جگہ ملی ہے بشرطیکہ تم پر بار نہ ہو۔ دمیانہ
اب میں کیا کہوں، تم نے تو مجھ کو فتح کر لیا اور میرے لیے گفتگو کی گنجائش باقی
نہیں رکھی۔ اب اس موضوع پر میں کچھ زیادہ نہیں کہہ سکتا بس ان الفاظ پر
اکتفا کرو کہ میں تم سے اتنی محبت رکھتا ہوں جو یعقوبی اور ملکی جماعتوں میں شدید
دشمنی کے باوجود اتفاق پیدا کر سکتی ہے۔ قبطیوں اور مسلمانوں کی باہمی اتحاد
کے لیے وہ کافی ہے اور دونوں کو ایک قوم واحد بنا سکتی ہے۔ میں تم سے
بھی اب مزید تشریح کا طالب نہیں کیونکہ بات کی تہ کو پہنچ چکا ہوں اور ڈرتا
ہوں کہ خدانخواستہ کوئی ایسی بات نہ سنوں جو میرے حواس گم کر دے"
یہ دونوں اسی طرح باتیں کرتے ہوئے جا رہے تھے۔ گھوڑا اُن کے پیچھے
پیچھے اس طرح متانت اور خاموشی کے ساتھ چل رہا تھا کہ گویا وہ ان دلدادگان
محبت کے دلی جذبات سے واقف ہے اور جانتا ہے کہ انھیں آہستہ چلنے کی
ضرورت ہے۔ اس وقت درختوں کے نیچے کھڑک رہے تھے۔ کاشتکار آوازیں

دے رہے تھے کتے بھونک رہے تھے ۔ گھوڑے ہنہنا رہے تھے لیکن ان دونوں کی توجہ ان باتوں پر مبذول نہ تھی اور نہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ کسی دوسرے عالم میں ہیں ۔

باب ۶
زکریا

وہ اسی طرح عالم بیخودی میں چلے جا رہے تھے کہ انھوں نے کچھ فاصلہ پر ایک شخص مرقس کے مکان سے آتے ہوئے دیکھا پہلے اس پر سعید کی نگاہ پڑی چنانچہ اُس نے دمیانہ سے کہا ۔

سعید "ایک شخص آ رہا ہے کیا تم اسے پہچانتی ہو؟"

یہ سن کر دمیانہ نے نگاہ اُٹھائی اور اچھی طرح غور کرنے کے بعد کہا ۔

دمیانہ "یہ میرا خادم زکریا ہے ۔ شاید میرے والد نے میرے دیر کرنے پر اُسے میرے لینے کے لیے بھیجا ہے ۔"

یہ سن کر سعید نے خیال کیا کہ اب جدائی ناگزیر ہے ۔ لہٰذا اُس نے دمیانہ کی طرف مخاطب ہو کر کہا ۔

سعید "اب یہ بوڑھا تم کو لے جائیگا اور ہم ایک دوسرے سے جدا ہو جائینگے ۔"

دمیانہ "خدا نے چاہا تو پھر ملاقات ہو گی ۔"

سعید " انشاء اللہ ۔ لیکن اب تو تم اپنے گھر جا رہی ہو ۔ وہاں پہنچکر سامان عیش و راحت میں میری یاد بھی نہیں آئیگی لیکن تمھارے خیال کے سوا

میرا کوئی انیس نہیں۔"

دمیانہ: "یہ سب باتیں ہو چکنے کے بعد اب کوئی شے مجھے تمھاری یاد سے بے نیاز نہیں کر سکتی۔"

دمیانہ کچھ اور کہنا چاہتی تھی لیکن شرم نے اجازت نہ دی۔

سعید: "انشاء اللہ فراق کا زمانہ طویل نہ ہوگا"

دمیانہ: "یہ آپ کی رائے پر موقوف ہے۔"

سعید: "میں صبح فسطاط جاؤنگا تاکہ دیکھوں کہ امیر ابن طولون کیا حکم دیتے ہیں کیونکہ میں نہر کی تعمیر سے فارغ ہو چکا ہوں۔ اب اس کے متعلق ایک جلسۂ عام کی تاریخ مقرر کی جائیگی اور مجھے صلہ عطا کیا جائیگا۔ امید ہے کہ اس بات سے تمھیں خوشی ہوگی۔ اس کے بعد میں اُس کام کے انصرام کے لیے آمادہ ہونگا جسکی تم نے مجھے اپنی مہربانی سے جرأت دلائی ہے۔ اچھا اب میں تمھیں خدا کے سپرد کرتا ہوں"

یہ کہکر سعید نے دمیانہ سے مصافحہ کیا۔ دمیانہ کا ہاتھ اس وقت سرد ہو رہا تھا دمیانہ نے اپنی زبان سے کچھ نہیں کہا لیکن چاند کی طرف اشارہ کیا۔ سعید نے دمیانہ کا مطلب سمجھکر کہا:

سعید: "میں اس سریع السیر ستارہ کو اپنے عہد و پیماں کا گواہ قرار دیتا ہوں۔"

یہ دونوں اسی حالت میں تھے کہ یکایک زکریا نمودار ہوا وہ اس وقت بہت آہستہ آہستہ قدم اٹھا رہا تھا گویا وہ اُن کی حالت سے واقف تھا اور اپنی طرف سے انھیں مدد دینا چاہتا تھا۔ جب اُس نے اِن دونوں کو مصافحہ کرتے ہوئے دیکھا تو آگے بڑھکر سلام کیا اور خاموشی کے ساتھ کھڑا رہا۔

زکریا ایک درمیانی عمر کا حبشی خوجہ تھا۔ اُس نے اپنے بچپن میں شاہ نوبہ کے ہاں تربیت پائی تھی پھر وہ ہدیہ کے طور پر منتقل ہوتا رہا حتی کہ جس رات دمیانہ پیدا ہوئی وہ

اُس کی خدمت میں رہنے کے لیے عطا کیا گیا۔ زکریا کو دمیانہ سے بہت خلوص تھا۔ اِن غوجوں کا قاعدہ ہے کہ جب اُنکو خلوص ہو جاتا ہے تو اپنے مالکوں سے ماں باپ اور بھائی بہن سے بڑھکر محبت کرتے ہیں۔ دمیانہ زکریا سے بہت مانوس تھی اور اُسے چچا کہتی تھی۔ زکریا سعید سے بخوبی واقف تھا اور سعید و دمیانہ کے درمیان وہ جس تناسب کو دیکھتا تھا اُس کے لحاظ سے اس کا آرزومند تھا کہ ان دونوں کی باہم شادی ہو جائے۔ بہرکیف اس وقت زکریا نے جب دمیانہ اور سعید کو اس طرح ہمراہ خلوت میں دیکھا تو دمیانہ سے مخاطب ہو کر کہا۔

زکریا "صاحبزادی، میں تو آپ کی وجہ سے بہت متفکر تھا۔ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ آپ جناب انجنیر صاحب کے ساتھ ہیں تو میں آپ تک آنے کی تکلیف نہ اُٹھاتا۔ آپ کے والد صاحب نے بھی مجھے بھیجا کہ میں آپ کو تلاش کروں اور جلد گھر کو واپس لے آؤں"

دمیانہ "ہاں مجھے دیر تو ضرور ہوئی لیکن میں نماز اور اعتراف کے لیے گرجا گئی تھی وہاں حضرت مسیح کی تصویر کے سامنے اور حضرت مریم کی تصویر کے سامنے میں نے دیر تک توقف کیا۔ ابھی میں گرجا ہی میں تھی کہ سورج ڈوب گیا۔ راستہ میں ہمارے یہ پردیسی صاحب مل گئے چنانچہ وہ گھوڑے سے اُتر پڑے اور میرے ہمراہ چلنے لگے"

زکریا (بات کاٹ کر) "اس تکلیف پر ہم کو انکا شکریہ ادا کرنا چاہیے (سعید سے مخاطب ہو کر) جناب عالی، میں آپ کی اس تکلیف فرمائی کا شکر گزار ہوں۔ اب اگر آپ چاہیں تو گھوڑے پر سوار ہو لیں کیونکہ میں صاحبزادی صاحبہ کی خدمت میں حاضر ہوں اور گھر بھی قریب آگیا ہے"

دمیانہ نے نظر اُٹھا کر دیکھا تو واقعی اُس کا گھر قریب تھا حالانکہ وہ اپنے آپ کو گھر سے اس قدر نزدیک نہیں سمجھی تھی۔ [illegible] تیر ان [illegible] کبھی ادھر اُسے آپ کو سنبھالنے لگی تاکہ ایسا نہ ہو کہ اس کا باپ اُس کے انداز سے کوئی خاص اثر یا قرینہ [illegible] کر سکے۔

سعید نے دمیانہ کو الوداع کہا اور گھوڑے پر سوار ہو کر ابو الحسن کے مکان کی طرف روانہ ہوا اور جب تک آنکھوں سے روپوش نہیں ہو گیا اُس وقت تک دمیانہ سے وداعی اشارات کرتا رہا۔

دمیانہ چند قدم چلی تھی کہ اُس نے اپنے خانہ باغ میں روشنی دیکھی اس اثنا میں دریائے نیل کی طرف اُس کی نگاہ اٹھی تو وہاں بھی اُسے خلاف معمول روشنی دکھائی دی لہٰذا اُس نے زکریا سے دریافت کیا۔

دمیانہ: "آج نیل میں یہ روشنی کیسی ہے؟"

زکریا۔ یہ مادرانی تحصیلدار کی کشتی ہے۔ آج اس کشتی میں آنے والے آپ کے ہاں مہمان ہیں"

یہ سن کر دمیانہ کو یاد آیا کہ اُس نے شام کے وقت دریا میں ایک کشتی کو گزرتے ہوئے دیکھا تھا۔ پھر اُس نے کہا۔

دمیانہ: "ہم سے اور مادرانی سے کیا واسطہ۔ مجھے تو یاد نہیں کہ وہ کبھی ہمارے ہاں آیا ہو۔ میں اُس کی صورت سے آشنا بھی نہیں آخر آج وہ کیسے آیا ہے؟

زکریا: "یہ مادرانی کی کشتی ضرور ہے لیکن اس میں وہ خود نہیں آیا ہے"

دمیانہ: "پھر کون آیا ہے؟"

زکریا: "معلم خا کے فرزند اسطفانوس آئے ہیں۔ یہ آپ کے والد کے دوست ہیں۔ اس شاندار کشتی میں اظہار تفاخر کے لیے آئے ہیں"

اسطفانوس کا نام سنتے ہی دمیانہ کا رنگ رخ متغیر ہو گیا۔ خون اُس کی رگوں میں جم گیا۔ اس ناگہانی تغیر کے سبب سے زکریا ناواقف نہ تھا تاہم اُس نے تجاہل کے ساتھ کہا "صاحبزادی ادھر آؤ آپ کے والد دیر سے آپ کی راہ دیکھ رہے ہیں"

دمیانہ: "اچھا وہ دیر سے میری راہ دیکھ رہے ہیں۔ کیا انھیں میری پروا ہے؟ ایک بیکس یتیمہ کو بھلا دینے کے لیے اُن کے پاس کنیزوں کی کیا کمی ہے میری ماں کی خدا مغفرت کرے۔"

دمیانہ اتنا کہکر ہونٹ چبانے لگی۔ وہ چل رہی تھی اور کہتی جاتی تھی "خدایا یہ جاہل نوجوان یہاں کیوں آتا ہے غالباً وہ میرے والد کے ساتھ میئوشی کرنے اور ہنسی مذاق میں وقت برباد کرنے آیا ہے جیسا کہ اُس کا طریقہ ہے۔"

زکریا نے دمیانہ کی یہ حالت دیکھ کر اُسے تسلّی دینے کا ارادہ کیا اور کہا۔

زکریا: "صاحبزادی آپ کو ان باتوں سے کیا غرض ہے؟"

دمیانہ: "کیوں؟ غرض کیوں نہیں ہے۔ کیا مجھے اس سے غرض نہیں ہونی چاہیے کہ میرا باپ ایک میئوش اور بادہ کار ہو۔ کیا کبھی تم نے اسے گرجا جاتے ہوئے یا نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے اُسے آخرت کی کچھ فکر نہیں۔ وہ اپنی عمر ہنسی مذاق میں ضائع کرتا ہے اور اسی وجہ سے وہ ایسے آدمیوں کی سوسائٹی اختیار کرتا ہے جو اُس کے ہمرنگ و ہم آہنگ ہیں۔ آخر تم ایسے شخص کو کیا کہو گے جو اسطفانوس جیسے انسان کو دوست بنائے اور اُس پر اپنا روپیہ صرف کرے ....؟"

زکریا: (بات کاٹ کر) "آپ کو معلوم نہیں کہ آپ کے والد اسطفانوس کی اس قدر آؤ بھگت اور عزت کیوں کرتے ہیں؟ یہ تو آپ کو معلوم ہے کہ آپ کے والد کا علاقہ بہت بڑا ہے اور مالگذاری بھی کافی مقدار میں ادا کرنی ہوتی ہے۔ یہ شخص تحصیلدار کے پیشکار کا فرزند ہے۔ اپنے باپ کی وجہ سے مادرائی کی نظر میں بھی اُسے وقار حاصل ہے چنانچہ مالگذاری کی رقوم میں تخفیف کرا کے آپ کے والد کے کام آتا ہے علاوہ بریں چند سال سے آپ کے والد نے مالگذاری میں ایک پائی ادا نہیں کی ہے۔"

دمیانہ: "یہ اچھا اقتصاد ہے میں دیکھتی ہوں کہ اتنی مالگذاری میں تخفیف

نہیں ہوئی ہوگی جتنی رقم وہ دعوتوں میں صرف کر چکا ہے۔ علاوہ بریں مالگذاری حکومت کا حق ہے اور اُسے کسی حالت میں روکنا نہیں چاہیے۔"

باب
دستر خوان

زکریا دمیانہ کے ساتھ آہستہ آہستہ چل رہا تھا کہ گھر آنے سے پہلے بات ختم ہو جائے۔ دمیانہ کی زبان سے یہ باتیں سن کر اُس کی عقل و ذکاوت پر سخت متعجب ہوا اور اُسکی صداقت پر حیرت کرنے لگا کیونکہ اُس نے دمیانہ سے ایسی بات سُنی تھی جو ایک بڑے انصاف پسند شخص کے دماغ میں پیدا ہو سکتی ہے۔ زکریا نے دمیانہ کی پرہیزگاری اور دین پرستی کو یاد کیا اور اُس کا ذہن منتقل ہوا کہ دمیانہ کی یہ بات حضرت مسیح کے اس قول سے ماخوذ ہے کہ "جو قیصر کا ہے وہ قیصر کو دو اور جو خدا کا ہے وہ خدا کو"۔ زکریا نے مکان پہونچنے سے پہلے دمیانہ کو ٹھہرا کر کہا

زکریا: "غالباً دو باتوں کی آپ کو فکر ہے۔ ایک یہ کہ آپ کے والد صاحب روپیہ کا بے جا صرف کرتے ہیں اور اس سے آپ کے حق وراثت کو نقصان پہونچتا ہے اور"

دمیانہ: "(بات کاٹ کر) یہ بات بھی ہے اور ایک اور بات بھی ہے"

زکریا: (بات کاٹ کر) "آپ اگر میری بات پوری ہونے تک صبر کرتیں تو اس تصریح کی ضرورت نہ ہوتی۔ دوسری بات یہ ہے کہ آپ اسطفانوس کو ناپسند کرتی ہیں اور اس کی رفاقت کو برا سمجھتی ہیں اور آپ کو اندیشہ ہے کہ ایسا نہ ہو کہ آپ کے والد کے ساتھ اُسکی یہ دوستی رشتہ کا باعث ہو اور اس طرح ایک مصیبت آپ پر

نازل ہو۔ میں خوب جانتا ہوں کہ آپ اس نوجوان کو جہنم کی طرح ناپسند کرتی ہیں"
دمیانہ کو اس بات سے خوشی ہوئی کہ زکریا اُس کا مطلب سمجھ گیا۔ اور اُس کے دلی خیالات کی تہ کو پہونچ گیا۔ اور اسطفانوس کے متعلق اُس کی نفرت کا نہایت موزوں اندازہ قائم کیا۔ امر واقعہ یہ ہے کہ دمیانہ کے والد نے ایک مرتبہ اشارۃً اُس سے کہا کہ وہ اُسے اسطفانوس کے ساتھ منسوب کرنا چاہتا ہے لیکن دمیانہ نے جسے یہ بات ناپسند تھی اس کا کچھ جواب نہیں دیا۔ ناپسندیدگی کی وجہ ایک تو یہ تھی کہ وہ سعید سے مانوس تھی اور دوسری وہ باتیں تھیں جن کا اوپر ذکر ہو چکا ہے۔ وہ چاہتی تھی کہ زکریا سے اپنے دل کا حال کہدے لیکن حیا مانع ہوئی۔ زکریا دمیانہ کے ساتھ چل رہا تھا اور اُس کے ایک ہاتھ میں چراغ تھا جب اس نے دمیانہ کو خاموش اور سر جھکائے ہوئے دیکھا تو اُس نے چراغ بڑھا کر دمیانہ کا چہرہ دیکھا اور مسکرا کر کہا۔
زکریا: "میں آپ کے چہرہ سے ایک دوسری بات محسوس کرتا ہوں"
اتنا کہکر تھوڑی دیر زکریا چپ رہا اور پھر حلق صاف کر کے کہنے لگا۔
زکریا: "سعید ایک نہایت معقول آدمی ہے اور وہی آپ کے شایاں ہے"
دمیانہ نے جب زکریا کی زبان سے یہ تصریح سُنی تو اُسکا دل زور زور سے دھڑکنے لگا اور شرم و حیا اُس پر غالب آگئی جس کی وجہ سے وہ کچھ جواب نہ دے سکی۔ لہذا زکریا نے پھر کہا
زکریا: "مناسب نہیں کہ آپ کچھ زیادہ فکر کریں۔ خدا کے فضل اور مسیح کی مہربانی سے آپ جو وہ سب کچھ میسر آئے گا جسکی آپ کو تمنا ہے (یہ بات واضح رہے کہ زکریا نصرانی تھا جیسا کہ اُس وقت تمام اہل نوبہ نصرانی تھے) سعید عنقریب تم کو ملے گا اور اسطفانوس کو مایوس ہونا پڑے گا۔ خواہ جب اس کا وقت آئے لیکن اس دولت و ثروت کی آپ ہی تنہا وارث ہونگی مگر ہم کو چاہیے کہ عقل و تدبیر سے کام لیں اور خدا پر بھروسہ رکھیں۔
زکریا نے یہ الفاظ اس طرح ادا کیے کہ سنجیدگی کے آثار اُس کی آواز سے ظاہر تھے۔ اور اگر

دمیانہ دیکھ سکتی تو اُس کی آنکھوں میں ایسی معانی کا مطالعہ کرتی جن کی تعبیر سے گویائی قاصر ہے تاہم وہ اتنا سمجھ سکی کہ زکریا جو کچھ کہہ رہا ہے وہ اعتماد و استحکام کے ساتھ کہہ رہا ہے دمیانہ نے زکریا کی اِن باتوں کو تسلی اور دلاسے پر محمول کیا کیونکہ وہ جانتی تھی کہ زکریا کو اُس سے بہت محبت ہے۔ اور وہ اُس کے آرام و راحت کا خواستگار ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد دمیانہ نے کہا۔

دمیانہ "میں نماز و دعا میں حضرت مسیح سے التجا کرونگی کہ وہ میری ان مشکلات مصائب کو دور کریں اور میری التجاؤں کو سنیں"

دمیانہ کو یہ بات پسند آئی کہ ذکریا کو اپنا مددگار بنائے چنانچہ وہ اُس سے اور زیادہ مانوس ہوگئی اور اُس کے صدق و خلوص پر پہلے سے زیادہ اعتماد کرنے لگی۔

آخرکار یہ دونوں گھر کے دروازہ پر پہونچے۔ دربان نے دروازہ کھولا دونوں نکال کے اندر داخل ہوئے۔ باغ میں رنگیں لالٹینیں شاخوں میں آویزاں تھیں۔ ایک بڑے درخت کے نیچے دسترخوان پر پیالے اور مختلف اقسام شراب کے ظروف رکھے ہوئے تھے پلیٹوں میں طرح طرح کے میوے اور کھانے تھے۔ جا بجا گلدستے بھی رونق بڑھا رہے تھے۔ دمیانہ اپنے کمرہ کی طرف روانہ ہوئی۔ زکریا راستے میں رہ گیا اور اپنے آقا کی طرف چلا مرقس اس وقت ایک بلند مسند پر بیٹھا ہوا تھا۔ اور اُس کے پہلو میں اُس کا دوست اسطفانوس تھا اور دونوں شراب کے نشہ میں بدمست تھے۔

باب ۸
مرقس اور اسطفانوس

مرقس درمیانی عمر کا آدمی تھا لیکن اُسے اپنی سن رسیدگی پر غور و فکر کرنے سے

تکلیف ہوتی تھی۔ جب کبھی اُس کے دل میں یہ خیال پیدا ہوتا تھا کہ اب اس کی عمر ساٹھ سال کے قریب پہونچ چکی ہے تو وہ اپنے آپ کو مغالطہ دینے کی کوشش کرتا تھا اور گمان کرتا تھا کہ غالباً اُس کے والدین نے اُس کے سن و سال کی تعیین میں غلطی کی ہے۔ اُس سے عمر کا سوال کرنا بہت دشوار تھا۔ اگر کوئی احیاناً پوچھ بیٹھتا تھا تو نہایت خفا ہوتا تھا۔ اور بڑی اہانت اور تحقیر کے الفاظ میں اس کا جواب دیتا تھا۔ اس زمانہ میں بھی بعض لوگوں کا یہی طریقہ ہے کہ انھیں یہ گوارا نہیں کہ اُن کی عمر کی صحیح مقدار سے لوگ واقف ہوں۔ اور اگر کوئی شخص جو اُن کے سن سے واقف ہے یہ کہدے کہ آپ اپنی عمر سے بہت چھوٹے معلوم ہوتے ہیں تو وہ بہت خوش ہوتے ہیں۔ یہ فقرہ سن کر وہ کہنے والے کو حسن ظن کی داد دینگے۔

ہمارے دوست مرقس بھی اسی طبقہ میں تھے۔ اُن کو جوان بننے کی ایک بڑی ضرورت یہ بھی کہ اپنی کنیزوں کو خوش رکھنا چاہتے تھے۔ اور اس لیے وہ سن رسیدگی کی تمام علامات کو چھپانے کی کوشش کرتے تھے۔ چنانچہ اُن کی ڈاڑھی یا موچھ کا کوئی بال اگر سفید ہو جاتا تھا تو اُسے فوراً اُکھاڑ ڈالتے تھے۔ جب کثرت سے بال سفید ہونے لگے تو انھوں نے خضاب کا ارادہ کیا تاکہ اس طرح اپنا مُنھ کالا کریں۔ اور اس کی بجائے کہ قدرت ایزدی کے منشا کے مطابق بال کو زیادہ پاکیزہ ہونے دیں اُسے چمڑے اور پشمینہ کی طرح جڑی بوٹیوں سے سیاہ کریں۔ یہ لوگ در اصل دنیا کو دھوکا دیتے ہیں کیونکہ حقیقت حال کو چھپاتے ہیں اور کچھ کا کچھ ظاہر کرنا چاہتے ہیں اور اس امر کو ریا کے قبیل سے سمجھنا چاہیے۔ لیکن اکثر لوگ اس کو پسند کرتے ہیں بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو اس طرح دھوکا دینے کو برا سمجھتے ہیں اور ایسے اشخاص کی صحبت سے نفرت کرتے ہیں۔ ایک شخص جو درمیانی عمر کو پہونچ چکا ہے خضاب لگا کر اپنے آپ کو جوان ظاہر کرتا ہے اور اُس کی عمر واقعی طور پر جس قدر ہے اُس سے کم بتانا چاہتا ہے اس کے معنی ہیں کہ گویا اس سے اُس کی عمر پوچھی گئی اور اُس نے جھوٹ بولا اور اسے کم بتائی۔ حالانکہ یہی لوگ جھوٹ اور ریا بہت برا سمجھتے ہیں خضاب کے

لوگ جسمانی اصلاح و درستی میں شمار کرتے ہیں حالانکہ یہ اُس کی پاکیزگی کو برباد کرتا ہے - وہ خضاب لگانے والے بھی خوب ہیں جو مونچھوں پر تو خضاب لگا لیتے ہیں لیکن سر کے بالوں کو بدستور سفید چھوڑ دیتے ہیں -

لیکن بعض لوگ خضاب سے لوگوں کو دھوکا نہیں دینا چاہتے بلکہ وہ بذات خود سفید بالوں کو پسند نہیں کرتے + اب مرقس کو لیجیے کہ اس کی مراد خضاب سے تمامتر یہی کہ وہ اپنے متعلقین کی آنکھوں میں اپنے آپ کو جوان ظاہر کرے - اور اسی وجہ سے جب اُس نے اپنے قویٰ میں ضعف و انحطاط محسوس کیا تو شراب پینا اور گرم گرم گوشت کھانا شروع کیا اور آرام و راحت اور ہر طرح کی آسائش کا انتظام کیا جو انسان کے جسم کو فربہ کر دیتی ہے چنانچہ اس کا چہرہ پھول گیا اُس کی آنکھیں اندر کو بیٹھ گئیں - گردن موٹی ہو گئی سینہ بلند ہو گیا اور پیٹ نکل آیا چونکہ مرقس ایک پستہ قامت شخص تھا اس لیے جب وہ پاجامہ اور قبا پہنتا تھا تو اُس کا عرض و طول مساوی نظر آتا تھا - مرقس ہر وقت شگفتہ اور خنداں رہتا تھا طبیعت اُس کے قابو میں تھی - اُسے مستقبل کا ذرا اندیشہ نہ تھا اُس کو تمامتر یہ فکر رہتی تھی کہ جہاں تک ممکن ہو زندگی سے تمتع حاصل کرے چنانچہ وہ صرف اُن لوگوں کی صحبت و رفاقت سے خوش ہوتا تھا جو اُس کے ہم رنگ ہوں اور عقل و سنجیدگی کی باتوں سے دور رہتا تھا - وہ ذراسی فکر سے ملول ہو جاتا تھا اور غالباً اس کا سبب یہ تھا کہ وہ حصول دولت کے بعد ہمیشہ رنج و غم سے دور رہا تھا - اور اُسے کسی فکر و عمل کی ضرورت نہیں پڑی تھی -

وہ جوانی کا ایسا شائق تھا کہ سن رسیدہ لوگوں کی صحبت سے دور بھاگتا تھا کیونکہ اُن میں ہنسی مذاق کی باتیں کم ہوتی ہیں اور جوانوں سے ربط ضبط رکھتا تھا - اُن کی حرکات و سکنات کی پیروی کرتا تھا اور اکل و شرب نشست و برخاست میں اُن کے شریک ہوتا تھا - اُس کی گفتگو مضحکہ انگیز اور تمسخر آمیز ہوتی تھی درمیان درمیان بذلہ سنجی

اور نکتہ نوازی بھی کرتا جاتا تھا اور خود بھی جب کوئی ظرافت کی بات سنتا تھا تو دیر تک ہنستا اور قہقہہ لگاتا تھا۔

اسطفانوس بھی اُس کے نوجوان دوستوں میں تھا۔ اس کی عمر تقریباً ۲۵ سال تھی مرقس اس سے پہلے اسطفانوس کے والد کا ملنے والا تھا۔ اسطفانوس کا والد ایک عاقل اور وجیہہ شخص تھا اُس کا نام معظم خاں تھا وہ ترقی کر کے تحصیلدار یا درانی کا پیشکار ہو گیا اور ملک میں خاص اثر پیدا کیا اور معقول دولت جمع کی۔ اُس نے جو کچھ کیا خوب کیا لیکن اپنے فرزند اسطفانوس کی تربیت میں اُسے کامیابی نہیں ہوئی کیونکہ اس معاملۂ خاص میں وہ نہایت کمزور واقع ہوا تھا یا یوں کہنا چاہیے کہ یہ اُس کا گناہ نہ تھا بلکہ فطرت کا قصور تھا کیونکہ بسا اوقات اولاد پر تربیت کا اثر کم پڑتا ہے اس کی مثال دھات اور صیقل کی ہے صیقل کرنے سے ظاہری رخ چمکنے لگتا ہے لیکن اندرونی حالت بدستور رہتی ہے۔ بہرکیف جو کچھ باعث ہو۔ اسطفانوس جب جوان ہوا تو نہایت آرام طلب اور خواستگار عیش نشاط تھا۔ ایک وجہ یہ بھی تھی کہ وہ کسب معاش کے لیے مجبور نہ تھا اور اس طرف اُسے رغبت بھی نہیں تھی۔ اُس نے ناز و نعمت میں زندگی بسر کی کھانے پینے کے سوا اُسے کوئی فکر نہ تھی۔ یہ بات بھی تھی کہ وہ ماں باپ کا اکلوتا تھا۔ ماں باپ اس قدر نازبرداری کرتے تھے کہ جو مانگتا تھا ملتا تھا۔ مرقس کو یہ بات معلوم تھی اور اسی لیے اُس نے اسطفانوس سے تعلقات بڑھانے میں زیادہ اہتمام کیا علاوہ اس کے کہ وہ دونوں طبعاً ایک دوسرے سے متفق الحال تھے چنانچہ اس دوستی کا ایک یہ نتیجہ نکلا کہ مرقس نے کئی سال تک مالگذاری ادا نہیں کی۔

اسطفانوس نے مرقس سے تعلقات اس لیے بڑھا رکھے تھے کہ وہ اُسے دولتمند سمجھتا تھا۔ دمیانہ کو اس نے بچپن سے دیکھا تھا اور اُس سے محبت رکھتا تھا اسطفانوس ایک خوبصورت خوش رو جوان تھا۔ اُس کا خیال یہ تھا کہ انسان کی عزت

اُس کی خوبصورتی سے ہے۔ اسطفانوس کا یہ خیال پہلی نظر میں تو صحیح ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ لوگ اکثر ظاہری حالات سے قیاس کرتے ہیں۔ بہت سے ایسے غبی لوگ ہیں کہ اگر وہ حسین نہ ہوتے تو بھوکوں مرجاتے۔ باشندوں میں نہ علوم کتنے ایسے لوگ موجود ہیں جو اپنی کشیدہ قامتی۔ بڑی داڑھی خوبصورت چہرہ اور بلند آواز سے مخاطب کو مرعوب کر لیتے ہیں۔ افسوس کہ وہ اِن ظاہری باتوں کو کافی سمجھتے ہیں اور اس کی پروا نہیں کرتے کہ علم و ہنر حاصل کریں اور مذہب کے پابند ہوں۔ بہرکیف ایسے لوگ کثرت سے ہیں کہ اگر اُن میں یہ ظاہری شان و شوکت نہ ہوتی تو انھیں کوئی نہ پوچھتا۔

شادی بیاہ کے مواقع پر یہ ظاہری باتیں اکثر دھوکا دیتی ہیں خدا جانے ایسے کتنے نوجوان ہیں جن کی آنکھیں سرمگیں ہیں۔ رخسارے گلگوں اور قامت موزوں ہے۔ اور کتنی ایسی نوجوان لڑکیاں ہیں جن کی خوبصورتی اور ظاہری حسن و جمال نظر فریب ہے لیکن باطن میں اُن کی یہ حالت ہے جسے معلوم کرکے آنکھوں سے آنسو اور دل سے خون ٹپکنے لگتا ہے۔ ہر زمانہ میں ایسا ہوتا آیا ہے کہ نوجوان اپنے حسن و جمال کی قوت سے شادی میں کامیابی حاصل کر لیتے ہیں۔ اسطفانوس بھی انھی لوگوں میں تھا اور دمیانہ کے مال و جمال نے اسے اپنی طرف متوجہ کیا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ اُس کا باپ مختار ہے چنانچہ اُس نے اپنی خدمات اور الفاظ کے ذریعہ سے اُس پر اثر ڈالنا شروع کیا اور اُس کی اخلاقی کمزوریوں سے فائدہ اٹھانے لگا۔ دوسری طرف اُسے خیال تھا کہ لڑکی اگر اُس کے باپ کی عزت اور اپنے باپ کی خاطر سے رضامند نہ ہوگی تو اُس کی خوبصورتی سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہیگی۔ چنانچہ جب وہ مرقس کے مکان پر آتا تھا تو خوب بن ٹھن کر آتا تھا اور نہایت قیمتی لباس و اشیا استعمال کرتا تھا لیکن دمیانہ کو اس کی

صورت سے نفرت تھی۔ اور اس وضع کو مخنثانہ وضع سمجھتی تھی خاص کر جب اُسے یہ معلوم ہوا تھا کہ اسطفانوس منشیات کا اس قدر خوگر ہے اُسے اور بھی نفرت ہو گئی تھی۔ لیکن اُس نے اسطفانوس کو اپنے اس خیال سے آگاہ ہونے کا موقع نہیں دیا تھا۔ الغرض اس وقت جب دمیانہ کو اُس کی نشست اچھی نہ معلوم ہوئی تو وہ اپنے کمرہ میں داخل ہو گئی تاکہ نماز و دعا میں مشغول ہو یا اُن کنیزوں سے بات چیت کرے جنھوں نے اُسے بچپن سے پرورش کیا تھا۔

باب ۹

دعوت

جب زکریا مرقس اور اسطفانوس کی طرف سے گزرا اور وہ دونوں دسترخوان پر تھے تو مرقس نے کہا۔

مرقس "دمیانہ کہاں ہے! اُسے کیوں اسقدر دیر ہوئی ؟"

زکریا "وہ گرجا گئی تھیں وہاں انھوں نے نماز پڑھی اور اعتراف کیا اور اب واپس آگئی ہیں"

مرقس "اُسے یہاں بلاؤ تاکہ کچھ کھا لے پی لے"

زکریا یہ سن کر دمیانہ کے پاس گیا اور دیکھا کہ وہ نقرئی آئینہ کے سامنے کھڑی ہوئی لباس تبدیل کر رہی ہے اور سونے کے لیے طیار ہو رہی ہے۔ زکریا نے کہا۔

زکریا "آپ کے والد صاحب بلا رہے ہیں"

دمیانہ "تم کہدو کہ میں سو گئی ہوں"

زکریا "اگر میں یہ کہونگا تو وہ صحیح نہیں سمجھینگے کیونکہ انھوں نے آپ کو گھر میں

داخل ہوتے ہوئے دیکھ لیا ہے۔ اس میں کچھ مضائقہ نہیں کہ آپ تھوڑی دیر وہاں بیٹھیں اور پھر نیند کا عذر کر کے چلی آئیں۔"

دمیانہ نے زکریا کا کہنا مان لیا اور اوڑھنی اوڑھ کر باغ کی طرف روانہ ہوئی مرقس نے خندہ پیشانی کے ساتھ اپنی بیٹی کا خیر مقدم کیا اور کہا۔

مرقس "دمیانہ تم گرجا میں بہت دیر تک ٹھہریں، کیا نماز سے تمھیں سیری نہیں ہوتی"

دمیانہ (فرش پر بیٹھتے ہوئے) جی ہاں، نماز میں لذت ہی ایسی ہے۔"

مرقس "تم کو اس خبر سے فرحت ہوگی کہ ہم لوگ کل شبرا جا رہے ہیں تاکہ عید شہید کے میلہ میں شریک ہوں۔"

دمیانہ نے یہ سن کر سر جھکا لیا اور مرقس کے لہجہ سے وہ سمجھ گئی کہ وہ اُسے بھی اپنے ساتھ لے جائیگا لیکن جب اُس نے اپنے باپ کو ہنستے ہوئے سنا تو کہا

دمیانہ "عید شہید ایک مبارک عید ہے۔ وہ برکات پر مشتمل ہے کیونکہ وہ ابتدائے فیضاں کا مژدہ سناتی ہے۔ اس میں تابوت اور اصبع شہید کو دریائے نیل میں ڈال جاتا ہے جس کے پڑتے ہی اُس کا پانی جاری ہو جاتا ہے۔ لیکن میں جانتی ہوں کہ اب اس کے متعلق جو میلہ ہوتا ہے اُس نے ایسی صورت اختیار کر لی ہے جس سے خدا کبھی خوش نہیں ہو سکتا یعنی لوگوں نے اسے مےنوشی اور عیش پرستی کی ایک تقریب بنا دیا ہے۔"

مرقس نے ایک خوبصورت سیب اُٹھا کر دمیانہ کو دیا اور کہا۔

مرقس "تمھیں لوگوں سے کیا مطلب۔ ہم تو نماز اور جلوس تابوت کی شرکت کے لیے جائیں گے۔"

دمیانہ نے باپ کے ہاتھ سے سیب لے کر جواب دیا۔

دمیانہ "لیکن ایسے جلوسوں اور میلوں میں تو یہ عالم ہوتا ہے کہ کندھے سے کندھا

چھلتا ہے اور لوگوں کو پاؤں رکھنے کی جگہ نہیں ملتی"

مرقس نے دمیانہ کی طرف سبک نگاہوں سے دیکھا اور کہا۔

مرقس "شاید تم خیال کرتی ہو کہ ہم وہاں جا کر رعایا اور عوام کے ساتھ ٹھہرینگے۔ ہم اپنے دوست اسطفانوس کے ساتھ تحصیلدار صاحب کی کشتی میں جا رہے ہیں۔ غالباً تم نے اُسے نیل کے کنارے لنگر انداز دیکھا ہوگا ہم اسی کشتی پر سوار ہونگے۔ اس میں کمرے ہیں۔ مطبخ ہے۔ خوابگاہ ہے۔ ہم اس پر سوار ہو کر جہاں چاہینگے ٹھہرینگے اور نہایت آرام کے ساتھ میلہ کا نظارہ کرینگے۔ ہمارا فرض ہے کہ اس دعوت پر اپنے دوست اسطفانوس کا شکریہ ادا کریں"

دمیانہ نے جب اپنے باپ کی یہ گفتگو سُنی اور اُسے یہ معلوم ہوا کہ اسطفانوس کے ہمراہ جانے والی ہے تو اُس نے بے اختیار خدا سے پناہ مانگی اور اُس کی آنکھوں سے فکر و تردد کے آثار ظاہر ہونے لگے لیکن اسطفانوس نے مرقس کی طرف مخاطب ہو کر کہا۔

اسطفانوس "معاف کیجیے جناب، یہ میرا فرض ہے کہ اگر جناب دمیانہ چلنے پر رضامند ہوں تو انکا شکریہ ادا کروں"

اسطفانوس کی اس چاپلوسی سے دمیانہ کے دل میں نفرت کے سوا اور کوئی جذبہ پیدا نہیں ہوا۔ وہ اس وقت حیرت میں تھی کہ اس دعوت کو قبول کر کے چند روز اسطفانوس کی ہمراہی میں بسر کرلے حالانکہ یہ بات اُس پر نہایت گراں تھی یا انکار کر دے لیکن اس صورت میں اُسے اندیشہ تھا کہ اس کا باپ ضرور بضد ہوگا اور اُسے بادل ناخواستہ جانے پر مجبور ہونا پڑے گا۔ کوئی فیصلہ نہ کر سکنے کی وجہ سے وہ خاموش بیٹھی رہی جس پر اُس کے والد نے کہا"

مرقس "دمیانہ تم خاموش کیوں ہو۔ کیا تم اس سیر و تفریح سے خوش نہیں ہوئیں؟"

اسطفانوس نے دمیانہ پر سبقت کر کے کہا جبکہ وہ شیشہ کے ایک منقش

پیالہ میں شراب اونڈیل رہا تھا۔
اسطفانوس "اس سوال کی ضرورت نہیں کیونکہ وہ تو کہہ چکیں کہ میں نہیں جانا چاہتی"
اتنا کہکر اسطفانوس نے شراب کا پیالہ اپنے لبوں سے لگالیا۔ پیالہ اور آستین کے درمیانی شگاف سے اُس نے دمیانہ پر نظر ڈالی اور دیکھا کہ وہ سر جھکائے ہوئے سیب سے شغل کر رہی تھی۔ اور شرم سے اُس کے رخسارے سُرخ ہو رہے تھے۔
مرقس نے جو شراب پی رہا تھا پیالہ خالی ہو جانے پر اُسے ایک ہاتھ سے رکھتے ہوئے اور دوسرے ہاتھ سے مونچھیں پونچھتے ہوئے کہا۔
مرقس "آپ نے یہ کیونکر سمجھا کہ وہ نہیں جانا چاہتیں حالانکہ وہ نماز اور مذہبی میلوں سے غیر معمولی رغبت رکھتی ہیں۔ انھیں انبوہ سے اندیشہ تھا اور جب انھیں یہ معلوم ہو گیا کہ ہم لوگ کشتی پر جائینگے اور ہمیں انبوہ سے کوئی خطرہ نہیں ہے تو اب کوئی مانع باقی نہیں رہا۔ علاوہ بریں وہ اپنے باپ کے ساتھ جہاں کہیں ہو وہ جائے جائینگی"
دمیانہ سمجھ گئی کہ اُس کا باپ اقتدار ابوت جتانا چاہتا ہے اور وہ اُسے طوعاً و کرہاً ہر طرح اپنے ساتھ لے جائیگا لہذا اُس نے موافقت مناسب سمجھی اور اُس نے اسطفانوس کی طرف مخاطب ہو کر کہا۔
دمیانہ "آپ سمجھے کہ میں جانے سے انکار کرتی ہوں حالانکہ والد صاحب کے ہوتے ہوئے میری رائے کوئی چیز نہیں ہے اور وہ جو کچھ حکم دیں اُس کا ماننا میرا فرض ہے"
مرقس دمیانہ کے اس جواب سے نہایت محظوظ ہوا اور اُس نے کہا۔
مرقس "بیٹی۔ خدا تم کو برکت دے۔ اب ہم لوگ کل صبح اس کشتی پر سوار ہونگے۔ تم کو طیار رہنا چاہیے"

باب ۱

ابوالحسن بغدادی

اسطفانوس کو ان باتوں سے بہت خوشی ہوئی اور وہ پہلو بدل بدل کر دمیانہ کی طرف دیکھنے لگا اور اُس کو اپنی جانب متوجہ کرنے لگا تاکہ وہ اُس کی آنکھوں کی خوبصورتی اور چہرہ کی وجاہت دیکھکر متاثر ہو۔ لیکن دمیانہ کے دل میں رغبت کے بجائے نفرت ہی بڑھتی رہی یہاں تک کہ وہ تنگ آکر اُٹھنے کا ارادہ کر رہی تھی کہ اتنے میں زکریا نے آکر مرقس سے کہا۔

زکریا "ہمارے ہمسایہ ابوالحسن بغدادی آئے ہیں اور آپ سے ملنا چاہتے ہیں"

مرقس (حیرت زدہ ہو کر) انھیں دوسرے دروازہ سے آلنے دو ہم آتے ہیں بڑے ہال میں کافی طور پر روشنی کر دو"

یہ کہکر مرقس اُٹھا۔ اپنی موچھیں پونچھنے اور حالت درست کرنے لگا اُس نے اسطفانوس سے بھی اپنے ساتھ چلنے کی استدعا کی اور دمیانہ کو وہیں چھوڑ دیا تاکہ وہ اپنے کمرہ میں دوسرے راستہ سے چلی جائے تاکہ یہ ہمسایہ اُسے دیکھنے نہ پائے۔ اُس وقت تک قبطیوں میں پردہ کا رواج نہ تھا یا یوں کہنا چاہیے کہ اس کا آغاز ہو رہا تھا اور اس کا سبب یہ تھا کہ مسلمان دوسروں کی طرح نصاریٰ سے بھی اپنی عورتوں کا پردہ کرتے تھے اور اُن کی معاشرت کا اثر قبطیوں پر بھی پڑا اور اُن میں بھی یہ دستور ہو گیا کہ جب اُن کا کوئی مسلم دولت یا ہمسایہ ملاقات کے لیے آتا تو وہ اُس سے اپنی بیوی اور تمام عورتوں کو چھپاتے تھے۔ رفتہ رفتہ اس طریقہ نے ایک

مستحکم رواج کی صورت اختیار کرلی۔

دمیانہ نے جب ابوالحسن کا نام سنا تو اُس کے خفقان کی کچھ انتہا نہ تھی کیونکہ ابوالحسن بہت کم آتا تھا اور جب آتا تھا تو کسی نہ کسی کام سے اُس کا آنا ہوتا تھا۔ اُس کے ساتھ ہی دمیانہ کا ذہن سعید کی ملاقات کی طرف منتقل ہوا اور اسکے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ ہو نہو اس وقت ابوالحسن کا آنا کسی ایسی بات سے تعلق رکھتا ہے جو اُس کی اپنی ذات سے وابستہ ہے۔ دمیانہ کو یہ معلوم کرنے کا سخت اشتیاق تھا کہ ابوالحسن کے ساتھ سعید بھی آیا ہے یا نہیں۔ مرقس اور اسطفانوس کے جانے کے بعد تھوڑی دیر تک وہ انھیں خیالات میں مستغرق رہی پھر اپنے کمرہ کی طرف روانہ ہوئی اور زکریا کا انتظار کرنے لگی تاکہ اُس سے حقیقت حال کا کچھ انکشاف ہو سکے۔ اپنے کمرہ میں پہونچکر دمیانہ کپڑے بدلنے لگی اس اثنا میں زکریا بھی آگیا اور دمیانہ کے دریافت کرنے پر اُس نے کہا۔

زکریا "صاحبزادی، ابوالحسن کے سوا کوئی نہیں آیا۔ اور اُس کی یہ آمد اسطفانوس کی ملاقات کے لیے ہے۔ نہ کہ آپ کے والد صاحب کے لیے میں نے ابوالحسن کو کہتے ہوئے سنا کہ جب مجھے معلم حنا کے صاحبزادے اسطفانوس کی آمد کا حال معلوم ہوا تو میں نے انھیں سلام کر لینا مناسب جانا۔"

دمیانہ (منہ بگاڑ کر) ماشاء اللہ معلم حنا کا صاحبزادہ بھی ایک بڑی چیز ہے اور اُس کی ملاقات بھی بڑے فخر کی بات ہے۔"

زکریا "صاحبزادی۔ اُس کو کوئی معمولی آدمی نہ سمجھو۔ اُس کے باپ کا اقتدار اور ترقی کرنے والا ہے اس وقت تحصیلدار۔ مادرانی کے بعد اُسی کا نمبر ہے۔"

دمیانہ (گفتگو کا پہلو بدل کر) اچھا تو ابوالحسن تنہا آئے ہیں؟"

زکریا (مسکرا کر) ہاں تنہا۔"

دمیانہ "اچھا اب میں سونا چاہتی ہوں۔"

زکریا "اور آپ اس وقت کھانا نہیں کھائینگی۔ میں لاؤں؟"
دمیانہ "مجھے بھوک نہیں معلوم ہوتی"
ذکریا کمرہ سے چلا گیا۔

ابوالحسن ایک درمیانی عمر کا ذی عزت آدمی تھا۔ اس وقت وہ سادہ لباس میں آیا تھا۔ مرقس اور اسطفانوس ابوالحسن سے پہلے ہال میں پہونچ سکتے تھے۔ ایک بڑا کمرہ تھا۔ قیمتی فرش بچھا ہوا تھا۔ دروازوں پر دیبا کے پردے تھے۔ دیواروں پر مذہبی تصاویر تھیں۔ درمیاں میں ایک جھاڑ تھا جس کی شمعیں روشن کر دی گئی تھیں۔

ابوالحسن کی آمد پر مرقس نے اُس کا استقبال کیا اور مرحبا کہا۔ ابوالحسن نے مرقس اور اسطفانوس کو سلام کیا اور اسطفانوس سے کہا۔

ابوالحسن "اسطفانوس صاحب آپ نے ہمارے قصبہ پر مہربانی کی"
اسطفانوس "جناب عالی یہ آپ کی مہربانی ہے"

مرقس نے ابوالحسن کو ایک کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ جب سلام و مزاج پرسی کی رسم اچھی طرح ادا ہو چکی تو ابوالحسن نے اس طرح سلسلۂ گفتگو شروع کیا"

ابوالحسن "معلم صاحب آپ کے والد یہاں چند روز کے لیئے کیوں تشریف نہیں لاتے تاکہ فسطاط کے شور و شغب اور کام کی مشقت سے آرام پائیں۔

اسطفانوس (آثار فخر و ناز ظاہر کرتے ہوئے) جناب عالی اُن کے مشاغل بہت زیادہ ہیں۔ اُن کے منصب کی اہمیت آپ کو معلوم ہے۔ میں نے اکثر اُن کی خدمت میں عرض کیا کہ کچھ وقت سیر و تفریح میں صرف کریں لیکن کثرت کار کی وجہ سے انھوں نے کبھی منظور نہیں فرمایا"

ابوالحسن "میں خیال کرتا ہوں کہ وہ آجکل تو اور بھی مالگزاری وغیرہ کے خیالات میں

اسطفانوس: ”جی ہاں ہم فسطاط میں تھے لیکن اب بابلون میں منتقل ہو آئے ہیں جو فسطاط کے پہلو میں ہے۔ وجہ یہ ہے کہ فسطاط میں ہر وقت شور و شغب رہتا تھا اور والد صاحب سوتے وقت خاموشی و سکون کو پسند کرتے ہیں“

ابوالحسن: ”میں خیال کرتا ہوں کہ آپ کے والد نے صرف شور و شغب ہی کے خیال سے فسطاط کی اقامت ترک نہیں کی ہوگی بلکہ بابلون میں ٹھہرنے کی ایک یہ وجہ بھی ہے کہ وہ قبطیوں کی آبادی ہے اور اس لحاظ سے آپ لوگ معابد سے نزدیک ہو سکتے ہیں“

اتنا کہہ کر ابوالحسن مسکرایا اور اسطفانوس نے اس کا مطلب سمجھ کر کہا۔

اسطفانوس: ”انسان خدا کی پرستش جہاں کہیں بھی ہو کر سکتا ہے اور قبطی تو اس وقت موجودہ امیر کی حکومت میں نہایت امن و اطمینان سے زندگی بسر کر رہے ہیں“

ابوالحسن نے یہ سن کر سر جھکا لیا۔ اور مرقس نے کہا۔

مرقس: ”خدا کا شکر ہے کہ حالات بدل گئے اور ہمارے مسلمان حکام کے یہ ذہن نشین ہو گیا کہ قبطیوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا بہتر ہے“

ابوالحسن: ”کیا آپ کے خیال میں مسلمان امراء قبطیوں کے ساتھ ظلم اور بدسلوکی کے ساتھ پیش آتے تھے انھیں خلفا کی جانب سے اس طرح کا حکم دیا جاتا تھا یا یہ مذہب اسلام کے قواعد میں داخل ہے؟ ہرگز نہیں اسلام حسن سلوک کا حکم دیتا ہے اس کے ثبوت میں صدر اسلام کا طریق عمل اور خلفائے راشدین کے عہد ہمایوں میں مسلمانوں کی نرمی کا تذکرہ کافی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبطیوں کے ساتھ حسن سلوک کی وصیت کی ہے بعض طامع گورنروں نے اگر اس کے خلاف کیا ہے تو مذہبی تعصب کی وجہ سے نہیں کیا ہے بلکہ دولت جمع کرنے کے لیے ایسا کیا ہے۔ اگر اس کے علاوہ ان کی مراد کچھ اور ہوتی تو ہم اہل تشیع پر یہ مظالم نہ ہوتے جیسا کہ آپ لوگوں کو معلوم ہے۔ ہم کو تو گھوڑے پر چڑھنے اور فسطاط سے نکلنے اور ایک غلام سے زیادہ رکھنے کی ممانعت کی گئی اور یہ حکم دیا گیا کہ اگر

ہم میں اور کسی دوسرے میں باہم نزاع ہو جائے تو کسی دلیل و ثبوت کے بغیر ہمارے حریف کا قول صحیح تسلیم کیا جائے "

اتنا کہکر ابوالحسن حلق تر کرنے کے لیے چپ ہو گیا اور چند لمحوں کے بعد اُس نے پھر سلسلہ کلام شروع کیا۔

ابوالحسن " اب رہا موجودہ گورنر احمد ابن طولوں تو وہ اپنی ذات کے لیے حسن سلوک کی ضرورت محسوس کرتا ہے "

اسطفانوس " جناب والا یہ کیونکر؟ " اُس نے تو قبطیوں کے ساتھ بہت اچھا برتاؤ کیا ہے اور اُن پر سے بڑی حد تک مظالم اٹھا لیے ہیں اگر وہ طامع ہوتا تو اِن مظالم میں اضافہ کرتا یا کم از کم ان کو باقی رکھتا "

ابوالحسن " ابن طولون ایک بڑا چلتا ہوا آدمی ہے اور اُس کی طمع عقل و ہوش کے ساتھ ہے۔ کیا آپ نہیں دیکھتے کہ اُس نے فسطاط میں قیام نہیں کیا۔ آخر اُس نے قصر امارت اور مسجد کو کیوں چھوڑ دیا اور اپنے لیے ایک جدا محل اور اپنی فوج کے لیے علیحدہ بارگیں فسطاط کے باہر کیوں تعمیر کیں اور اُن پر اتنی بڑی رقم کس لیے صرف کی؟ "

اسطفانوس نے سر جھکا لیا اور جواب کی جرأت نہ کر سکا لہذا ابوالحسن نے خود ہی جواب دیا۔

ابوالحسن " صاحبزادے سنو، یہ ابن طولون ترکی الاصل ہے۔ یہ زمانہ ترکوں کا ہے اس سے پہلے عربوں کی دولت تھی۔ اُس کے گورنر اور امرا عرب ہوتے تھے اب اُن سے سرداری و امارت نکل کر ترکوں کی طرف منتقل ہوئی ہے۔ چنانچہ بغداد میں اب ان کو پورا غلبہ اور اقتدار حاصل ہے۔ میں خیال کرتا ہوں کہ آپ نے فسطاط میں عربوں کا اختلاط ملاحظہ کیا ہوگا۔ اور اس وجہ سے ترکی حکام عربوں کو اپنا رقیب خیال کرتے ہیں اور اُن کے انتقام سے خائف ہیں۔ اس بنا پر وہ اُن میں قیام کرتے ہوئے اپنے

آپ کو ماموں و معتصموں نہیں خیال کرتے۔ اور عربوں کی آبادی سے باہر اپنے لیے جداگانہ مستحکم عمارتیں طیار کرنے پر مجبور ہوئے ہیں۔ خلیفہ معتصم کے عہد سے اس بات کا آغاز ہوا۔ چنانچہ وہ اپنے ترکوں کو لے کر بغداد سے نکل گیا اور شہر سامرا کی بنیاد ڈالی۔ فسطاط جیسا کہ آپ کو معلوم ہے عربوں کی بستی ہے۔ جب ابن طولون مصر کا گورنر ہوا اور اُسے یہاں اقامت کرنی پڑی تو فسطاط اور مقطم کے درمیان اُس نے بارگیں تعمیر کرائیں لیکن یہاں پانی نہ تھا اس لیے اُسے صرف کثیر کے ساتھ شہر کا انتظام کرنا پڑا۔ غالباً آپ کو معلوم ہوگا کہ ہمارے دوست سعید نے بارگوں کی طرف نہر لانے کا کام اپنے ذمہ لیا ہے چنانچہ اُس نے مجھ سے بیان کیا کہ اس کام میں امیر کی بڑی دولت صرف ہوئی ہے۔"

مرقس "جناب من، آپ سچ فرماتے ہیں۔ میں نے خود بھی دیکھا ہے کہ ہمارا موجودہ امیر اُن امور کی طمع رکھتا ہے جن کی دوسروں کو طمع نہ تھی۔ اُس کی تمنا ہے کہ مصر کا خود مختار حکمراں ہو جائے۔"

ابوالحسن "(بات کاٹ کر) چنانچہ وہ خود مختار بن گیا اور ایسا ہو چکا وہ اُس تحصیلدار پر غالب آگیا جس نے لوگوں کو مختلف طریقوں سے ذلیل و رسوا کیا۔ خدا کا شکر کرنا چاہیے جس نے آپ لوگوں کو اس مصیبت و ذلت سے نجات دی۔"

مرقس "ہاں صاحب خدا کا شکر کرنا چاہیے۔ ہمیں ایک دوسری بات کا شکر کرنا چاہیے جس کی وجہ سے ہماری حالت سنبھل گئی ہے اور ٹیکس ہم سے اٹھا لیے گئے ہیں۔"

ابوالحسن "غالباً آپ کی مراد اُس خزانہ سے ہے جو پہاڑ میں ابن طولون کو ملا ہے۔ اس خزانہ کے ملنے سے ابن طولون کی بہت سی ضرورتیں پوری ہو گئیں اور اُس نے رعایا سے مظالم اُٹھا لیے۔ اس مال کی وجہ سے ٹیکسوں میں تخفیف کر دی گئی۔ لیکن قبطیوں کے ساتھ حسن سلوک کا باعث یہ ہے کہ وہ اپنا گروہ مستحکم کرنا چاہتا ہے اور جیسا کہ آپ کو معلوم ہے وہ عربوں سے بدگمان ہے۔ چنانچہ وہ قبطیوں کو اپنا

حامی بنانا چاہتا ہے۔ اسی طرح اُس نے عاقبت اندیشی کے ساتھ اہل تشیع سے بھی اچھا برتاؤ شروع کیا ہے۔

مرقس :- "تو کیا ابن طولون نے یہ بارکیں فسطاط کے عربوں سے ڈر کر تعمیر کرائی ہیں؟ ماشاء اللہ، کیا خوب!"

ابوالحسن :- "(ہنس کر) اور قبطی بابلوں میں عربوں کے خوف سے رہتے ہیں چنانچہ اس وقت آبادی تین حصوں پر منقسم ہے (۱) فسطاط جس میں مسلمان عرب رہتے ہیں (۲) قطائع جن میں مسلمان ترک رہتے ہیں (۳) بابلوں جس میں قبطی رہتے ہیں۔"

باب ۱۲

پیام

اس کے بعد سب لوگ تھوڑی دیر تک خاموش رہے۔ مرقس نے سلسلہ گفتگو کے دوبارہ چھیڑنے کے لیے کہا۔

مرقس :- "غالباً سعید بارگوں میں ہونگے۔ اور نہر کے کام میں مصروف ہونگے اگر وہ یہاں ہوتے تو غالباً آپ کے ہمراہ آتے۔"

سعید کا یہ تذکرہ ابوالحسن نے نہایت مناسب سمجھا اور کہا۔

ابوالحسن :- "نہیں وہ یہیں ہیں۔ کل آتے ہیں۔ اب وہ نہر کی طیاری سے فارغ ہوئے ہیں لیکن غالباً عنقریب وہ نہر کے متعلق جو میلہ ہونے والا ہے اُس کی شرکت کے لیے واپس جائینگے۔ امید ہے کہ اس خدمت کا انھیں کافی صلہ ملے گا۔"

کی باتیں کرنے کے بعد مرقس نے کہا"

ابوالحسن "مجھے آپ کی مہربانی سے امید ہے کہ آپ اسطفانوس صاحب کو میرے ہاں تشریف لانے کی ترغیب دیں گے اور آپ بھی اُن کے ساتھ قدم رنجہ فرمائیں گے۔"

اسطفانوس "میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ مجھے دل سے تمنا تھی کہ حاضر ہوتا لیکن کل صبح میں واپس جارہا ہوں"۔

ابوالحسن "کہاں؟ آپ نے واپسی میں بہت عجلت کی، آج ہی تو آپ آئے ہیں"؟

اسطفانوس "جی ہاں میں صرف اس لیے آیا تھا کہ معلم مرقس کو اپنے ساتھ لیکر واپس ہو جاؤں"

ابوالحسن "اچھا آپ انھیں بھی لے جائیں گے، کہاں؟"

یہ سن کر مرقس ہنسا اور کہا۔

مرقس "آپ ڈریں نہیں، قید خانہ یا نماز کی طرف نہیں"

اسطفانوس "کیوں، نماز کے لیے کیوں نہیں، کیا آپ عید شہید کی شرکت کے لیے نہیں جارہے ہیں؟"

مرقس "ہم لوگ تو میلہ میں شریک ہوں گے۔ خیر نماز کا بھی مضائقہ نہیں"؟

ابوالحسن "غالباً آپ لوگ اس کشتی میں سوار ہو کر دریائے نیل کے میلہ میں شریک ہونے کے لیے تشریف لے جائیں گے؟"

باب ۱۳

عید شہید

اب اسطفانوس کو یہ بات تہذیب کے خلاف معلوم ہوئی کہ ابوالحسن سے اس سفر مین شریک ہونے کے لیے نہ کہے لہذا اُس نے کہا۔

اسطفانوس "اس میلہ کا منظر نہایت دلآویز ہوتا ہے۔ کیا آپ بھی براہ مہربانی اس سفر میں ہمارے ساتھ ہوں گے؟ اگرچہ یہ ایک مسیحی میلہ ہے لیکن اُس مین مختلف المذاہب مصری شریک ہوتے ہیں اور اس لیے اب وہ ایک وطنی میلہ ہو گیا ہے۔"

ابوالحسن "(متعجبانہ) یہ کیونکر۔ کیا یہ عید شم النسیم ہے یا نوروز ہے یا فتح الخلیج ہے؟ اگر نہیں تو پھر آپ اسے کیونکر وطنی کہتے ہیں؟"

اسطفانوس "یہ بات تو نہیں لیکن اس اعتبار سے اُسے وطنی خیال کیا جاتا ہے کہ وہ عربوں کے آنے سے پہلے کے میلے کی یادگار ہے۔ غالباً آپ نے سنا ہوگا کہ ہمارے بزرگ ہر سال ایک خوبصورت دوشیزہ کی قربانی نیل کو دیا کرتے تھے۔"

ابوالحسن "ہاں میں نے یہ قصہ سنا ہے لیکن مسلمانوں نے اس رسم کو اُٹھا دیا۔"

اسطفانوس "جی ہاں اٹھا دیا۔ لیکن قبطیوں کو نیل کے غصہ کا خوف بدستور باقی ہے لہذا اُنھوں نے حسین دوشیزہ کی قربانی شہداے اولین میں سے کسیکی اصبع سے بدل دیکھی ہے۔ اور یہ ہر سال نیل میں سیلاب سے پہلے ڈالی جاتی ہے۔

اس سلسلہ میں میلہ منعقد ہوتا ہے اور آٹھویں تاریخ کو اصبع مذکور تابوت میں رکھکر نیل میں بہادی جاتی ہے۔ اُسی دن سے اُس کے سیلان میں افزائش کا آغاز ہو جاتا ہے۔

ابوالحسن سر جھکائے ہوئے اسطفانوس کی گفتگو سن رہا تھا جب وہ اپنی بات ختم کر چکا تو ابوالحسن نے استفادہ معلومات پر اظہار مسرت کیا اور کہا کہ میں دلی خوشی کے ساتھ آپ کے ہمراہ اس میلہ کی بسر کرتا لیکن چونکہ سعید آگئے ہیں اس لیے میں اُن کی وجہ سے مکان ہی میں رہنا چاہتا ہوں۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ میں بعد میں آپ سے آملوں اگر اس کا موقع ملا تو میں آپ کی کشتی کو اُس کے جھنڈے سے معلوم کر لوں گا۔ اس پر بادرانی کا جھنڈا ہے نا؟"

اسطفانوس کو اندیشہ پیدا ہوا کہ اگر وہ ہمراہ چلنے پر اصرار کرتا ہے تو ایسا نہیں کہ سعید بھی ہمراہ ہو لے اور چونکہ دمیانہ کا معاملہ درمیان میں آچکا تھا اس لیے اُس کی حیرت سعید کو دیکھنے کی روادار نہ تھی لہٰذا اُس نے ابوالحسن کے جواب صرف اس قدر کہنا کافی سمجھا۔

اسطفانوس "جی ہاں، مادرانی کا جھنڈا ہے۔ امید ہے کہ آپ ہم لوگوں سے ضرور آملیں گے۔ ایسا ہوا تو یہ ہماری خوش قسمتی ہوگی۔"

اسطفانوس کی گفتگو ختم ہونے پر یکایک ابوالحسن کو خیال پیدا ہوا کہ اُسے آئے ہوئے بہت دیر ہو چکی ہے لہٰذا اُس نے معذرت کی اور رخصت ہوا۔

جب اسطفانوس اور مرقس تنہا رہ گئے تو اسطفانوس نے مرقس کی طرف استفہام کی نگاہوں سے دیکھا جس پر مرقس مسکرایا اور اُس نے اس موقع کو اظہار مہربانی کے لیے موزوں سمجھ کر کہا۔

مرقس "عزیزمن آپ خوف نہ کریں، اگر ابن طولون عیسائی ہوتا اور دمیانہ کو

مانگتا تو بھی اُسے میں تمھیں کو دیتا۔"

اسطفانوس نے مرقس کی اس مہربانی اور اپنے متعلق حسن ظن کا شکریہ ادا کیا اور اپنا ہاتھ اُس کے کاندھے پر رکھکر کہا۔

اسطفانوس "والد صاحب نے اکثر آپ کی ان مہربانیوں کی تعریف کی ہے جو ہمارے خاندانی تعلقات پر مستزاد ہیں۔"

مرقس نے اس وقت اسطفانوس کے والد کا تذکرہ غنیمت سمجھا اور کہا۔

مرقس "لیکن افسوس ہے کہ آپ کے والد نے تمام پرانے تعلقات فراموش کر دیئے۔ جب اُن کو مالگذاری کے محکمہ میں ترقی ملی اور وہ مادرانی کے بیٹنکا ہو گئے تو ہم کو بہت مسرت ہوئی لیکن ہماری مسرت نے انھیں کیا فائدہ پہونچایا اور نہ انھوں نے ہم کو فائدہ پہونچایا۔"

مرقس کے اس فقرہ سے اسطفانوس اُس کی تعریض سمجھ گیا اور کہا

اسطفانوس "آپ یہ خیال نہ کریں کہ میرے والد صاحب نے اپنے احباب کو فراموش کر دیا ہے۔ مجھے امید ہے کہ آپ نے یہ بات فراموش نہ کی ہوگی کہ آپ کے گاؤں پر اگلے زمانہ استبداد کی جو بقایا چلی آتی تھی اُسے انھوں نے چھوڑ دیا۔"

مرقس (بات کاٹ کر) "یہ بات انھوں نے ابن طولون کے حکم سے کی جیسا کہ آپ کے والد صاحب میری مالگذاری کی تخفیف میں کوشاں ہیں۔ آپ کے والد سے میرا ایک کام ہے جسے میں آپ سے کسی دوسرے وقت بیان کروں گا۔"

یہ لوگ ابوالحسن کو رخصت کرنے کے بعد ہال سے نکل آئے تھے اور باتیں کرتے ہوئے اُس کے دروازے تک پہنچ گئے تھے۔ اس اثنا میں نوکروں نے ابوالحسن کی روانگی معلوم کر کے دسترخوان پر کھانا چن رکھا تھا لہذا ان دوستوں نے کھانا تناول کیا اور شب باشی کے لئے اپنی اپنی خواب گاہ کو چلے گئے۔

باب ۱۴

دریائے نیل

دوسرے دن علی الصباح نوکروں نے اٹھکر زادِ راہ کی طیاری شروع کی اور فواکہ۔ گوشت سبزی اور شراب وغیرہ کے کشتی پر بار کیے جانے کا انتظام کرنے لگے فصل ربیع نیل میں پھرنے کے لیے نہایت موزوں ہے کیونکہ اس زمانہ میں دریا سکون کی حالت میں ہوتا ہے اور کشتی کو موجوں کے تلاطم اور ہوا کے خطرات سے بالکل اطمینان ہوتا ہے۔

لوگ کشتیوں پر سوار ہو کر قدرتی مناظر کے نظارہ سے بہرہ اندوز ہوتے ہیں جب دریا کے وسط میں پہنچتے ہیں تو اُسکے کناروں کا لطف اُٹھاتے ہیں اور اِن کناروں پر جو مرغزار ہیں اُن کی سبزی یا پھولوں کی سرخی اور زردی نہایت دلآویز خوش آیند محسوس ہوتی ہے۔ اگر کشتی کسی ایک کنارہ پر متوازی خط میں چلائی جاتی ہے تو کبھی نہروں اور اُن کے مواشی کی صدائیں۔ کبھی کام کرنے والے نوعمر لڑکوں کا ترنم اپنی جانب متوجہ کرتا ہے۔ کوئی اپنا گدھا لیے جارہا ہے کوئی اونٹ کی ساربانی کر رہا ہے۔ اِن ہرے بھرے میدانوں میں کھجور کے درخت اور بھی لطف دیتے ہیں اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ زمین میں چھتریاں اُگی ہیں جیسا کہ الیاس فیاض نے اپنے مشہور قصیدے میں لکھا ہے

"کھجوروں کا منظر بھی کیسا خوشگوار ہے جن کی خوبصورتی سے دل متاثر ہوتا ہے۔
کناروں پر اُن کا سایہ اور یہ اُن کی ترتیب کتنی دلفریب ہے"

اس کے سوا کچھ نہ ہوتا۔ نشست کے کمرے اور کھانے پر جو گفتگو ہوتی تھی وہ اُسے نہایت ناپسند تھی۔ اس کشتی میں ایک خوبصورت چتر بنایا گیا اور اُس کے نیچے پرتکلف فرش بچھایا گیا۔ چاروں طرف خوبصورت گلدستے رکھے گئے تھے۔ اس جگہ بیٹھکر بات چیت کی جاتی تھی یا فواکہ اور شراب کا دور چلتا تھا۔ دمیانہ اس جگہ کبھی نہیں بیٹھی۔ اس بات سے اُسکے باپ کو کچھ تعجب بھی نہیں تھا۔ کیونکہ دمیانہ گھر میں بھی عموماً تنہا رہتی تھی اور اپنے وقت کا بڑا حصہ نماز و دعا میں صرف کرتی تھی یا گھر کے انتظام میں مصروف رہتی تھی +

لیکن اسطفانوس دمیانہ کو اپنی طرف متوجہ کرنے میں نہایت کوشاں تھا۔ عمدہ فواکہ پیش کرنا کسی خوبصورت منظر کی طرف توجہ دلانا اُس کا شعار تھا۔ وہ یہ سب کچھ اس امید میں کر رہا تھا کہ شاید دمیانہ کی زبان سے کوئی مہربانی کا لفظ یا کوئی ایسی بات سنے گا جس سے یہ ثابت ہو کہ وہ اُس کے دام جمال میں گرفتار ہو گئی اور اُس کے حسن تقریر کا جادو چل گیا۔ اُسے یہ بھی خیال تھا کہ دمیانہ اُس کے باپ کی عزت و وجاہت سے بھی ضرور متاثر ہو گی کیونکہ مادرانی کی کشتی میں اُسکا سوار ہونا لوگوں کو اُسکی عزت و عظمت محسوس کرانے کے لیے کافی تھا +

اگر اسطفانوس عقلمند ہوتا تو وہ پہلی مرتبہ ہی جب دمیانہ کا سامنا ہوا تھا یہ سمجھ لیتا کہ وہ اُسے پسند نہیں کرتی اور اُس کے دیکھنے کی روادار نہیں ہے اور خواہ وہ تہذیب کی وجہ سے اچھے الفاظ بھی کیوں نہ استعمال کرے لیکن اُسکی رفاقت کو بُرا جانتی ہے۔

باب ۱۵

شیرا

کشتی کے مسافروں کو ایک دن ظہر کے وقت جب کہ مطلع صاف تھا شبرا کا سواد نظر آیا۔ اُن کو سب سے پہلے خیمے اور جھنڈے نظر آئے جو میدان میں نصب کیے گئے تھے اور اُن کے درمیان کھجور کے درخت تھے +

اسطفانوس نے اس موقع کو غنیمت جانا اور دمیانہ کے پاس آیا۔ وہ تنہا ایک طرف کھڑی ہوئی ادھر ادھر دیکھ رہی تھی - وہ اسطفانوس سے بات کرنے یا اُس کا سامنا کرنے سے سخت متنفر تھی - جب اُس نے اسطفانوس کو اپنی طرف آتے ہوئے دیکھا تو خدا سے پناہ مانگی اور اُس کے رخساروں پر سرخی دوڑ گئی - وہ اُس صلیب سے شغل کرنے لگی جو اُس کی گردن میں آویزاں تھی اور ایک راہبہ سے اُسے تحفہ کے طور پر ملی تھی -

اسطفانوس نے خیال بھی نہیں کیا کہ یہ صلیب دمیانہ کی نظر میں کسقدر اہمیت رکھتی ہے اُس نے دمیانہ کے اس طریق عمل کو حیا پر محمول کیا اور اس خلوت کو اظہار محبت کے لیے نہایت مغتنم سمجھا اور ایک لطیف پیرایہ مین گفتگو شروع کی -

اسطفانوس "دمیانہ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں تم کو اس صلیب کی مبارکباد دوں یا صلیب کو تمھاری مبارکباد دوں"

دمیانہ اسطفانوس کا مطلب اچھی طرح سمجھ گئی اور اُس کی غلطی کا ایک پہلو ذہن میں قرار دے کر اس نے زجر و توبیخ کے لیے یہ موقع موزوں سمجھا اور کہا۔

دمیانہ "افسوس لوگ جناب مسیح کی صلیب کے ساتھ اس طرح کے گستاخانہ برتاو کرتے ہیں"

اس جواب سے اسطفانوس سمجھا کہ شاید دمیانہ اُس کا مطلب نہیں سمجھی اور مزید تصریح کی ضرورت ہے لہذا اس نے کہا -

اسطفانوس "میری مراد مسیح کی صلیب سے نہیں بلکہ اس صلیب سے ہے کیونکہ اُس نے ایک ایسی جگہ حاصل [illegible] ہے جس کی اکثروں کو تمنا ہوگی"

یہ فقرہ سن کر دمیانہ کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ اس وقت اُس کے جذبات اُس پر گراں تھے۔
اُس نے مناسب سمجھا کہ گفتگو کا موضوع بدل دے لہذا اُس نے کہا۔
دمیانہ "حقیقت میں میں نے کبھی ایسا میلہ نہیں دیکھا"
لیکن اسطفانوس کو اس تغیر موضوع کا سبب معلوم نہ ہو سکا۔ وہ اپنے دل میں بہت
خوش تھا کہ مکالمت کا سلسلہ شروع ہو گیا"
اسطفانوس "یہ ایک بہت بڑا میلہ ہے۔ اسی لیے تو میں نے مناسب سمجھا کہ تم اسے
ملاحظہ کرو۔ چنانچہ میں تحصیلدار صاحب کی کشتی لے کر تمھاری خدمت میں حاضر ہوا۔
اب تھوڑی دیر کے بعد ہم اپنے خیمہ جائیں گے جو خاص ہمارے لیے قائم کیا گیا ہے۔ دیکھو
اس بڑے درخت کے سامنے ایک خیمہ ہے (ہاتھ سے اشارہ کر کے)
یہ ہے اور خیمہ کے دروازہ پر اس کشتی کے جھنڈے کی طرح ایک جھنڈا نصب ہے"
دمیانہ کو معلوم ہوا کہ یہ مادرانی کا خیمہ ہے اُس پر یہ بات بہت گراں تھی کہ وہ اسطفانوس
کے ساتھ اُس میں جائے جبکہ وہ اُس کی ہمراہی کو نہایت ناپسند کرتی تھی۔ علاوہ بریں وہ یہ
بھی جانتی تھی کہ وہاں شراب ہو گی اور مے نوشی کی جائیگی جس سے اُسے بالطبع نفرت تھی لہذا
اُس نے منھ بگاڑ کر کہا "نہیں نہیں اچھا اب مجھے اجازت دیجیے"
اسطفانوس (خفگی کے لہجہ میں) دمیانہ ڈرو نہیں تم وہاں تنہا نہیں جاؤ گی بلکہ ہمارے
ساتھ تمھارے والد بھی ہونگے۔
دمیانہ نے اس کا جواب سر اور شانوں کی جنبش سے دیا اور زبان سے کوئی بات
نہیں کہی۔
لیکن اسطفانوس نے اس پر اکتفا نہیں کی اور کہا۔
اسطفانوس "اگر تمھیں میری بات کا یقین نہیں تو تمھارے والد آتے ہونگے اور وہ
تمھیں بتائیں گے؟"

کشتی کے لنگر انداز ہونے کا انتظار کر رہی تھی۔ دمیانہ نے باپ کو دیکھا تو ادب کے ساتھ اُس کی طرف متوجہ ہوئی۔

مرقس "میں نے سنا ہے کہ تم گرجا جاری ہو حالانکہ ہمارے دوست اسطفانوس نے خاص ہمارے لیے ایک خیمہ نصب کرایا ہے۔"

دمیانہ "اس وقت تو میں نماز کو جانا چاہتی ہوں۔ اس کے بعد میں وہاں حاضر ہو جاؤنگی۔"

مرقس "میں تمھیں تمھاری مرضی کے خلاف مجبور نہیں کرتا لیکن تم زیارت سے کب تک فارغ ہو جاؤ گی۔"

دمیانہ "یہ میں کہہ نہیں سکتی تاہم میں مغرب تک آجاؤنگی۔"

مرقس "بہتر ہے۔ مجھے اطمینان ہے کہ زکریا تمھارے ساتھ ہے اچھا سلامتی سے سدھارو۔"

مرقس یہ کہکر اپنے دوست اسطفانوس کے پاس چلا گیا۔

باب ۱۶

شبرا کا گرجا

دمیانہ کو اس طرح آزاد ہو کر بڑی مسرت محسوس ہوئی۔ اُس نے دریا کی طرف نظر اٹھائی تو بہت سی کشتیاں نظر آئیں بعض میں ایک دو اور بعض میں بہت سے آدمی تھے بعض کشتیوں میں دستر خوان بچھے ہوئے تھے اور اُن پر شراب کے ظروف اور فواکہ کی پلیٹیں رکھی ہوئی تھیں۔ لوگوں کی بڑی کثرت تھی۔ مرد بھی تھے عورتیں بھی تھیں بچے بھی تھے۔

خوجے بھی تھے رقاصہ عورتیں اور گانے والے زن و مرد مصروف سرود تھے۔ انبوہ کے
شور و شغب سے ایک ہنگامہ برپا تھا بعض ناچنے والے زن و مرد سے بے محابانہ اس میلے
میں نہایت مکروہ اور شرمناک امور سرزد ہوتے تھے اور ایسی باتیں ہوتی تھیں کہ لوگوں کے
قتل کی نوبت پہونچ جاتی تھی۔ مے نوشی کی یہ کثرت ہوتی تھی کہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے
ایک دن میں سترہ ہزار درہم نقرئی کی شراب فروخت کی۔ شبرا کے مزارعین کی ادائے
مالگذاری کا دار و مدار عید شہید کی فروخت شراب پر تھا۔ اس میلے میں اتنے آدمی
مجتمع ہوتے تھے کہ اُن کی صحیح تعداد خدا ہی کو معلوم ہو سکتی ہے۔

دریا میں کشتیوں کا بڑا ہجوم تھا لیکن اسطفانوس کی کشتی کو تحصیلدار کی کشتی سمجھکر
لوگ راستہ دے دیتے تھے آخر کار یہ کشتی کنارہ پر پہونچی۔ اب سورج مائل بغروب تھا۔
کشتی بانوں نے مسافروں کے اُتارنے کا انتظام عجلت کے ساتھ شروع کیا۔

دمیانہ کشتی سے اُترنے کا ارادہ کر رہی تھی کہ اُس نے کسی کو یہ کہتے ہوئے سنا
"یہ گورنر کی کشتی ہے۔ دیکھو دیکھو یہ ابن طولون کی کشتی ہے"۔

یہ سن کر دمیانہ بھی اُس کشتی کی طرف متوجہ ہوئی چنانچہ دوسرے کنارہ کی طرف ایک
بڑی کشتی دیکھی اور اُس کی شان و عظمت سے سمجھ گئی کہ یہ وہی کشتی ہے جس کا لوگ
ذکر کر رہے ہیں۔ لیکن دمیانہ نے اس کشتی پر کوئی جھنڈا نہیں دیکھا۔ اس وقت دمیانہ
کا ذہن اپنے عاشق سعید اور اُس کے ابن طولون کے ساتھ تعلق رکھنے کی طرف
منتقل ہوا اور اُس نے اپنے دل میں کہا "شاید اس کشتی میں سعید بھی آئے ہوں"
چنانچہ وہ غور سے دیکھنے لگی کہ شاید کوئی ایسی بات نظر آئے جس سے اس خیال کی تصدیق
ہو لیکن اسے کوئی بات اچھی طرح محسوس نہیں ہو سکی۔

اس اثنا میں زکریا نے اُسے اُترنے کے لیے پکارا چنانچہ وہ زکریا کے ساتھ کنارہ پر
اُتری لیکن اُس کی توجہ شاہی کشتی پر برابر مبذول رہی۔ اُس نے دیکھا کہ وہ کنارہ کی

باب ۱۷

اتفاق

دمیانہ نماز و دعا میں مصروف تھی۔ ہر شخص اپنے شغل میں تھا اس لیے کوئی اُس کی طرف متوجہ نہ تھا۔ زکریا عمارت کے ایک ایسے حصہ میں کھڑا تھا کہ دمیانہ اُس کی آنکھوں کے سامنے تھی۔ دمیانہ نہایت محویت اور استغراق کے عالم میں تھی کہ یکایک کھانسنے کی آواز اُس نے سُنی۔ اُس نے گھبرا کر اِدھر اُدھر نظر ڈالی تو سعید کو اپنی طرف آتے ہوئے دیکھا۔ یہ منظر دیکھکر دمیانہ کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا۔ پاؤں لڑکھڑائے اور اُس نے یہ سمجھا کہ گویا خواب دیکھ رہی ہے کیونکہ اُسے سعید کے اِس طرح آنے کی کوئی توقع نہ تھی۔ بہرکیف جب آنکھیں چار ہوئیں تو وہ مسکرائی لیکن حیران تھی کہ کیا کرے۔

سعید بھی مسکراتا ہوا دمیانہ کی طرف آ رہا تھا۔ قریب پہونچکر اُس نے کہا۔

سعید "دمیانہ مجھے معاف کرنا شاید میں نے تمھیں گھبرا دیا۔"

دمیانہ "سعید، تم نے مجھے گھبرایا نہیں دیا بلکہ حیرت میں ڈالدیا کیونکہ میں اِس ملاقات کی متوقع نہیں تھی۔ شاید تم پادری صاحب کی خدمت میں حاضر ہوے؟"

سعید "کون پادری صاحب؟ نہیں میں تو صرف تم سے ملنے کے لیے آیا ہوں۔"

دمیانہ "تمھیں کیونکر معلوم ہوا کہ میں یہاں ہوں؟"

سعید "تمھارے گاؤں میں مادرانی کی کشتی آنے اور اِس نوجوان کے عید شہید میں شرکت کی دعوت دینے سے میں نے قیاس کیا کہ تم یہاں ہوگی۔"

تک رہو گے؟"

سعید:"ہاں مگر کشتی میں رہوں گا۔ تمھارا مزاج تو اچھا رہا؟"

اس سوال نے دمیانہ کے جذبات غم کو حرکت دے دی اُس کی آنکھوں سے آنسو بے اختیار ٹپک کر رخساروں پر آرہے جن کو سعید نے دیکھا اور اُسے محسوس ہوا کہ گویا اُس کے دل پر تیر لگ رہے ہیں لہٰذا اُس نے کہا۔

سعید:"یہ میں کیا دیکھتا ہوں، خیر تو ہے، دمیانہ تمھیں کس بات کا خوف ہے؟ تم ڈرو نہیں۔ اگر تم عہد و پیمان پر قائم ہو تو ذرا بھی نہ ڈرو۔ یہ لونڈا اسی طرح پیچھے ہٹنے پر مجبور ہوگا جس طرح اُس کی کشتی کو آج میری کشتی کے لیے ہٹ جانا پڑا میں جہاں ہوں اُس جگہ اُس کو قدرت حاصل نہیں۔"

سعید یہ الفاظ کہہ رہا تھا اور اُس کے چہرہ سے شجاعت و استقلال کے آثار ظاہر ہو رہے تھے۔

دمیانہ کی حیرت بدستور باقی تھی وہ درحقیقت اپنے باپ سے ڈر رہی تھی اور اس وجہ سے اُس کا دل اندوہگیں ہو رہا تھا تاہم اُس نے دل کو سنبھالا اور سعید کی طرف مخاطب ہو کر کہا۔

دمیانہ:"اچھا تو تم اسی وقت چلے جاؤ گے؟"

سعید:"مغرب تک میرا جانا ضروری ہے لیکن اگر تم مجھے یہاں رہنے کا حکم دو تو میں رہنے کے لیے طیار ہوں اور مجھے کونٹ کی رضامندی یا ناراضی کی کچھ پروا نہیں۔"

دمیانہ:"میری انتہائی تمنا ہے کہ تم میرے ساتھ رہو اور یہ بات تمھیں بھی معلوم ہے"

اتنا کہہ کر دمیانہ کے رخساروں پر سرخی دوڑ گئی اور اُس نے ذرا ٹھہر کر اپنی بات پوری کی۔

دمیانہ: "لیکن میں یہ نہیں چاہتی کہ ابن طولون تم سے ناراض ہو جبکہ اُس نے تمھیں ترقی دی ہے اور تمھارا مرتبہ بلند کیا ہے لیکن"

سعید: "کیا تم سمجھتی ہو کہ میں زیادہ دنوں تک تم سے دور رہوں گا۔ یہ نہر کا جلسہ ہو جانے دو جس میں صرف دو دن باقی ہیں اس کے بعد انشاء اللہ ہم ہمیشہ کے لیے ایک دوسرے سے مل جائینگے بشرطیکہ تمھاری بھی یہی دلی خواہش ہو"

دمیانہ: "کیا خوب تم مجھ سے پوچھتے ہو کہ اگر میری بھی یہ خواہش ہو۔ میں اس سوال کا جواب نہیں دینا چاہتی۔ تم اپنے دل سے پوچھو وہ تمھیں بتائے گا لیکن میں کیا کروں"

اتنا کہکر دمیانہ بے اختیار رونے لگی اور سعید نے اُس کے رونے کا سبب سمجھکر کہا۔

سعید: "میں تمھارا مطلب سمجھ گیا۔ اگر اس مغرور کو تمھاری ہوس ہے اور وہ تحصیلدار کی عزت و اثر سے تمھارے حصول کی کوشش کرنا چاہتا ہے تو تم کو مطمئن رہنا چاہیے کہ والی مصر کا اثر اس سے کہیں زیادہ ہے"

یہ دونوں اسی حالت میں تھے کہ زکریا دوڑتا ہوا آیا اور کہنے لگا۔

زکریا: "وہ آرہا ہے"

دمیانہ: "کون؟"

زکریا۔ (آہستہ سے) "اسطفانوس"

اسطفانوس کا نام سن کر دمیانہ کا رنگ متغیر ہو گیا چند لمحوں کے بعد اسطفانوس آپہونچا۔ وہ لوگوں کو دونوں ہاتھوں سے ہٹاتا جاتا تھا اور نہایت متکبرانہ انداز سے چل رہا تھا۔ دمیانہ کا لہو خشک ہونے لگا وہ ڈر رہی تھی کہ دیکھیے اب کیا ہوتا ہے کیونکہ سعید موجود تھا۔

باب ۱۸

ذلّت

سعید نے جب دمیانہ کی اس بے چینی کو دیکھا تو اُسکی حمیت جوش میں
ہوئی اور اُس نے ارادہ کر لیا کہ اگر اسطفانوس کی طرف سے کوئی بات ہوئی
تو وہ دمیانہ کی جانب سے مدافعت کرے گا۔ چنانچہ وہ اسطفانوس اور دمیانہ کے
درمیان راستہ روک کر کھڑا ہو گیا۔ اور اُس کی آنکھوں سے غصہ کے باعث چنگاریاں
اُڑنے لگیں۔

تھوڑی دیر کے بعد اسطفانوس دمیانہ کے قریب پہونچا۔ وہ نشہ میں بدمست تھا
لیکن جیسے ہی اُس نے سعید کو دیکھا کہ اُس کے دل میں اپنے باپ کے عہدے کا خیال
پیدا ہوا کیونکہ حاضرین بھی اُس کا احترام کر رہے تھے اور اُسے جگہ دیتے جاتے تھے اُس نے
سعید کو اشارہ کیا کہ راستہ سے ہٹ جائے۔ لیکن سعید نے کچھ جواب نہیں دیا۔ اب اسطفانوس
نے ہاتھ بڑھایا تاکہ سعید کو ایک طرف کردے اور زکریا کو ڈانٹ کر مخاطب کیا کہ "یہاں
ٹھہرنے کا یہ کون وقت ہے تمھارا آقا تم دونوں کا انتظار کر رہا ہے"

سعید نے جب اسطفانوس کا ہاتھ اپنی طرف بڑھتے ہوئے دیکھا تو اسے اس زور
سے جھٹکا کہ قریب تھا کہ اسطفانوس زمین پر آرہے۔ اسطفانوس کو ایک مجمع عام میں
اپنی یہ رسوائی بہت بری معلوم ہوئی اور اُس نے سعید سے کہا۔

اسطفانوس "یہ کیا بیہودگی ہے۔ میں تم سے مخاطب نہیں۔ تم اپنی راہ جاؤ"
اتنا کہکر اسطفانوس نے پھر اپنا ہاتھ سعید کی طرف بڑھایا تاکہ اُسے ہٹا دے

ابوالحسن کے ہاں مقیم ہیں لیکن انھوں نے تو مجھے اتنی مہلت نہ دی کہ میں اُن کو اپنا مطلب سمجھاؤں۔ اچھا تو پھر ہم ایک دوسرے کے دوست ہیں۔"

اسطفانوس اپنی بات ختم کر کے ہنسا اور زکریا نے اپنا سلسلۂ کلام اس طرح ختم کیا۔

زکریا: "اچھا تو صاحبزادی دمیانہ آج رات کو پادری صاحب کے حضور میں رہینگی میں اُن کے ساتھ رہونگا اس لیے کوئی اندیشہ کی بات نہیں۔"

اسطفانوس: "جب یہ بات ہے تو میرا کام ختم ہو گیا اب میں جاتا ہوں اور اپنے دوست معلم قس کو اس کی اطلاع دیتا ہوں (سعید کی طرف مخاطب ہو کر) جناب من! میں جاتا ہوں۔ کیا آپ یہیں رہینگے؟"

سعید کو اس شخص کی بزدلی اور صغر نفس سے سخت حیرت ہوئی اور اُسنے بے تکلف کہا۔

سعید: "ہاں میں یہیں رہوں گا۔"

اسطفانوس: "اچھا فی امان اللہ۔"

اسطفانوس یہ کہکر رخصت ہو گیا۔ سعید بدستور کھڑا رہا۔ اسطفانوس کے جانے کے بعد سعید نے سر کو جنبش دی اور دمیانہ کی طرف مخاطب ہو کر کہا۔

سعید: "اچھا تو یہی شخص میرا رقیب ہے؟ میں آخر شب تک تمھاری خدمت میں حاضر رہتا لیکن میں واپسی پر مجبور ہوں۔ اب سورج ڈوب چکا ہے اور مجھے اندیشہ ہے کہ گورنر صاحب خفا ہوں اور غالباً اُن کی خفگی تم پسند نہیں کرتیں۔"

اس وقت دمیانہ سخت متحیر تھی۔ اس واقعہ کا یہ اثر ہوا تھا کہ وہ اسطفانوس کو پہلے سے زیادہ حقیر اور سعید کو پہلے سے زیادہ محترم سمجھنے لگی تھی اُس نے سعید کے جواب میں کہا۔

یہ سن کر سعید نے دمیانہ کو اور دمیانہ نے سعید کو دیکھا اور نگاہوں نے باہم مل کر دلی جذبات کا مبادلہ کیا۔ اور سعید نے دمیانہ کی نگاہ سے سمجھا کہ وہ کوئی بات

خاص لذت محسوس کرتی تھی۔

دمیانہ تھوڑی دیر تک نماز اور پادری صاحب کی قراءت میں مصروف رہی۔ وہ سب باتیں اچھی طرح سمجھتی تھی کیونکہ اُس زمانہ میں نماز اور دعا خوانی قبطی زبان میں ہوتی تھی اور دمیانہ قبطی زبان اچھی طرح جانتی تھی۔

اب رات ہو گئی تھی لہذا شمعون کی روشنی خوب پھیل رہی تھی رفتہ رفتہ لوگوں کی اس قدر کثرت ہوئی کہ دمیانہ کے لیے اپنی جگہ پر ٹھہرنا دشوار ہو گیا۔ زکریا نے یہ حالت دیکھکر دمیانہ سے کہا کہ میں گرجا کے ایک خادم کے پاس جاتا ہوں جس سے میری شناسائی ہے اور تمھارے لیے ایسی نشست کا انتظام کرتا ہوں تاکہ تم ہجوم سے دور رہو اور نماز کو اچھی طرح سن سکو۔

چنانچہ زکریا نے ایک خادم سے کہکر ہیکل کے پہلو میں دمیانہ کی نشست کا انتظام کیا اور خود لوگوں میں شامل ہو گیا لیکن دمیانہ کی طرف برابر دیکھتا رہا۔

دمیانہ جب اس جگہ بیٹھی تو وہ بلندی پر تھی اور تمام لوگوں کو دیکھ سکتی تھی جن میں سے اکثر لوگ دیہات کے باشندے تھے ان میں عورتیں اور بچے بھی تھے۔ اگرچہ دمیانہ اس وقت نماز سے پورا حظ حاصل کر رہی تھی لیکن اُس کے تصور میں ہنوز سعید کی تصویر موجود تھی۔ جب وہ سعید و اسطفانوس کے باہمی واقعہ کا خیال کرتی تو اُسے خفقان ہونے لگتا تھا۔

دمیانہ اسی حالت میں تھی کہ اُس نے انبوہ کو متفرق ہوتے ہوئے دیکھا انبوہ کے درمیان ایک راستہ بنایا گیا اور اُس میں سے ایک جماعت تابوت اُٹھائے ہوئے نکلی۔ جب یہ لوگ وسط کنیسا میں پہونچے تو اُسے ایک مسند پر رکھ دیا جو پہلے سے وہاں موجود تھی۔ لوگ اُس کو دیکھ دیکھ کر اظہار فروتنی کرنے لگے اور پادری اپنے ہاتھ میں بخوردان لیے ہوئے آیا اور دعائیں پڑھنے لگا اور خدا سے التجا کرنے لگا کہ اس سینے کو

قبول کرے اور دریائے نیل کو جبکہ اُس میں تابوت ڈالا جائے مبارک کرے عوام پادری کی اِن دعاؤں پر آمین کہہ رہے تھے۔

باب ۱۹

واپسی

جب پادری نماز سے فارغ ہوا اور لوگ منتشر ہونے لگے تو دمیانہ نے زکریا کو جہاں وہ موجود تھا تلاش کیا لیکن اُسے نہ پایا۔ پھر وہ انبوہ کو غور سے دیکھنے لگی لیکن زکریا کا کہیں پتہ نہ چلا۔ اب دمیانہ بہت متفکر ہوئی اور سوچنے لگی کہ اُسے کیا کرنا چاہیے لیکن اتنے میں زکریا آتا ہوا نظر آیا۔ جب وہ دمیانہ کے قریب پہونچا تو دمیانہ نے اُس کی عدم موجودگی کا سبب پوچھا جس پر اُس نے کہا۔

زکریا۔ "میں اس سوچ میں تھا کہ نماز ہو چکنے کے بعد ہم کو کیا کرنا چاہیے کیونکہ میں جانتا تھا کہ آپ خیمۂ اسطفانوس میں جانا کسی طرح پسند نہیں کرتیں لہذا میں آپ کے والد کے پاس گیا اور اُن سے اجازت حاصل کی کہ ہم لوگ شب کو کشتی میں سو رہیں۔"

دمیانہ اس انتظام سے نہایت خوش ہوئی اور کہا۔

دمیانہ۔ "اور کیا انھوں نے اس کی اجازت دے دی؟"

زکریا۔ "جی ہاں۔ اب چاہو تو میرے ساتھ چلو۔"

یہ سن کر دمیانہ اٹھی اور زکریا کے پیچھے روانہ ہوئی۔ جب یہ دونوں گرجا کے باہر نکلے تو انھوں نے ہزار در ہزار دل جیسے دیکھے جو اُس وقت روشنی سے منور ہو رہے تھے۔ دریائے نیل کے کنارے چراغاں کیا گیا تھا۔ لوگوں کے گانے بجانے اور

ہنسنے بولنے سے عجب شور بلند ہو رہا تھا۔ نیل میں جو کشتیاں چل رہی تھیں اُن پر کثرت سے روشنی کی گئی تھی اور وہ ایک نظر نواز نظارہ پیش کرتی تھیں۔

زکریا نے اپنا چراغ بھی روشن کر لیا تھا اور دمیانہ کے آگے چل رہا تھا اُس نے ایسا راستہ اختیار کیا تھا جس میں مجمع کم تھا اور کنارہ سے کسی قدر فاصلہ پر تھا جب یہ دونوں کشتی کے قریب پہونچے تو زکریا نے مُڑ کر دمیانہ کی طرف دیکھا وہ اس وقت نیل کی طرف دیکھ رہی تھی اور موجودہ کشتیوں میں ابن طولون کی کشتی تلاش کر رہی تھی۔ لیکن وہ اُسے نظر نہیں آئی۔

یہ دونوں کشتی پر آئے اور دمیانہ نے اپنے کمرہ میں پہونچکر لباس تبدیل کیا تھوڑی دیر کے بعد زکریا اُس کے لیے کھانا لایا جب دمیانہ کھانے سے فارغ ہو چکی تو آرام کے لیے لیٹی لیکن اُسے نیند نہیں آئی اور کمرے سے باہر نکل کر نیل کی کشتیوں کا نظارہ کرنے لگی لیکن درحقیقت وہ ابن طولون کی کشتی کو تلاش کر رہی تھی لیکن جب اُسکی نظر کامیاب نہ ہوئی تو اُس نے یقین کیا کہ کشتی چلی گئی۔ قریب کی کشتیوں میں جو بیہودگیاں ہو رہی تھیں وہ دمیانہ کو ناپسند معلوم ہوئیں اور آخرکار وہ اپنے بستر پر چلی گئی۔

دوسرے دن فجر کے وقت دمیانہ کی آنکھ کھلی۔ کیونکہ تابوت اور پادری کے آنے پر لوگ چلا رہے تھے اور ایک شور برپا تھا تابوت کو ایک کشتی پر بار کیا گیا۔ وہ پھولوں اور ہاروں سے لدا ہوا تھا۔ پادری اور کاہن دعائیں پڑھ رہے تھے اور کشتی پانی کو پھاڑتی ہوئی چلی آ رہی تھی۔ الغرض جب کشتی ایک مخصوص جگہ پر پہونچی جس سے وہ لوگ واقف تھے تو انھوں نے تابوت کو پانی میں اُتار دیا اور اس رسم کے ادا ہونے کے بعد لوگ جو دریا میں یا خشکی میں تھے منتشر ہونے لگے۔

ابھی سورج نہیں نکلا تھا کہ دمیانہ نے اپنے والد کو اسطفانوس کے ہمراہ آتے ہوئے

دنوں نشہ میں چور ہو رہے تھے اور اُنکی حالت دیکھکر نفرت پیدا ہوتی تھی لیکن وہ
رم کی باعث دمیانہ سے اپنا حال چھپا رہے تھے۔ دمیانہ خود بھی انجان بن
اور اپنے آپ کو دوسرے مشاغل میں مصروف کر رہی تھی۔
غانوس کشتی پر پہونچکر پہلے اپنے کمرہ میں داخل ہوا اور نہایت پر تکلف لباس پہنا
رح عطر لگایا لیکن اُس کے منھ سے شراب کی بو نکل رہی تھی جو عطر کی خوشبو پر غالب
وقت اُس نے مرقس کی علیحدگی کو غنیمت سمجھا اور دمیانہ کے پاس آیا۔ دمیانہ
ہوئی تھی جب اُس نے اسطفانوس کو آتے ہوئے دیکھا تو خدا سے پناہ مانگی لیکن
م لیا۔ اسطفانوس جب دمیانہ کے قریب پہونچا تو مزاج پُرسی کی۔ اس وقت
رہا تھا لیکن اُس کے چہرہ سے شرارت ٹپک رہی تھی۔
وس ''اس میں شک نہیں کہ تمہارا ہمسایہ ایک شریف اور غیر تمند
ہے''
یانہ نے اس کا کچھ جواب نہیں دیا اور اپنی اوڑھنی سنبھالنے لگی لیکن اسطفانوس
اُسے خاموش دیکھا تو کہا۔
وس ''دمیانہ، تم جواب کیوں نہیں دیتیں۔ شاید اُس نے تمھیں ہدایت کی
سے بات نہ کرو''
نہ نے اسطفانوس کی طرف ایسی نگاہوں سے جو اُس کی تعریف سے انکار ظاہر
یکھا اور گفتگو کا موضوع بدل کر کہا۔
''کیا میرے والد آئے ہیں؟''
انوس ''ہاں وہ آئے ہیں، کہو کل گرجا دالاقصہ میں تمہارے سامنے
کروں''
نہ (متنفرانہ) ''جیسا چاہو۔ تمھاری خوشی''

اسطفانوس "دہنسکر) نہیں۔میں کچھ نہیں کہونگا۔لیکن اسطفانوس ابن معلم خانپشکام اور انی اُن باتوں پر صبر نہیں کرسکتا جو اُس نے اس ہمسایہ عزیز سے سُنی ہیں۔"

اب دمیانہ سے صبر نہ ہو سکا اور اُس نے کہا:

دمیانہ "لیکن کل تم نے کیوں صبر کیا؟"

اسطفانوس "تمہارا منشا تھا کہ میں اُس سے گرجا میں لڑتا۔"

اتنا کہکر اسطفانوس رک گیا اور اُس نے سمجھا کہ اس سلسلہ میں وہ جو کچھ کہنا چاہتا تھا اُسے نہیں کہنا چاہیے۔لہذا اُس نے پہلو بدل کر کہا۔

اسطفانوس "خیر یہ واقعہ تو گزر گیا۔لیکن مجھے ایک ہمسایہ کے متعلق اُس کا یہ جوش دیکھکر مین اُس نے اپنی ہمسایہ کے تحفظ کے لیے بے فائدہ طیش وحماقت کا اظہار کیا۔ خیر کچھ مضائقہ نہیں۔خدا اُسے معاف کرے۔"

اُس قدر گفتگو کے بعد اسطفانوس تلطف ومہربانی کا اظہار کرنے لگا اور کہنے لگا۔

اسطفانوس "اس وقت ہم لوگ روانگی کے لیے طیار ہیں۔میں نے یہاں آنے سے پہلے پادری صاحب سے ملاقات کی تھی۔"

اتنا کہکر اسطفانوس ہنسنے لگا لیکن دمیانہ اُس کا مطلب نہیں سمجھی اور نہ اُس نے سمجھنے کی ضرورت محسوس کی لہذا وہ بدستور خاموش رہی۔لیکن اسطفانوس نے اور قریب بڑھکر کہا۔

اسطفانوس "دمیانہ! تم مجھ سے کب تک شرماتی رہوگی۔کیا تم اب تک حقیقت حال سے واقف نہیں ہوئیں؟"

اسطفانوس نے قریب ہو کر گفتگو کی تو اُس کے منہ سے شراب کی بو نکلی۔جسکی وجہ سے دمیانہ الگ ہٹ گئی اور اُس کے چہرہ سے نفرت کے آثار مترشح تھے لیکن اسطفانوس کو غلط فہمی ہوئی اور وہ سمجھا کہ یہ سب کچھ شرم وخوف سے ہے۔

اسطفانوس "یہ تمہاری کیا حالت ہے کہ مجھ سے بھاگتی ہو۔حالانکہ میں نے گفتگو کے سوا

ین کیا۔ اگر میں کچھ اور کردوں تو کیا ہو؟"
"میں شراب کی بدبو سے الگ ہٹ گئی ہوں کیونکہ مجھے اُس کا تحمل نہیں ہے"
نوس "شراب کی بدبو سے اس قدر نفرت کرتی ہو تمھیں چاہیے کہ اس کی عادت
ہماری زندگی بے لطف ہو جائیگی"
انہ نے اس کا جواب نہیں دیا اور وہ دریا کی طرف دیکھنے لگی کیونکہ اس وقت کشتی کا
یا جا رہا تھا۔ اتنے میں پیروں کی چاپ محسوس ہوئی اور اسطفانوس استقبال کے
کیونکہ مرقس سامنے تھا۔
انوس "کشتی کا چلنا محسوس ہو رہا ہے کیا لنگر اُٹھا دیا گیا؟
"ہاں۔ اب ہم لوگ فسطاط جا رہے ہیں (دمیانہ سے) دمیانہ تم اس میلہ سے بہت
ئی ہوگی لیکن یہ سب ہمارے دوست اسطفانوس کی مہربانی کا نتیجہ ہے۔ انھوں نے
احت رسانی میں کوئی دقیقہ نہیں اٹھا رکھا۔ خدا ہمیں اس کے معاوضہ کی توفیق دے"
نہ تھوڑی دیر خاموش رہی پھر اُس نے کہا۔
"والد صاحب، ہم لوگ کہاں جا رہے ہیں؟"
"ہم لوگ شہر فسطاط کو جا رہے ہیں اور وہاں چند روز رہیں گے غالباً تم فسطاط سے
ہیں ہو"
"میں تو سمجھتی کہ اب آپ گھر چلینگے"
"میں دیکھتا ہوں کہ تم کو اپنے کمرے اور اپنی کتابوں سے غیر معمولی دلچسپی ہے۔ تم
تک طاءالنمل کے باہر نہیں نکلی ہو۔ اور مصر کا کوئی شہر تم نے نہیں دیکھا ہے فسطاط
ت ہے۔ اور اُسمیں گورنر کی فوج رہتی ہے۔ اُس میں ایسی رونق اور سامان ہے
ت میں نہیں پا سکتیں"
"مجھ کو رونق اور ساماں سے کیا واسطہ۔ ان باتوں سے مجھے کچھ دلچسپی نہیں"

اگر مجھے یہاں مہینوں رہنا پڑے تو بھی نہ اُکتاؤں۔"

مرقس نے دمیانہ کو الوداع کہا اور اسطفانوس کے ساتھ باہر چلا آیا۔ دمیانہ اور زکریا دیر میں موجود رہے۔

دمیانہ نے یہ رات بڑی خوشی کے ساتھ دیر میں گزاری اور راہبہ عورتیں اُس سے مسیحی تارک الدنیا بزرگوں کے عجائبات اور کرامات کا تذکرہ کرتی رہیں۔ دمیانہ اُس راہبہ سے خاص طور پر مانوس تھی جس نے اُسے صلیب دی تھی۔

دوسرے دن صبح کو جب دمیانہ اُٹھی تو گرجا میں نماز کے لیے گئی جب دمیانہ نماز سے فارغ ہوئی تو رئیسہ اُسے اپنے کمرہ میں لے گئی کیونکہ وہ اُس سے بہت محبت کرنے لگی تھی۔"

یہ دونوں بیٹھی ہوئی تھیں کہ اتنے میں ایک راہبہ جس کے چہرہ سے حیرت و مسرت کے آثار ظاہر ہو رہے تھے۔ اُسے دیکھ کر رئیسہ نے دریافت کیا۔

رئیسہ "کیوں خیر تو ہے؟ کیا بات ہے؟"

راہبہ "پادری صاحب، پادری صاحب آرہے ہیں"

رئیسہ "تمہاری مراد کن پادری صاحب سے ہے؟"

راہبہ "فطاط کے پادری صاحب"

رئیسہ یہ خبر سن کر نہایت خوش ہوئی اور فوراً اُٹھ کھڑی ہوئی اُس نے راہبہ عورتوں کو حکم دیا کہ وہ پادری صاحب کا استقبال کریں دمیانہ بھی اُن کے ساتھ اُٹھی اور ایک راہبہ سے جو اُس کے قریب تھی دریافت کیا۔

دمیانہ "شاید پادری صاحب اس دیر میں اکثر تشریف نہیں لائے؟"

راہبہ "بہت کم آتے ہیں۔ ایسا ہی کوئی ضروری کام ہوتا ہے تو آتے ہیں۔ شاید تمہاری وجہ سے تشریف لائے ہوں۔"

ذرا دیر بھی نہ گزری تھی کہ دمیانہ نے پادری صاحب کو آتے ہوئے اور راہبہ عورتوں کو خوش آمدید کہتے ہوئے دیکھا پادری صاحب پہلے گرجا میں داخل ہوئے اور دستور کے مطابق مختصر نماز پڑھی پھر رئیسہ کے کمرہ میں تشریف لائے۔ رئیسہ اور دمیانہ کے سوا کوئی اور شخص پادری صاحب کے ساتھ نہیں تھا۔

دمیانہ پادری کے ہاتھ پر جھکی اور اُسے بوسے دیے پادری نے اُسے دعا دی اور بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

پادری (رئیسہ سے) "یہ تمھاری مہمان دمیانہ بنت معلم مرقس ہے نا؟"

رئیسہ "ہاں جناب عالی، معلوم ہوتا ہے کہ آپ انھیں پہچانتے ہیں"

دمیانہ نے اپنا نام سنا تو متحیر ہوئی اور شرم و ادب سے اپنا سر جھکا لیا"

پادری "میں انھیں کل سے پہچانتا ہوں جبکہ یہ شبرا کے گرجا میں تھیں اور اسطفانوس بن معلم حنا پیشکار مادرانی کی مہمان تھیں۔ اسطفانوس نے اُن کی اور ان کے والد کی بے حد تعریف کی"

دمیانہ نے جب اسطفانوس کا ذکر سُنا تو اُس کی خوشی رنج سے مبدل ہو گئی چند لمحوں کے بعد پادری نے دمیانہ سے مخاطب ہو کر کہا۔

پادری "کیوں بیٹی، کل شام کو تم شبرا کے گرجا میں نہیں تھیں؟"

دمیانہ کا چہرہ شرم سے سرخ ہو گیا۔

دمیانہ "ہاں جناب عالی، میں وہاں تھی اور آپ بھی تھے چنانچہ میں نے آپ کی دعا سے برکت حاصل کی تھی"

پادری "ہاں بیٹی بزرگوں اور خاصان خدا کی دعا سے کہو، میں نے تمھاری دانشمندی اور پرہیزگاری کی بہت تعریف سُنی اور اسی لیے میں تمھیں دیکھ کر بہت خوش ہوا۔ اب تم کچھ دنوں اس گرجا میں رہو گی؟"

دمیانہ ۔ میں عرض نہیں کر سکتی لیکن مجھے اختیار ہو تو عمر بھر رہوں "

یہ سُن کر پادری معنی خیز طریقہ سے مُسکرایا اور کہا ۔

پادری ۔ "دیر ایک مسیحی کے لیے بہترین جگہ ہے کیونکہ وہ یہاں اپنے پروردگار کی پرستش کرتا ہے اور مذہبی فرائض ادا کرتا ہے لیکن میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ تمھیں یہاں زیادہ دنوں تک ٹھہرنے دیا جائے گا "

دمیانہ پادری کا مطلب نہ سمجھ سکی اور اُسے تعجب ہوا کہ یہ بحث کیوں چھیڑی گئی ۔ لیکن اُس نے تجاہل کے ساتھ کہا ۔

دمیانہ ۔ "اگر اس دیر والے مجھے نکال لینگے تو میرے پاس کوئی چارہ کار نہیں ہے "

پادری ۔ "میرا یہ مطلب نہیں ۔ اس دیر کی رئیسہ اور راہبہ عورتیں تو ہر وقت تم کو رکھنے کے لیے طیار ہیں ۔ میری مراد تمھارے والد معلم مرقس سے ہے ۔ خیر اس ذکر کو چھوڑو اور اپنے والد کو آنے دو "

اب دمیانہ کو محسوس ہوا کہ پادری اُس امر کی طرف اشارہ کر رہا ہے جس کے خیال سے وہ لرز رہی ہے تاہم اُس نے ضبط کیا ۔ اس کے بعد پادری رئیسہ کی طرف مخاطب ہو کر کہنے لگا ۔

پادری ۔ "تمھارے دیر میں سب خیریت ہے اور راہبہ عورتیں خوش و خورم ہیں "

راہبہ ۔ "آپ کی دعا سے ہر طرح خیریت ہے "

پادری ۔ "معلوم ہوتا ہے کہ ترکی گورنر اپنے پیشرو عربوں کی بہ نسبت قبطیوں پر زیادہ مہربان ہے "

رئیسہ ۔ "ہاں جناب عالی ، وہ جب سے مصر کا گورنر ہوا ہے اپنی حکومت کے کاموں میں مصروف ہے اب ہم نہیں کہہ سکتے کہ اُس کی یہ خاموشی اپنی مصروفیت کی وجہ سے ہے یا وہ ہمارے ساتھ نیکی کا برتاؤ کرنا چاہتا ہے "

۱۸

اندیشہ پیدا ہوا اور اُس کے دل میں خوفناک خیالات ہجوم کرنے لگے۔

پادری جب تنہا ہوا تو اُس نے مرقس سے دمیانہ کی منگنی اسطفانوس سے کیے جانے کی متعلق گفتگو کی۔ اُس نے دمیانہ کے منگیتر اور اُس کے باپ کی بے حد تعریف کی۔ مرقس نے جواب میں کہا کہ میں معلم حنا کاتب مادرانی کے رتبہ سے واقف ہوں۔ اسطفانوس میرا دوست ہے اور مجھے اُس کے ساتھ رہنے کا موقع ملا ہے۔ میں اسے بہت پسند کرتا ہوں اور اس لحاظ سے مجھے اس سوال کے پورا کرنے میں کوئی امر مانع نظر نہیں آتا۔ اس کے بعد مرقس نے کہا۔

مرقس:- علاوہ بریں جس معاملہ میں جناب دال دخل دے رہے ہوں اس میں کیونکر انکار کر سکتا ہوں۔ دمیانہ کو جناب اپنی ایک فرمانبردار لڑکی تصور کریں۔

پادری نے مرقس کی اس مہربانی کا شکریہ ادا کیا۔

پادری:- اسطفانوس نے مجھ سے اس لڑکی کی بے اعتنائی کا گلہ کیا ہے پس اگر تم کو یہ معلوم ہو کہ وہ شادی پسند نہیں کرتی تو مجھ سے کہدو تاکہ شادی بعد کوئی مشکل پیش نہ آئے۔

مرقس:- ناپسند کرتی ہے؟ اس خوش نصیبی کو کیونکر ناپسند کر سکتی ہے میں جانتا ہوں کہ اُس کی یہ بے اعتنائی لڑکین کی شرم و حیا پر مبنی ہے اور فرض کیجیے کہ وہ نہ چاہتی ہو تو اس سے کیا ہو سکتا ہے۔

پادری:- تمھارے خیال میں اُس کا یہ تنفر اس وجہ سے تو نہیں ہے کہ وہ ایک دوسرے نوجوان کو اچھا سمجھتی ہے اور وہ اُسے پسند آگیا ہے۔

مرقس نے یہ سنکر معاملہ کو حقیر اور سبک ثابت کرنے کے لیے سر ہلایا اور اس تہمت کو رفع کرنے کے لیے کہا۔

مرقس:- یہی بات کہ اُس نے کسی دوسرے جوان کو پسند کیا ہے تو میں ان

دمیانہ: "ہاں میں سُن رہی ہوں، یہ کیا معاملہ ہے؟"

زکریا: "یہ اسطفانوس کے والد ہیں"

دمیانہ: "اُس کے والد ہیں، یعنی معلم خنا؟"

زکریا: "ہاں"

دمیانہ: "یہ کیوں آئے ہیں؟"

زکریا: "میں نے بلایا ہے"

دمیانہ: "تم اُن کے پاس گئے اور اُن سے یہاں آنے کے لیے کہا، یہ کس طرح ہوا۔ ذرا تفصیل سے بیان کرو۔"

زکریا: "جب میں نے دیکھا کہ پادری صاحب نے تمہارے والد سے ملاقات کی تو میں سمجھ گیا کہ یہ اب اُس امر کا تذکرہ کریں گے جو اسطفانوس کی خواہش ہے لیکن مجھے یہ بات بخوبی معلوم تھی کہ اسطفانوس کے والد ایک عقلمند آدمی ہیں اور اپنے بیٹے کی حالت سے اچھی طرح واقف ہیں۔ اسطفانوس کسی طرح تمہارا ہمسر نہیں ہے لہٰذا میں اُن کے پاس گیا اور تمام معاملات کا اُن سے ذکر کیا۔ اور جیسا میرا خیال تھا میں نے انھیں ویسا ہی پایا چنانچہ انھوں نے مجھ سے وعدہ کیا کہ میں ابھی آتا ہوں اور معلم مرقس سے اُس معاملہ کے متعلق گفتگو کرتا ہوں"

دمیانہ کو یہ واقعہ سن کر نہایت تعجب ہوا

دمیانہ: "اچھا تو یہ اس لیے آئے ہیں؟"

زکریا: "ہاں تاکہ تمہارے والد کو اس رائے سے باز رکھیں اور اپنے بیٹے کو کامیاب نہ ہونے دیں"

دمیانہ کے چہرہ سے مسرت ٹپکنے لگی

دمیانہ: "باز رکھیں گے؟ کیا تمہارے خیال میں یہ بات ممکن ہے؟"

باب ۲۲

معلم حنا

پیروں کی چاپ نے اس گفتگو کو منقطع کیا۔ دمیانہ اُٹھکر ایک دروازہ کے پاس جا کھڑی ہوئی جہاں سے وہ سب کو دیکھ سکتی تھی لیکن اُسے کوئی نہیں دیکھ سکتا تھا۔ اُس نے دیکھا کہ معلم حنا ایک وجیہ اور صاحب وقار شخص ہے۔ اُس کی حرکات و سکنات سے عقل و خرد کے آثار واضح تھے۔ رئیسہ دیر اُس کا بہت احترام کر رہی تھی اُس نے رئیسہ سے دریافت کیا۔

معلم حنا۔ "یہ بتاؤ کہ معلم مرقس یہاں ہیں؟"

رئیسہ۔ "ہاں جناب، ابھی ابھی قسطاط کے پادری صاحب سے تنہائی میں کچھ باتیں کر رہے تھے۔ پادری صاحب تو چلے گئے لیکن میرے خیال میں معلم مرقس یہیں دیر میں ہیں"

یہ کہکر رئیسہ اُس کمرہ کی طرف گئی جہاں پادری اور مرقس میں گفتگو ہوئی تھی اور کمرہ میں مرقس کو دیکھکر واپس آئی۔ رئیسہ کے بتانے پر حنا مرقس کے پاس چلا گیا۔

اس وقت دمیانہ کے اضطراب کی حالت ناگفتہ بہ تھی۔ مرقس اور حنا کی گفتگو میں جتنا عرصہ گزرتا جاتا تھا اُس کا خفقان بڑھتا جاتا تھا۔ اُس کے ہاتھ کانپ رہے تھے اور برف کی طرح سرد ہو رہے تھے۔ لیکن اس جوش اضطراب پر بھی وہ صبر و ضبط سے کام لے رہی تھی تاکہ کوئی شخص اُس کے حال سے آگاہ نہ ہو جائے۔ لیکن باشندگان دیر اپنے کاموں میں لگے ہوئے تھے۔ زکریا دمیانہ کے پاس سے چلا گیا تاکہ مرقس اور حنا کی

گفتگو کا کچھ حال معلوم کر کے دمیانہ کو اطلاع دے سکے۔

لیکن گفتگو بہت طوالت پذیر ہوئی اور دمیانہ کے دل کی یہ حالت تھی کہ کبھی وہ بدگمان ہوتی تھی اور کبھی اچھے خیالات پیدا ہوتے تھے۔ کسی پاؤں کی چاپ یا دروازہ کھلنے کی آواز وہ سنتی تھی تو اُس کا دل دھڑک جاتا تھا۔

آخر کار اُس نے سُنا کہ حنا ایک ناخوشگوار لہجہ میں اُسکے والد کو الوداع کہہ رہا ہے لیکن اُس کا والد متواضعانہ اور عاجزانہ الفاظ استعمال کر رہا تھا گویا وہ اپنے کسی قصور کی معذرت کرنی چاہتا تھا۔ دمیانہ نے حنا کو جاتے ہوئے دیکھا تو محسوس کیا کہ اُس کا رنگ رُخ متغیر تھا۔

دمیانہ یہ حالت دیکھکر تھوڑی دیر تک تو بالکل ایک کھوئے ہوئے انسان کی تصویر رہی لیکن اتنے میں زکریا آگیا مگر اُس کا چہرہ بھی اُترا ہوا تھا اور مسرت کا کوئی اثر اُس سے مترشح نہ تھا۔ دمیانہ نے گھبرا کر زکریا سے دریافت کیا۔

دمیانہ: "شاید کامیابی نہیں ہوئی؟"

زکریا: "بظاہر تو ایسا ہی معلوم ہوتا ہے۔ ایک شخص نے گفتگو سُنی تھی وہ مجھ سے کہتا تھا کہ معلم حنا نے تمہارے والد کو نصیحت کی کہ یہ نسبت نہ کرو کیونکہ اسطفانوس تمہارے قابل نہیں ہے لیکن تمہارے والد نے گفتگو کو بہت طول دیا کہ میں پادری صاحب سے وعدہ کر چکا ہوں اور اب اس کام سے باز رہنا دشوار ہے۔ لیکن میں کوشش کروں گا۔"

دمیانہ نے جب زکریا کی زبان سے یہ الفاظ سنے تو چونکہ وہ ایسی جگہ تھی جہاں اُسے کوئی دیکھ نہیں سکتا تھا لہذا وہ ضبط نہ کر سکی اور بے اختیار اپنا منہ پیٹنے لگی۔ اور کہا۔

دمیانہ: "بُرا ہو، یہ کیا مصیبت ہے، اُس کا باپ خود کہتا ہے کہ وہ میرے قابل نہیں۔"

دمیانہ یہ کہکر رونے لگی پھر جناب مسیح کی تصویر کے پاس گئی جو وہاں آویزاں تھی اُس نے

بعد اُسے معلم حنابر کافی اقتدار و اثر حاصل ہو جائے۔ علاوہ بریں ہمرنگی و ہم خیالی کی وجہ سے وہ اسطفانوس سے محبت بھی رکھتا تھا۔

دوسرے دن صبح کو جب دمیانہ اٹھی تو اُس نے دیروالون کو بڑی مصروفیت مین پایا۔ یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ کسی بڑے آنے والے کے استقبال کی طیاریاں کر رہے ہیں۔ بعض راہبہ عورتیں دمیانہ کو خاص نظر سے دیکھ رہی تھیں بالخصوص رئیسہ دیر اُسے دیکھ دیکھ کر مسکرا رہی تھی دمیانہ نے انجان بن کر رئیسہ سے اس طیاری اور اہتمام کا سبب دریافت کیا جس پر رئیسہ نے کہا۔

رئیسہ "جناب پادری صاحب آج شام کو تشریف لا رہے ہیں کل تو سرسری طور پر اُن کا تشریف لانا ہوا آج ہم لوگون نے ارادہ کیا ہے کہ اُن کے استقبال کے ایسی طیاری کی جائے جو اُن کے شایان شان ہو کیونکہ وہ شہر فسطاط کے پادری ہیں خاص وقار و اثر رکھتے ہیں علاوہ بریں اُن کا مذہبی احترام بھی ہمارا فرض ہے"

دمیانہ کے لیے یہ کوئی خوشگوار خبر نہ تھی اُس نے ارادہ کیا کہ پادری کے آنے کا سبب دریافت کرے لیکن اُسے خوف پیدا ہوا کہ کوئی ایسا کلمہ نہ سنے جس سے اُس کا دل بیزار رہے اس لیے خاموش ہو رہی۔ لیکن رئیسہ نے ہنسکر کہا۔

رئیسہ "تم نے پادری صاحب کے آنے کا سبب نہیں پوچھا"

دمیانہ "میں نے خیال کیا کہ مجھے اس بات سے کیا تعلق ہے"

رئیسہ "نہیں بلکہ صرف تمھیں کو تعلق ہے"

دمیانہ رئیسہ کا مطلب سمجھ گئی لیکن اُس کے پاس سے ہٹ آئی تاکہ اس معاملہ میں زیادہ تصریح کے ساتھ وہ اُس سے گفتگو کرے۔ اتنے مین زکریا اُس کے پاس آیا اور کہا کہ پادری آ رہا ہے تاکہ منگنی کی رسم ادا کرے۔ اور مرقس بھی اُس کے ہمراہ ہے۔ زکریا نے دمیانہ کو ہمت دلائی اور کہا کہ تم اس کی پروا نہ کرو۔ اس وقت انکار سے کچھ فائدہ

نہیں پہونچ سکتا۔ پھر زکریا نے کہا۔

زکریا: "صاحبزادی منگنی ایک ایسی بات ہے جسے فسخ کیا جا سکتا ہے آپ ذرا خوف نہ کریں۔ آپ اپنے خادم زکریا سے واقف ہیں اور وہ آپ سے جھوٹ نہیں کہتا۔"

دمیانہ: "(بات کاٹ کر) تم اپنے آپ کو خادم نہ کہو بلکہ تم باپ سے بڑھکر ہو۔ اب یہی یہ بات جو تم کہتے ہو تو اصل یہ ہے کہ اس سے مجھے اطمینان نہیں ہو سکتا۔ اگر میرے باپ کے ارادہ میں کچھ تغیر ہوتا وہ پادری کو کیوں بلاتا۔"

زکریا: "انھوں نے تو پادری صاحب سے معلم خنا کی ملاقات سے پہلے وعدہ کیا تھا لیکن ممکن ہے کہ اب اُنکا ارادہ بدل گیا ہو۔ اچھا یہ بھی جانے دو تم معاملہ مجھ پر چھوڑ دو۔ اور میں جو کچھ کہوں وہ کرو۔ میں تم سے ایک بات کہوں گا۔"

دمیانہ: "وہ بات تم کب کہو گے؟ کیا تمھارے خیال میں اُس سے فائدہ پہونچے گا۔"

زکریا: "میں بالکل مایوسی کی حالت میں وہ بات کہوں گا اور اگر وہ مفید نہو گی تو اور تدبیر اختیار کی جائیگی۔"

زکریا یہ کہکر اس خیال سے چلا گیا کہ دمیانہ اُس کا راز دریافت کرنا چاہتی ہے اور وہ اُسے چھپانا چاہتا ہے۔ دمیانہ بھی اُس کا یہ مطلب سمجھ گئی لیکن خاموش ہو رہی۔

باب ۲۳

منگنی

شام کو مرقس آیا۔ وہ آج خاص طور پر شگفتہ تھا اور دمیانہ سے بڑی خندہ پیشانی کے ساتھ پیش آرہا تھا۔ پادری کی ملاقات کے لیے اُس نے فاخرہ لباس پہنا تھا۔

مرقس میانہ کا ہاتھ تھام کر اُسے اُس کے کمرہ میں لے گیا اور جیب سے ایک ہار نکال کر اور دمیانہ کی طرف بڑھا کر کہا۔

مرقس "دمیانہ دیکھو یہ ہار کیسا خوبصورت ہے"

ہار آفتاب کی طرح چمک رہا تھا۔ مرقس کو امید تھی کہ دمیانہ اُسے لینے کے لیے ہاتھ بڑھائیگی لیکن اُس کی خاموشی پر سخت متعجب ہوا اور کہا۔

مرقس "تم اِسے کیوں نہیں لیتیں تو یہ تمھارے ہی لیے ہے"

یہ کہکر مرقس نے ہار دمیانہ کو پہنا دیا لیکن وہ خاموش کھڑی رہی اور اُس کا دل چاہتا تھا کہ ہار توڑ کر زمین پر پھینکدے مگر زکریا کی تعلیم کے مطابق اُس نے ضبط سے کام لیا۔ دمیانہ کی خاموشی سے مرقس نے خیال کیا کہ وہ رضامند ہے لہذا اُس نے دمیانہ کے سر کو بوسہ دیا اور کہا۔

مرقس "پیاری بیٹی سنو، یہ ہار اسطفانوس کا ہدیہ ہے وہ پادری صاحب کے ساتھ آرہے ہیں۔ پادری صاحب اُن سے بہت محبت کرتے ہیں کیونکہ وہ معلم حنا کے فرزند ہیں یہ لوگ بڑی پاکیزہ معاشرت رکھتے ہیں۔ تم جانتی ہو کہ یہ لوگ کیوں آرہے ہیں؟"

اسطفانوس کا نام سن کر دمیانہ کا دل قابو سے باہر ہوگیا اور اُس نے کہا۔

دمیانہ "مجھے یہ معلوم کرنے کی ضرورت نہیں کہ وہ کیوں آرہے ہیں"

مرقس (ظریفانہ) تمھیں ضرورت کیوں نہیں۔ آج تو امر و نہی تمھاری زبان پر ہے"

دمیانہ "میری زبان پر امر و نہی کا ہے کو ہے اگر ایسا ہوتا تو آپ مجھے یہ ہار نہ پہناتے اور نہ مجھے یہاں لاتے"

دمیانہ زار زار رونے لگی۔

مرقس "کیا تم ہمیشہ طار النل کے قیام کو ترجیح دیتی رہو گی فسطاط پر جو ارکان

حکومت اور رؤسا کا مستقر ہے"

دمیانہ نے اپنے باپ کو کچھ جواب نہیں دیا اور اس خیال سے زبان بند رکھی کہ شاید وہ کوئی ایسی بات کہہ جائے جس کی وجہ سے اُسے پچھتانا پڑے۔

مرقس اُسے مغالطہ دیتا رہا اور اُس کی اس نفرت کو شرم و حیا پر جو دوشیزہ لڑکیوں کا شعار ہے محمول کرتا رہا۔

اس کے بعد پادری آیا اور راہل دیرنے آیات و دعا کی تلاوت کے ساتھ اُس کا استقبال کیا۔ پھولوں کی بارش کی گئی بخورات سلگائے گئے۔ پادری پہلے گرجا میں داخل ہوا اور اُس نے نماز ادا کی۔ نمازیوں میں دمیانہ بھی تھی۔ اُس نے اپنی عادت کے مطابق خضوع و خشوع کے ساتھ نماز پڑھی۔ اس موقع پر دمیانہ نے دعا مانگی کہ خدا اُس کے دل میں وہ بات پیدا کرے جس کا انجام نیک ہو اور اگر اسطفانوس ہی اُس کی قسمت میں ہے تو اُس کی محبت پیدا کرے۔ دمیانہ خوب روئی اور دیر تک گریہ و زاری کرتی رہی لیکن اندیشہ تھا کہ اُس کی یہ حالت کوئی اور نہ دیکھ لے۔

دمیانہ اس حالت میں تھی کہ یکایک چونک پڑی اور اُس نے دیکھا کہ اسطفانوس گرجا میں داخل ہوا۔ اسطفانوس نے آج بہترین لباس پہنا تھا اور خط و خال کی خوب اصلاح کی تھی۔ وہ مرقس کے پہلو میں کھڑا ہو گیا۔ اسطفانوس کو دیکھکر دمیانہ کے دل میں خوف پیدا ہوا اور خون خشک ہونے لگا۔ دمیانہ کو اسوقت بھی اسطفانوس کی صورت دیکھکر نفرت پیدا ہوئی وہ عالم خیال میں اسطفانوس اور سعید کا موازنہ کر رہی تھی مگر اُس کا دل سعید کی طرف کھچا جا رہا تھا اور اسطفانوس سے نفرت ترقی پذیر تھی۔ آخر کار یہ بات اُس کے ذہن نشین ہو گئی کہ خدا نے اُسے اسطفانوس کے لیے نہیں پیدا کیا ہے مگر پھر اُسے خیال آیا کہ خدا اطاعت والدین کا حکم دیتا ہے۔ الغرض ان متضاد خیالات نے اُس کے دماغ کو پریشان کر دیا۔

ہوئی کہ وہ سعید سے محبت کرتی ہے۔ الغرض اسکے بعد لوگ منتشر ہو گئے اور دمیانہ کی علالت کی وجہ سے اسیقدر کارروائی پر اکتفا کیا گیا۔

باب ۲۴

زکریا اور مرقس

زکریا کو ان واقعات سے سخت صدمہ ہو پہنچا۔ اُسکا ارادہ تھا کہ منگنی سے پہلے یہ معاملہ مرقس کے گوش گزار کر دے لیکن یادری کی عجلت نے اسکا موقع ہی نہیں رہا کیونکہ وہ فی الفور منگنی کی رسم ادا کرنے کے لیے طیار ہو گیا۔ جب زکریا نے دمیانہ کی یہ حالت دیکھی تو اُسنے بمشکل اُسوقت تک انتظار کیا جبتک لوگ رخصت ہوئے اُسکے بعد مرقس سے کچھ کہنے کی درخواست کی لیکن مرقس اسوقت تک اسطفانوس کے ساتھ جا رہا تھا۔ زکریا کے کہنے سے وہ ٹھہر گیا اور اسطفانوس کو یہ کہکر رخصت کیا کہ میں تھوڑی دیر میں آتا ہوں اسکے بعد زکریا سے کہا۔

مرقس "کہو کیا کہتے ہو"

زکریا "جناب عالی، میں خلوت میں عرض کر سکتا ہوں"

مرقس نے اس خواہش پر اظہار کراہت کیا تاہم وہ ایک کمرہ میں جا کر اور ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ زکریا اُسکے روبرو ادب کے ساتھ کھڑا ہوا اور کہا۔

زکریا "صاحبزادی دمیانہ پر جو گزری اس سے آپ کا دل یقیناً بہت متاثر ہوا ہوگا؟"

مرقس۔ (ہنسکر) "نہیں مجھپر کچھ اثر نہیں ہوا بلکہ صرف تم پر اثر ہوا"

زکریا کو یہ انداز گفتگو بہت شاق گزرا تاہم اُس نے صبر کیا اور کہا۔

زکریا:۔ جناب سے مجھے اس جواب کی توقع نہ تھی۔ میں کچھ کہنا چاہتا تھا وہ صرف اسیقدر نہ تھا جو میں نے کہا"

مرقس:۔ کہو جو کچھ کہنا چاہتے ہو، دمیانہ میں جو یہ سرکشی پیدا ہوئی ہے یہ صرف تمھاری وجہ سے پیدا ہوئی ہے۔ اگر تم نہ ہوتے تو وہ نہایت مطیع اور فرمانبردار ہوتی"

یہ سُنکر زکریا نے سر جھکا لیا اور اپنے دل میں سوچنے لگا کہ آیا مرقس کو وہی جواب دوں جسکا وہ مستحق ہے یا خاموش رہوں۔ لیکن جب اُسے جواب دینے میں دیر ہوئی تو مرقس نے کہا۔

مرقس:۔ "بس یا کچھ اور کہنا ہے"

زکریا:۔ "مجھے بہت کچھ کہنا ہے لیکن اب میں کچھ نہیں کہونگا جب آپ نے یہ طریق گفتگو اختیار کیا ہے۔ شاید آپنے میری حقیقت حال فراموش کردی اور یہ بھی بھلا دیا کہ دمیانہ سے مجھے کسقدر تعلق ہے اور میں اُس سے کتنا خلوص رکھتا ہوں"

زکریا کی اس گفتگو سے مرقس کو خیال پیدا ہوا کہ وہ اُسکے خادموں میں نہیں ہے بلکہ اُسے خصوصیت کے ساتھ دمیانہ کی خدمت کے لیے عطا کیا گیا ہے پس اُسنے کہا۔

مرقس:۔ "میں نے یہ بات فراموش نہیں کی لیکن تم نے اُسے اسقدر اغوا کیا کہ اب وہ میری نافرمانی کرنے لگی"

زکریا:۔ "میں نے اُسے کیا اغوا کیا؟ شاید آپ کا مطلب یہ ہے کہ جس شخص کے ساتھ اُسکی نسبت کی گئی ہے اُس سے وہ نفرت کرتی ہے۔ میں جناب مسیح کی قسم کھاتا ہوں کہ میں نے اُس پر کوئی اثر نہیں ڈالا نہ اُسکے ارادہ کو متغیر کیا۔ لیکن میں نے خود دیکھا کہ وہ اس نوجوان سے متنفر ہے اگر وہ اُس سے نجات حاصل کرنے میں میری مدد چاہتی تو میرا ضمیر اسکی تعمیل حکم کے خلاف جرأت نہ کرتا"

مرقس:۔ (بات کاٹ کر) "تم اس جسارت کے ساتھ کہہ رہے ہو کہ تم نے اُسکا ارادہ نہیں بدلا

ٹھ کر جلسہ کا آسانی کے ساتھ نظارہ کر سکیں۔"

مرقس نے اس سے اتفاق کیا اور اسطفانوس سے رخصت ہوا۔

باب ۲۶

قبۃ الہواء

قبۃ الہوا ایک عمارت تھی جسے امراء مصر نے مقطم پر اس جگہ تعمیر کیا تھا جو آج قلعہ
جگہ ہے۔ سب سے پہلے اسے حاتم بن ہرثمہ نے دوسری صدی ہجری کے آخر میں تعمیر
کیا۔ اسکے بعد امراء مصر اُسے ایک نزہت گاہ کے طور پر استعمال کرتے رہے جب
۲۱۷ھ میں خلیفہ مامون الرشید مصر میں آیا تو اسنے بھی اسی عمارت میں اجلاس
کیا جب ابن طولون مصر کا گورنر ہوا تو اس نے مقطم کے نیچے ایک قصر تعمیر کیا۔ اور
اسکے پیچھے مقطم اور خطاط کے درمیان بارگیں بنالیں۔

قبۃ الہوا چند کمروں کا مجموعہ تھا جو بڑی خوبصورتی کے ساتھ آراستہ کیے گئے تھے
جب بنی طولون کا زمانہ گزر گیا تو اُنکے عہد کی دیگر عمارتوں کی طرح قبۃ الہوا بھی
ویران ہو گیا۔

جس زمانہ کا ہم ذکر کر رہے ہیں اور جس وقت نہر کی تکمیل کا جلسہ منعقد کیا گیا تھا
اس وقت یہ عمارت بڑی اچھی حالت میں تھی۔

جس روز جلسہ ہونیوالا تھا اُسکی صبح کو اسطفانوس بذات خود دیر معلقہ میں
اور مرقس و دمیانہ کو ابن طولون کے مشاہدہ کی دعوت دی۔ دمیانہ نے چلنے میں
عذر نہیں کیا کیونکہ یہ اُسکی دلی خواہش تھی۔ دیر کے ایک گدھے پر وہ سوار

نہیں ہو کہا۔

مرقس:" بہتر ہو۔ اچھا تو میں جاتا ہوں (زکریا سے) مجھے تم سے یہ کہنے کی ضرورت کہ دمیانہ کا خیال رکھنا۔"

زکریا نے اظہار اطاعت کیا اور مرقس باہر چلا گیا زکریا نے دمیانہ کو دیکھا تو آج خلاف معمول اُسکا چہرہ چمک رہا تھا زکریا دمیانہ کے پاس جا کر کھڑا ہوا۔ دمیانہ نے بہت اصرار کیا تو وہ فرش پر اُسکے سامنے بیٹھ گیا۔ اور کہنے لگا۔

زکریا:" اب وقت آ گیا ہو کہ ہم اس لونڈے سے نجات پائیں۔

دمیانہ:" کیا تمھارے خیال میں یہ انتظار کا آخری دن ہو لیکن ہم سعید سے کیونکر مل سکینگے اور کب۔ ،، افسوس ——"

زکریا:" میں تمام امور سے واقف ہوں۔ میں کل سعید سے ملا تھا اور انھوں نے مجھ سے کچھ وعدہ کیا ہو جسے میں تم سے بیان کرونگا۔"

دمیانہ:" جلسہ کب شروع ہوگا۔ یہاں تو کوئی دکھائی نہیں دیتا۔"

زکریا:" بس اب شروع ہوا چاہتا ہو۔ آپ اس موقع پر ابن طولون کی شان و شوکت مشاہدہ کرینگی۔ آپ اُسے اُسکے جلوس میں دیکھینگی۔ اس عمارت کی طرف دیکھو جو دوسری عمارتوں کی بہ نسبت پہاڑ سے زیادہ قریب ہو۔ اسے اچھی طرح دیکھو۔ یہ ابن طولون کا قصر ہو۔ یہ بہت بڑا قصر ہو فراعنہ کی ہیکلوں کے سوا اس ملک میں اتنی بڑی کوئی عمارت نہیں۔ قصر کے سامنے جو میدان ہو اسے دیکھو۔ کس قدر کثرت سے لوگ جمع ہوئے ہیں۔ سوار بھی ہیں پیادہ بھی ہیں۔ عورتیں بھی ہیں مرد بھی ہیں۔ اس میدان میں ابن طولون اپنے آدمیوں کے ساتھ چوگان کھیلتا ہو۔ اس میدان اور قصر کی چہار دیواری بھی تم کو نظر آتی ہوگی۔ اس کے کئی دروازے ہیں۔ ایک لشکری دروازہ ہو جہاں اس وقت مسلح فوج نظر آ رہی ہو ایک پہاڑی دروازہ ہو۔ ایک خاص دروازہ

ہی-ایک زنانہ دروازہ ہی جس سے عورتیں اور قصر کے خادم آتے جاتے ہیں جس دروازہ
پر درندوں کی تمثیلیں ہیں یہ باب اسباع کہلاتا ہی اور اس سے ابن طولون آمد و رفت
رکھتا ہی- غالباً جلوس بھی اسی سے نکلیگا- یہ دروازہ تین دروازوں پر مشتمل ہی-
درمیانی دروازہ سے ابن طولون اور اِدھر اُدھر کے دروازوں سے اُسکا لشکر نکلتا ہی-
یہ گورنر بھی عجیب عالی ہمت انسان ہی- اس دروازہ کے اوپر تمھیں ایک بیٹھک نظر
آتی ہوگی اسمیں ابن طولون میلوں اور جلسوں کے مواقع پر نشست کرکے اپنے
آدمیوں کی حالت مشاہدہ کرتا ہی-

دمیانہ "اور انجنیر لوگ کہاں رہتے ہیں؟"

زکریا- (ہنسکر) مجھے معلوم نہیں کہ وہ کہاں رہتے ہیں لیکن میں اُن میں سے
ایک کو جانتا ہوں اور اُس کے رہنے کی جگہ پہچانتا ہوں اگر کہو تو بتاؤں"

دمیانہ "نہیں"

دمیانہ اپنے سوال سے پشیمان ہوگئی اور گفتگو کا موضوع بدل کر کہنے لگی-

دمیانہ "میں نے تمھیں قطائع کا ذکر کرتے ہوے سنا ہی یہ کیا جگہ ہی؟"

زکریا "صاحبزادی! یہ عمارتیں ہیں جن کو ابن طولون نے اپنے سپاہ اور خاص ملازمین
کے لیے تعمیر کرایا ہی- جب سعید صاحب کامیاب ہوجائینگے اور ابن طولون کے زمرہ خواص
مین شامل ہوجائینگے تو وہ اُنکے شایان شان اُنھیں بھی ایک قصر عطا کرے گا- اس جگہ کا نام
قطائع اس لیے رکھا گیا ہی کہ یہ محلوں کا ایک مجموعہ ہی اور ہر محلہ کو قطیعہ کہتے ہین-
چنانچہ سپاہیوں کے لیے ایک الگ قطیعہ ہی- اہل نوبہ کے لیے ایک قطیعہ- اسیطرح ایک
جماعت کے ساتھ ایک قطیعہ منسوب ہی- ارکان دولت اور افسران فوج کے لیے علحدہ مکانات
بنائے گئے ہین اور اُمید ہی کہ انھیں مین سے جناب سعید صاحب کو بھی ایک قصر ملے گا- ان
قطائع کے درمیان سڑکین نکالی گئی ہین- مسجدین تعمیر کی گئی ہین- اور چکیان- حمام

وغیرہ بنائے گئے ہیں۔ بازاروں میں جن لوگوں کی دوکانیں ہیں اُن کے نام سے
منسوب ہیں اور کیا کہوں"

ومیانہ "ان قطائع کے بنانے میں تو بڑی رقم صرف ہوئی ہوگی اور فسطاط میں یہ
سب کچھ موجود ہی پھر ابن طولون نے وہیں کیوں نہ اقامت اختیار کی ہے؟"

زکریا "اسکی وجہ یہ ہے کہ ابن طولون کو اہل فسطاط سے اپنی جان کا خوف ہے۔ وہاں
جو لوگ رہتے ہیں وہ اُس کو پسند نہیں کرتے اسی وجہ سے ابن طولون نے یہ شہر
آباد کیا جو قلعوں سے زیادہ مشابہت رکھتا ہے۔ رہا روپیہ تو اسکے متعلق کچھ نہ پوچھو۔
کیا تم کو ان قطائع کے پہلو میں ایک شاندار عمارت نظر نہیں آتی۔ اسے غور سے دیکھو"

ومیانہ "ہاں میں دیکھ رہی ہوں کیا اسے بھی ابن طولون نے تعمیر کیا ہے؟"

زکریا "ہاں لیکن یہ قصر نہیں ہے بلکہ بارستان ہے۔ کہو تم اس لفظ کے معنی جانتی ہو؟"

ومیانہ "نہیں میں نے تو یہ لفظ آج تک سنا بھی نہیں"

زکریا "سچ کہتی ہو اور اسکا سبب یہ ہے کہ اس ملک میں کبھی اسطرح کی کوئی مثال
قائم نہیں ہوئی۔ بہر کیف یہ ایک مکان ہے جسمیں مریضوں کا علاج کیا جاتا ہے"

ومیانہ "اچھا تو ابن طولون نے یہ مکان اس غرض سے بنایا ہے؟"

زکریا "ہاں اور اسطرح اُسنے غربا پر بڑا احسان کیا ہے"

ومیانہ "اس عمارت کے بننے میں تو بڑا روپیہ صرف ہوا ہوگا لیکن حکام تو ہمیشہ
فقر کی شکایت کرتے ہیں اور رعایا پر اسی وجہ سے ٹیکس باندھتے ہیں"

زکریا "صاحبزادی یہ شفاخانہ رعیت کے مال سے تعمیر نہیں کیا گیا ہے بلکہ ابن طولون
نے اس میدان میں ایک خزانہ پایا جسمیں ایک کرور اشرفیاں تھیں لہذا اُسمیں سے
روپیہ لیکر اُسنے یہ شفاخانہ بنوا دیا تاکہ اسطرح خدا کا شکر ادا کرے۔ ابن طولون
کو اسکی اصلاح و ترقی کا بڑا خیال ہے۔ اسمیں اطبا ملازم ہیں اور اُسکا حکم ہے کہ

ابن طولون نے ان تحائف کو واپس کر دیا اور کہا کہ انکی بجائے یہ نوجوان مجھکو دے دو۔ ابن المدبر تعمیل حکم پر مجبور ہوا اور یہ نوجوان ابن طولون کی خدمت میں خدمت میں حاضر کر رہے؟

زکریا نے اپنی گفتگو ختم ہی کی تھی کہ دمیانہ نے ابن طولون کو اپنے گھوڑے پر سوار آتے ہوئے دیکھا۔ امیرانہ لباس زیب تن تھا۔ چہرہ سے ہیبت ٹپکتی تھی اور حرکات و سکنات سے عقل و [illegible] ظاہر ہوتی تھی۔ لیکن اسکے باوجود وہ لوگوں کیطرف متوجہ ہوتا تھا اور تبسم کرتا تھا۔ لوگ اسکی زیارت کیلیے ٹوٹے پڑتے تھے خاصکر عوام اور بازاری اشخاص جنکو اسطرح کا موقع بہت کم ملتا تھا۔

ابن طولون تنہا دروازہ سے نکلا۔ اور دمیانہ کا دل اس خیال سے دھڑکنے لگا کہ دیکھیے اب اسکے بعد کون ہوتا ہے۔ چنانچہ ابن طولون کے بعد ایک کمسن نوجوان فاخرہ لباس زیب تن کیے ہوئے گھوڑے پر سوار تھا۔ دو غلام اسکے ہمرکاب تھے جو سرخ رنگ زری کی وردی پہنے ہوئے تھے۔ دمیانہ کو امید تھی کہ ابن طولون کے بعد سعید ہوگا لیکن سعید کی جگہ اس نوجوان کو دیکھکر وہ متعجب ہوئی اور اس نے زکریا سے پوچھا کہ "یہ کون ہے؟"

زکریا:۔ یہ خمارویہ بن احمد ہے۔ یہ ابن طولون کا سب سے زیادہ حسین اور اسکے نزدیک سب سے زیادہ عزیز فرزند ہے۔ تم اسکی کمسنی پر نہ جانا یہ بڑا بہادر اور شکار کا شائق ہے زیادہ تر شیر کا شکار کرتا ہے۔ جہاں کسی درندہ کا حال سن پاتا ہے کہ اسکے شکار کو ضرور جاتا ہے۔ اگر شکار صحیح سالم مل گیا تو اسکو کٹھرہ میں رکھتا ہے چنانچہ اسکے قصر میں بہت سے درندہ پلے ہوئے ہیں۔

زکریا نے اسقدر کہنے کے بعد دیکھا کہ دمیانہ اسکی گفتگو پر کچھ متوجہ نہیں کیونکہ اسکی نگاہ دروازہ پر لگی ہوئی تھی۔ اسکے جوش کا عالم نہ پوچھو جب اس نے

تھی اور سعید کبھی ابن طولون کے گھوڑے کے پیچھے روپوش ہو جاتا تھا اور کبھی نظر آنے لگتا تھا۔

وہ اسطرح دیکھ رہی تھی کہ اُسنے دیکھا کہ ابن طولون کا گھوڑا ایکایک گر پڑا اور ابن طولون فرش زمین پر آ رہا۔ یہ دیکھکر دمیانہ کا دل قابو سے باہر ہونے لگا اور بے اختیار اُسکی زبان پر آیا در جنابِ مسیح خیر جناب عذرا خیر" اُسے خوف پیدا ہوا کہ گھوڑا کہین سعید پر نہ جا گرے اور نقصان پہونچائے۔ چند لمحون کے بعد اُس نے دیکھا کہ ابن طولون اُٹھا لیکن اُس کی ٹوپی سر سے اُتر گئی تھی اور اُسکا لباس خاک آلودہ ہو گیا تھا۔

ابن طولون نے فوراً سپاہیون کو اشارہ کیا اور انھون نے سعید کو گرفتار کر کے اُس کے کپڑے پھاڑ ڈالے اور اُس کے تازیانے لگائے جانے لگے۔ دمیانہ کو معلوم ہو رہا تھا کہ یہ تازیانے اُس کے لگ رہے ہین۔ وہ یکایک اُٹھ بیٹھی اور اپنے منھ پر طمانچے مارنے لگی اور کہنے لگی " ہائے افسوس، یہ کیا کر رہے ہین، سعید کو مارتے ہیں۔ ہائے افسوس"

اس کے بعد دمیانہ بالکل آپے سے باہر ہو گئی۔

زکریا خود بھی دیکھ رہا تھا کہ سپاہی سعید کو مار رہے ہیں اور اس سے دمیانہ کو جھٹلانے سے کوئی فائدہ نہ تھا تاہم اُس نے کہا۔

زکریا" میں دیکھ رہا ہوں کہ یہ لوگ سعید کو مار رہے ہیں۔ مجھے یہ معلوم ہو رہا ہے کہ یہ مار میرے دل پر پڑ رہی ہے۔ اس کا بڑا ہوا سے کیون مارتے ہیں۔ افسوس کیا ایک ماہر فن کا یہی صلہ ہے؟"

زکریا نے دمیانہ کا ہاتھ تھامکر بیٹھا دیا اور کہا۔

زکریا" صاحبزادی، صبر کرو حقیقت حال سے تو آگاہی حاصل ہونے دو۔ اس کا کچھ

نہ کچھ سبب ضرور ہی عقل اور صبر سے کام لو جیسا کہ مجھسے تم نے وعدہ کیا ہی"

جب لوگ سعید کو مارنے سے فارغ ہوے تو انھون نے اُسے باندھ لیا اور قید خانہ کی طرف لے چلے۔ دمیانہ یہ سب کچھ دیکھ رہی تھی اور خون اُس کی رگون مین منجمد ہو گیا تھا۔ تاہم جب اُس نے سعید کو زندہ اور چلتے ہوئے دیکھا تو کسیقدر اُس کے حواس درست ہوے۔ کیونکہ اُسے خوف تھا کہ شاید سعید مار کے صدمہ سے جان بر نہ ہو سکے۔ اسوقت زکریا نے دمیانہ کے پاس آکر کہا۔

زکریا "جبتک وہ زندہ ہی اُس وقت تک اُس کی رہائی کی اُمید باقی ہی"

پھر زکریا نے دمیانہ سے اجازت چاہی تاکہ وہ باہر اس واقعہ کا سبب دریافت کرے۔ دمیانہ نے کہا کہ "جاؤ ہاں جاؤ" لیکن پھر اُسنے کہا۔

دمیانہ "نہیں نہیں۔ مین یہاں تنہا نہیں رہونگی کیونکہ وہ ناپاک آتا ہوگا نہیں نہیں مجھے اپنے ساتھ لیے چلو۔ مجھے دیر میں پہونچا دینا میرے لیے وہی سب سے اچھی جگہ ہی"

دمیانہ یہ کہکر زار زار رونے لگی۔ زکریا کو یہ معلوم ہو رہا تھا کہ گویا تیر اُس کے دل پر لگ رہے ہیں لیکن اُس نے اپنے کو سنبھالا اور دمیانہ سے کہا۔

زکریا "یہ مناسب نہیں کہ تم اس درجہ مایوس ہو"

زکریا دمیانہ سے یہ کہکر باہر جانے کا ارادہ کر رہا تھا کہ اُسے کسی آنیوالے کی آہٹ محسوس ہوئی اور دمیانہ یہ محسوس کرکے کہ اسطفانوس آرہا ہی اور بھی مضطرب ہوئی۔ اور اپنے دل میں ڈرنے لگی۔ وہ چاہتی تھی کہ اپنے آپکو کمرہ کے دروازہ سے گرا دے لیکن اتنے مین اسطفانوس اندر آگیا۔ اور دمیانہ ایک بت کی طرح اپنی جگہ پر ساکن و ساکت رہ گئی۔

اسطفانوس کے چہرہ پر اس وقت مسرت کے آثار ظاہر ہو رہے تھے اگرچہ وہ افسوس کا اظہار کرنا چاہتا تھا۔ دمیانہ نے جب اُسے دیکھا تو یہ محسوس کیا کہ گویا ایک

تیر اُس کے دل پر لگا۔ اور انتقام و شماتت اُس کے چہرہ سے آشکار و تھی۔ لہذا اُس نے دروازہ کیطرف اپنا منھ پھیر لیا۔ ایک ستون سے سر لگا لیا۔ اور رومال سے آنسو پونچھنے لگی۔

باب ۲۹

شماتت

زکریا گرمجوشی کے ساتھ اسطفانوس سے پیش آیا اور اس سے اُس کا مقصد یہ تھا کہ سعید کے واقعہ کے متعلق شاید کوئی نئی بات معلوم ہو سکے۔

اسطفانوس دمیانہ کی طرف بڑھا اُسکے انداز سے بڑی مہربانی ظاہر ہو رہی تھی لیکن جب اُس کی نگاہ دمیانہ پر پڑی تو اُسے روتے ہوئے دیکھا۔ دمیانہ کو روتے ہوئے دیکھکر اُس نے تعجب کا اظہار کیا اور کہا۔

اسطفانوس :- دمیانہ کو کیا ہوا، یہ کیوں روتی ہیں۔ خدا اپنا فضل کرے۔ کہیں درد ہے؟ کوئی شکایت ہے؟ کہو، میں بسر و چشم حاضر ہوں۔ اگر طبیب یا دوا کی ضرورت ہو تو فوراً حاضر کی جائے۔

اس مہربانی کا نتیجہ صرف یہی ہو سکا کہ دمیانہ اور زیادہ رونے لگی کیونکہ وہ اس مہربانی کے معنی سمجھتی تھی۔ لیکن وہ بالکل خاموش رہی دمیانہ کو خاموش دیکھکر اسطفانوس زکریا کی طرف مخاطب ہوا اور کہا۔

اسطفانوس :- زکریا مجھے بتاؤ تم جانتے ہو کہ مجھے دمیانہ کا کسقدر خیال ہے معلم مرقس کہاں ہے؟ آخر اُس کے رونے کا سبب کیا ہے؟

زکریا "مجھے معلوم نہیں کیا سبب ہے۔ میں صرف اسقدر جانتا ہوں کہ ہم موکب کو دیکھ رہے تھے کہ یکایک میں نے انھیں روتے ہوئے دیکھا میں نے سبب پوچھا تو انھوں نے کچھ جواب نہیں دیا۔ اب ہم لوگ دیر جا رہے تھے تاکہ صاحبزادی آرام کریں۔ شاید بیٹھے بیٹھے ان کا جی گھبرا گیا ہو۔"

اسطفانوس (دمیانہ) "شاید تم نے وہ واقعہ دیکھا ہے جو تمھارے مسکین ہمسایہ کو پیش آیا ہے۔ اور حق ہمسایگی کی وجہ سے تمھارا دل رنجیدہ ہوا۔"

دمیانہ نے جب یہ الفاظ سنے جو ملامت اور شماتت سے لبریز تھے تو اس نے اسطفانوس کے زجر و توبیخ کا ارادہ کیا لیکن اس خیال سے کہ شاید اسطفانوس سے کوئی نئی بات معلوم ہو خاموش رہی۔ زکریا نے اسطفانوس سے کہا۔

زکریا "آپ کی مراد کس مسکین سے ہے؟"

اسطفانوس "یہی تمھارا ہمسایہ سعید الخیر۔ تم نے دیکھا نہیں اس کے ساتھ کیا کیا؟"

زکریا "کیا کیا؟"

اسطفانوس سے ہنسکر دمیانہ کی طرف دیکھا تاکہ اس کے چہرہ کا چڑھاؤ اُتار معلوم کرے لیکن وہ اپنے آنسو پوچھنے اور کپڑون کے سنبھالنے مین مصروف تھی۔

اسطفانوس "گورنر صاحب اُسے صلہ دینا چاہتے ہین لیکن صلہ کے بجائے پانچسو تازیانوں کا حکم دیا اب اُسے طوق و زنجیر پہنا کر قیدخانہ لے گئے ہیں۔"

زکریا (یہ ظاہر کرتے ہوے کہ اس نے کچھ دیکھا نہیں) "یہ کیون۔ آخر اس غضب کا سبب کیا ہے؟"

اسطفانوس "اس کا سبب یہ ہے کہ سعید کی ایک مکاری معلوم کرلی گئی جس کے ذریعہ سے اُس نے ابن طولون کی جان لینے کا ارادہ کیا تھا۔"

زکریا "مکاری؟ مکاری کیسی؟"

اسطفانوس: "جس وقت ابن طولون گھوڑے پر سوار نہر کی تعمیر کا معائنہ کر رہا تھا وہ ایک ایسی جگہ پہونچا جو اوپر سے ہموار تھی لیکن اُس کے اندر گڑھا تھا اور گڑھے پر کمزور لکڑیاں رکھکر بالائی سطح کو ہموار کر دیا گیا تھا۔ ابن طولون جیسے ہی اُس جگہ پہونچا کہ گھوڑے کے پاؤں اندر دھنس گئے اور گھوڑے کے گرنے سے ابن طولون بھی گر گیا چنانچہ یہ سمجھا گیا کہ ابن طولون کو ہلاک کرنے کے لیے اُس نے یہ حرکت کی لہذا ابن طولون نے فوراً سپاہیوں کو حکم دیا۔ سپاہیوں نے سعید کے کپڑے پھاڑ ڈالے اور پانچسو تازیانے لگائے۔ پھر طوق و زنجیر پہنا کر اُسے قید خانے لے گئے نہیں کہا جا سکتا کہ اب اُس کا انجام کیا ہوگا۔"

دمیانہ نے جب اسطفانوس کی یہ گفتگو شماتت کے لہجہ میں سُنی تو اُس سے ضبط نہ ہو سکا اور بے اختیار کہنے لگا۔

دمیانہ: "سعید اس طرح کی غداری کا مرتکب نہیں ہو سکتا۔ اس معاملہ میں ضرور غلط فہمی ہوئی ہے۔"

اسطفانوس: "غلط فہمی ہوئی ہے یا نہیں ہوئی ہے یہ مجھے معلوم نہیں لیکن اس مسکین بدنصیب کے پانچ سو تازیانے لگائے گئے اور اب اُسے قید خانے لے گئے ہیں۔ اُس کے زندہ رکھے جانے کی بہت کم اُمید ہے اسمیں شک نہیں کہ اُسکا حال سنکر دل خون ہوتا ہے اور اگر تم اُسپر رو رہی ہو تو میں تمھیں ملامت نہیں کرتا۔"

اسطفانوس اتنا کہکر اپنے شانے ہلانے اور اظہار افسوس کرنے لگا لیکن دمیانہ نے جب یہ دیکھا کہ وہ سعید کی تحقیر کرنی چاہتا ہے اور اُسے مسکین کہہ رہا ہے تو اُس کا غم شجاعت سے بدل گیا اور کہنے لگی۔

دمیانہ: "میرے خیال میں تو سب کو اسپر تاسف کی حاجت نہیں ہے۔ عنقریب اُس کی جرأت ظاہر ہوگی اور بادشاہ کا تقرب اُسے حاصل ہوگا۔ ابن طولون نے جو کچھ کیا ہے اپنے

وقتی غصہ کی وجہ سے کیا ہے۔"

دمیانہ یہ باتیں کہہ رہی تھی اور غصہ وغم سے کانپ رہی تھی اس وقت نہ تو اُسمین اُٹھنے کی طاقت تھی اور نہ وہ ان باتون کے سننے کی روادار تھی۔ تاہم وہ کوشش کر کے اُٹھی اور دروازہ کی جانب بڑھی۔ زکریا بھی اُس کے ہمراہ روانہ ہوا۔ لیکن اسطفانوس نے بڑھکر کہا۔

اسطفانوس "کیا مین دیر تک پہونچانے کے لیے چلون کیا یہ مناسب نہ ہوگا کہ تم میرے ساتھ میرے گھر چلو کیونکہ وہ دیر کی بہ نسبت قریب ہے۔"

دمیانہ نے اسطفانوس کی بات کا جواب نہین دیا اور بدستور چلتی رہی۔ زکریا اور اسطفانوس اُس کے پیچھے تھے۔ آخر اسطفانوس نے پھر کہا۔

اسطفانوس "میرے خیال مین دمیانہ میرے گھر کے راستہ کو دور سمجھینگی چاہے وہ کتنا ہی قریب کیون نہو۔"

لیکن میں چاہتا ہوں کہ اُسکی نظر مین یہ راستہ کم نظر آئے خواہ وہ زیادہ ہی کیون نہو کیونکہ اگر ایسا ہوا تو وہ چلنے سے تھک جایا کرینگی حالانکہ انھین ایک نہ ایک دن اس راستہ پر چلنا ہے۔"

اسطفانوس یہ کہکر ہنسا۔ دمیانہ سمجھ گئی کہ وہ شادی کا زمانہ قریب آنے کی طرف اشارہ کر رہا ہے لیکن وہ خاموش رہی وہ چلی جا رہی تھی۔ زکریا اُسکے ساتھ تھا حتی کہ وہ قبۃ الھوا سے باہر نکل آئی لیکن راستہ ہی مین اُسے مرقس مل گیا۔

دمیانہ نے اُس سے سلام کیا اور ظاہر کیا کہ اُسکے سر مین درد ہو رہا ہے۔ دمیانہ کی آنکھون میں آنسو بھرے ہوئے تھے۔ مرقس سمجھ گیا کہ اس رونے کی وجہ کیا ہے لیکن اُس نے اسکے متعلق کچھ سوال نہیں کیا۔

مرقس "چلو نا معلم خنا کے گھر چلین کیونکہ وہ دیر معلقہ کی نسبت زیادہ قریب ہے۔"

دمیانہ نماز مین مصروف تھی لیکن اُسکے آنسو رخسارون پر گر رہے تھے اُس نے خدا سے دعا مانگی کہ وہ اُسکے عاشق کو مصیبت سے رہائی دے اور مکارون نے اُسکو جس بلا مین مبتلا کر دیا ہی اُس سے نجات عطا کرے دمیانہ نے خدا کی بارگاہ مین التجا کی کہ وہ اُسکے باپ کو ہدایت دے تاکہ وہ اُسے اسطفانوس کے ساتھ شادی کرنے پر مجبور نہ کرے۔ آخر مین دمیانہ نے رو رو کر کہا۔

"خدایا مین کمزور ہون اور وہ زبردست ہین۔ خدایا میرے دل مین وہ بات پیدا کر جو تیری خوشنودی کا باعث ہو خدایا مجھے اسطفانوس سے محبت نہین پس کیا یہ ایک گناہ ہی۔ اگر تیری نظر مین یہ گناہ ہی تو میرے دل مین اسطفانوس کی محبت پیدا کر۔ خدایا سعید ایک مرد صالح ہی اگر مین غلطی پر ہون تو اُسے میرے دل سے دور کر دے"

دمیانہ عالم تنہائی مین زار زار رو رہی تھی اور گرجا مین کوئی اُسکی یہ باتین سننے والا نہین تھا۔ تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد اُس نے پھر کہنا شروع کیا۔ "خدایا مجھے تو یہی معلوم ہوتا ہی کہ تو نے سعید ہی کو میری قسمت مین لکھا ہی پس اگر واقعی یہی بات ہی تو اُسے اس مصیبت سے نجات دے۔ خدایا اُسے نجات دے جسطرح تو نے اپنے برگزیدہ بندون کو نجات دی ہی۔ ان ظالمون کے دل کو بدل دے۔ مین تجھے تیرے بیٹے کے خون کا واسطہ دیتی ہون۔ مین ایک غریب مظلوم اور شکستہ لڑکی ہون۔ میری دستگیری کر۔ مجھے ہدایت کر کہ مین کیا کرون۔ مین تیری نافرمانی نہین کرنا چاہتی۔ مین صرف تیری خوشنودی چاہتی ہون"

اتنا کہکر دمیانہ خاموش ہوگئی اور اپنے آنسو پونچھنے لگی۔ اُسے یہ محسوس ہوا کہ گویا ایک بڑی خوشی اُسکے دل پر چھا گئی ہی اور ایک فرشتہ غیب اُسکے کان مین کہہ رہا ہی "دمیانہ خوف نہ کر اللہ تجھے نہین چھوڑے گا"

اب دمیانہ اُٹھی۔ اُس نے اپنے آنسو پونچھے اور گرجا سے باہر آئی۔ زکریا دروازہ پر کھڑا ہوا تھا۔ سر جھکائے ہوئے تھا اور اُسکے چہرہ سے حزن و ملال کے آثار ظاہر تھے جب زکریا نے دمیانہ کیطرف دیکھا تو وہ مسکرائی اُسکا چہرہ چمک رہا تھا اُسکا دل مطمئن ہو گیا تھا اور اُسکا رنج و غم دور ہو چکا تھا۔

زکریا نے محسوس کیا کہ یہ نماز کا ثمرہ ہے پس وہ دمیانہ کی طرف بڑھا کر اور مسکرا کر کہنے لگا۔

زکریا "صاحبزادی خدا پر بھروسہ کرو وہی مظلومون کا مددگار ہے"

دمیانہ "اور کس پر بھروسہ کرونگی۔ خدا مجھکو نہیں چھوڑیگا اور مجھ سے جدا نہ ہوگا"

زکریا "تم میری ایک بات سنوگی جسے مین تم سے تنہائی مین کہنا چاہتا ہون"

دمیانہ "بہتر ہے"

دمیانہ اپنے کمرہ مین گئی اور زکریا بھی اُسکے ساتھ ساتھ گیا۔ کمرہ مین پہونچکر دمیانہ نے زکریا سے کہا "کہو کیا کہتے ہو؟"

زکریا "مین کوئی ایسی بات کہنے والا نہین ہون جس سے تم واقف نہو۔ یہ بتاؤ کہ مجھپر تم کو اعتماد ہے؟"

دمیانہ "کیون نہین، کیا زکریا تمھارے سوا میرا کوئی اور بھی ہے ماں باپ بھائی بہن کی جگہ تمھین ہو۔ مین نے اس مصیبت کے موقع پر تمھاری طرف سے جو خلوص و محبت دیکھی ہے وہ اسکی شاہد ہے کہ خدا نے مجھے ان عزیزون سے محروم نہین کیا ہے۔

زکریا "تمھارے والد عنقریب آیا چاہتے ہین اور وہ تمھاری شادی مین عجلت کرینگے پس اگر تم نے اس بات سے نفرت ظاہر کی اور سرکشی کی ——"

دمیانہ۔ (بات کاٹکر) "تو تم چاہتے ہو کہ مین اُنکا کہنا مان لون"

زکریا "ہرگز نہین، یہ مین نہین چاہتا لیکن مین کہتا ہون کہ شہد سے کام چلے تو

دونون مین سے ایک کا بھی سامنا نہین کرنا چاہتین۔ کیا مین اُنسے کہدون کہ تم نہین آسکتین "

دمیانہ " کہدو "

رئیسہ " مین نے تم مین ایک بات دیکھی جو مجھے اس خیال سے اچھی نہین معلوم ہوئی کہ تم ایک عقلمند اور پرہیزگار لڑکی ہو۔ کتاب اللہ کو سمجھتی ہو اور مسیحیون کے فرائض سے واقف ہو "

دمیانہ " آپ مجھے بتائین کہ وہ کیا بات ہی ؟ "

رئیسہ " دمیانہ تم کو یہ نہین چاہیے کہ اپنے والد کو ناراض کرو۔ خدا نے ہمکو والدین کی عزت کا حکم دیا ہی "

دمیانہ " مین نے اپنے والد کو ناراض نہین کیا۔ آخر مین نے اُنھین کیا ناراض کیا ؟ "

رئیسہ " مین قرائن سے اب سمجھ رہی ہون، مین جانتی ہون کہ تمھارے والد ایک بڑے شخص کے ساتھ تمھاری شادی کرنا چاہتے ہین اور تم انکار کر رہی ہو "

دمیانہ " جو لڑکی شادی سے انکار کرے وہ گناہگار رہی ؟ "

رئیسہ سمجھی کہ دمیانہ رہبانیت کی طرف اشارہ کر رہی ہی۔

رئیسہ " ہان صرف اس حالت مین کہ وہ تارک الدنیا اور راہبہ بننا چاہتی ہو "

دمیانہ " اور آپ نے یہ کیسے سمجھا کہ مین ایسا نہین چاہتی عنقریب ایسا ہونیوالا ہی (زکریا کی باتین یاد کر کے) جو کچھ ہوتا ہی وہ خدا اور مسیح کے الہام سے ہوتا ہی جب خدا کوئی بات چاہتا تو اُسکی مشیت سے مفر کی صورت نہین "

رئیسہ نے دمیانہ سے یہ باتین سُنکر اُسکے سر کو بوسہ دیا اور کہا۔

رئیسہ " یہ تمھارے عنصر کی پاکیزگی اور تمھاری پرہیزگاری کا اثر ہو مگر اب تمھارے والد آئے ہین اور اُنکے ساتھ پادری صاحب بھی ہین اور دونون

کا شکریہ ادا کرو"

دمیانہ نے پادری کے ہاتھ کو بوسہ دیا پادری نے دمیانہ کے سر کو بوسہ دیا اور رخصت ہوا۔ رئیسہ اور مرقس نے تھوڑی دور پادری کی مشایعت کی۔ رئیسہ جب واپس آئی تو ہنس رہی تھی اُس نے دمیانہ کو گلے سے لگا کر کہا۔

رئیسہ "معلوم ہوتا ہے کہ میری گفتگو نے تم پر اثر کیا"

مرقس پادری کو رخصت کر کے واپس آیا تو اُس نے دمیانہ سے کہا۔

مرقس "بیٹی خدا تم کو برکت دے۔ مجھے ابتدا سے تم سے یہی اُمید تھی اچھا اب میں جاتا ہوں تاکہ جلسہ کے متعلق ضروری انتظامات کروں۔ کل صبح انشاء اللہ میں واپس آؤنگا اور سرقون میں حرکت کرونگا"

مرقس یہ کہکر رخصت ہو گیا۔

باب ۳۲

دمیانہ کیا ہوئی

دمیانہ جب تنہا ہوئی تو ان باتوں پر غور کرنے لگی۔ اسوقت اُسے زکریا کا انتظار تھا تاکہ اُس سے یہ سب حال بیان کرے لیکن وہ موجود نہ تھا۔ اُس نے سارا دن سخت انتظار میں بسر کیا۔

مرقس سیدھا اسطفانوس کے پاس پہونچا اور اُسے دمیانہ کی رضامندی سے آگاہ کیا۔ اسطفانوس نے سمجھا کہ دمیانہ اُسی وقت اُسکے ساتھ شادی کرنے پر رضامند ہوئی جب سعید کی طرف سے مایوس ہوئی لہذا اُسنے ارادہ کیا کہ اس سے

صرف زیارت یا نذر کے لیے جاتی تو کیا اپنے ساتھ کپڑے بھی لے جاتی - اور رات کو بھی وہان رہتی اور ابتک نہ آتی - حالانکہ اب دوپہر قریب ہی - اس ملعون نوبی نے اسکو بہکایا اور فرار پر آمادہ کیا - لیکن ـــــ "

مرقس یہ کہکر سیدھا اسطفانوس کی طرف روانہ ہوا لیکن اسطفانوس اُسے دیر کے دروازہ ہی پر مل گیا - کیونکہ وہ شادی کے انتظامات مین مدد دینے کے لیے آیا تھا - مرقس نے اسطفانوس سے کل واقعہ بیان کیا - اور کہا کہ یہ سب کچھ زکریا کے اغواسے ہوا ہی -

اسطفانوس " اس نوبی پر الزام نہ رکھو - دمیانہ کی حالت مین کوئی فرق پیدا نہین ہوا - لیکن مین اُسے بتاؤنگا کہ اسطفانوس کون ہی - اور اُسکے سیاہ فام خادم کو بھی بتاؤنگا - خیر اب اسکا انتظام کرنا چاہیے "

یہ کہکر اسطفانوس دیر سے چلا گیا مرقس بھی اُس کے ہمراہ ہولیا - یہ دونون سیدھے قطائع کی طرف روانہ ہوے اور کوتوال سے بیان کیا کہ ایک خادم معلم مرقس کی لڑکی کو ساتھ لے کر فرار ہوگیا ہی - چونکہ کوتوال معلم حنا کی وجہ سے اسطفانوس کی عزت کرتا تھا اُس نے اسطفانوس کی خواہش کے مطابق تفتیش کا انتظام کر دیا - اور گرجاؤن - مکانات اور دیرون مین تلاش کرنے کے لیے آدمیون کو مقرر کیا - اطراف فسطاط اور عیسائیون کے مکانات کا خاص طور پر خیال رکھا گیا کیونکہ سب کی راے یہ تھی کہ زکریا کو انکے سوا اور کہین پناہ نہین مل سکتی اُس زمانہ مین پولیس کا دستور تھا کہ کسی مفرور یا مال مسروقہ کا بہانہ رکھکر لوگون کے مکانات کی تلاشی لیتے تھے اور اسطرح لوٹ کا ایک اچھا ذریعہ اُنکے ہاتھ آتا تھا - چنانچہ پولیس کے ادمیوں نے جب لوگون کی خانہ تلاشی لی تو آبادی مین بڑا شور بلند ہوا - لوگ متحیر تھے کہ یہ ظلم و غارتگری کا زمانہ دوبارہ کیونکر عود کر آیا کیونکہ

ابن طولون نے ان باتون کی سخت بندش کی تھی - اور لوگ اپنے جان مال کیطرف سے ہر طرح مطمئن تھے۔

مرقس اور اسطفانوس پولیس کے ساتھ ساتھ رہے اور قریب کے جن مکانات مین اُنھین اشتباہ تھا وہان جستجو کی اور آدمیون کو اچھی طرح تفتیش کرنے کی ترغیب دیتے رہے —

پولیس کی ان بے احتیاطیون کا نتیجہ یہ ہوا کہ لوگ سخت پریشان ہوگئے اور اپنے دل مین کہتے تھے کہ کیا جور وستم کا زمانہ مصر مین پھر واپس آگیا ہے آخر بعض اہل وجاہت ابن طولون کی خدمت مین حاضر ہوے اور پولیس کی اس زیادتی کی شکایت کی چنانچہ ابن طولون اس سے بہت خفا ہوا اور اُس نے فوراً کوتوال کو تنبیہ کی کہ اپنے آدمیون کو اس تعدی سے روک دے لیکن ابن طولون کے احکام کی جسوقت تعمیل کی گئی جب اہل پولیس اپنا کام ختم کر چکے - پولیس کی اس تمام تفتیش سے کوئی نتیجہ نہین نکلا اور دمیانہ و زکریا کا کچھ سراغ نہین ملا -

باب ۳۳

حلوان

دمیانہ زکریا کے ساتھ فرار ہو کر اُس مکان مین پہونچی جسے زکریا نے پہلے سے ٹھیک کر رکھا تھا کیونکہ کل شام کو وہ اسی فکر و تدبیر مین غائب رہا تھا - اسکی وجہ یہ تھی کہ زکریا نے جب مرقس اور پادری کو دمیانہ سے گفتگو کرتے ہوے دیکھا تو عقل سے سمجھ لیا کہ یہ لوگ شادی کی رسوم جلد سے جلد ادا کرنا چاہتے ہین - الغرض وہ

حصۂ ملک کو آباد کرنا چاہتا تھا۔ چنانچہ یہ مکان نسلاً بعد نسلٍ ان لوگون مین چلا آرہا تھا۔

زکریا قعدان کو عرصۂ دراز سے جانتا تھا اور اُسکی دوستی پر کامل اعتماد رکھتا تھا۔ علاوہ برین اُسے یہ بھی خیال پیدا ہوا کہ قعدان اپنے بال بچون کے ساتھ رہتا ہے اس لیے عورتون سے دمیانہ کو دلبستگی بھی ہوگی اور اگر وہ اسکو تنہا چھوڑ کر کسی ضرورت سے باہر آئیگا تو اسکا دل مطمئن رہے گا۔

الغرض زکریا دوسرے دن صبح کو دمیانہ کے ساتھ حلوان کو روانہ ہوگیا لیکن اس نے عام راستہ چھوڑ کر صحرائی راستہ اختیار کیا۔ اثناے راہ مین دمیانہ نے زکریا سے کہا۔

دمیانہ "زکریا تم دیکھتے ہو کہ مین نے اپنے آپکو تمھارے سپرد کر دیا ہے۔ تم جہان چاہو مجھے لے جاؤ۔ مین تم سے وجہ اور سبب بھی نہین دریافت کرتی"

زکریا "صاحبزادی۔ تم مطمئن رہو مین تم کو آرام پہونچانے کے لیے اپنی جان قربان کرنے کو طیار ہون۔ تم کو بے صبری نہ کرنی چاہیے تمھاری خوشی کے لیے ہر طرح کی کوشش مین مصروف ہون"

دمیانہ "اب ہم کہان جارہے ہین؟"

زکریا "حلوان، اسکی آب و ہوا بہت اچھی ہے۔ وہان ہمارے تفتیش کرنیوالون کا خیال بھی نہین پہونچ سکے گا۔ وہان تمھین عورتین بھی مل سکینگی جنکو دیکھکر تم خوش ہوگی۔ یہ ایک بڑوی خاندان ہے"

دمیانہ "اور اسکے بعد؟"

زکریا "اسکے بعد —— (سر جھکا کر سوچنے لگا) ہماری مصیبتون کا خاتمہ ہو جائیگا اور اسکا ہم کو انتظار کرنا چاہیے لیکن مین ایک دن یا دو دن غیر حاضر رہونگا کیونکہ

مجھے ایک ضروری کام درپیش ہے اسکے بعد مین تمھارے پاس واپس آؤنگا اور کیا عجب ہے کہ ایک خوشخبری مین اپنے ساتھ لاؤن "

دمیانہ "تم مجھے چھوڑ دوگے اور دو دن غائب رہوگے؟"

زکریا "مین جانے پر مجبور ہون کیونکہ مجھے ایک ضروری کام درپیش ہے اور اس کام پر ہماری کامیابی منحصر ہے۔ اور اسی صورت سے ہم اپنے دشمنون پر فتح پائینگے رہا تمھارا تنہا رہنا تو اسمین کوئی حرج نہین "

دمیانہ یہ سنکر خاموش ہوگئی۔ تھوڑی دیر کے بعد یہ لوگ حلوان پہونچ گئے۔ حلوان مین بہت کم آبادی ہے اور وہ صرف چند مکانات کا ایک مجموعہ ہے۔ زکریا ایک مکان کے پاس پہونچکر اپنے گدھے سے اُتر پڑا۔ مکان کا مالک کتون کے بھونکنے سے پہلے ہی سمجھ گیا تھا کہ کوئی آیا ہے اور جب اُس نے زکریا کو دیکھا تو پہچانکر بڑی گرمجوشی کے ساتھ خیر مقدم کیا۔ زکریا نے قعدان سے کہا۔

زکریا "ہم لوگ صعیدہ جا رہے ہین۔ مجھے تمھاری ملاقات کا بہت اشتیاق تھا اس لیے مین نے سوچا کہ آجکی رات یہین ٹھہر جاؤن۔ میرے ساتھ یہ صاجزادی ہین جنکے ہمرکاب مین جا رہا ہون "

قعدان "نہین بلکہ تم چند روز یہین ٹھہروگے "

قعدان نے اپنے لڑکون کو آواز دیکر کہا کہ مہمانون کو ٹھہراؤ۔ دمیانہ جب گھر مین پہونچی تو قعدان کی بیوی اُس سے بڑے تپاک کے ساتھ پیش آئی دمیانہ ان لوگون سے ٹوٹی پھوٹی عربی بولتی تھی۔

دوسرے دن زکریا نے کہا کہ اب مین اپنے کام کو جاتا ہون۔ قعدان سے اُس نے دمیانہ کے متعلق ہدایت کی۔ جسکے جواب مین قعدان نے کہا کہ تم بالکل مطمئن رہو ہم اپنی جان اُسپر فدا کر دینگے۔ اب وہ گھر کی مالک اور ہم سب اُسکے

مہمان ہین زکریا نے جانے سے پہلے دمیانہ سے کہا" اب مین جاتا ہون اور دو تین دن مین واپس آجاؤنگا کہو تم ان لوگون سے مانوس ہو گئین ؟"

دمیانہ" مجھے خیال بھی نہ تھا کہ عرب اس درجہ خلیق اور مہمان نواز ہوتے ہین مین تو یہی سنتی تھی کہ وہ رہزن و غارتگر ہین لیکن تجربہ سے معلوم ہوا کہ نہیت بڑے بامروت اور صاحب اخلاق ہین"

زکریا" صاحبزادی جب تم کسی عرب کے گھر مین مہمان ہو جاؤ تو اسکے یہ معنی ہین کہ وہ اپنے اصول و عادات کے مطابق تمھاری حفاظت مین اپنی جان قربان کرنے کے لیے مجبور ہیں۔ اور اسے یہ لوگ حق الجوار کہتے ہین ۔ کیا تمھارا خیال ہو کہ اگر ابن طولون کی کل سپاہ آجاے تو کیا وہ اسوقت تک اسنے تم کو پا سکتی ہو جبتک یہ زندہ ہین۔ یہ لوگ مرتے دم تک اس سے لڑینگے ۔ مین نے یہ باتین تم سے اس لیے کہین کہ تم بالکل مطمئن رہو۔ اور اس خیمہ کو قلعہ سے زیادہ محفوظ سمجھو ۔ اچھا اب مجھے جانے کی اجازت دو۔ جہانتک ممکن ہو مین جلد واپس آؤنگا"

دمیانہ نے جب دیکھا کہ زکریا جا رہا ہو تو اسکا دل اُداس ہونے لگا لیکن زکریا نے اُسے بہت دلائی اور اپنے کام کی اہمیت کی وجہ سے جانے پر معذوری ظاہر کی اور کہا۔

زکریا" تمھاری خوش نصیبی میرے جانے پر موقوف ہو اور یہی ایک صورت ہو جسکے ذریعہ سے ہم اپنے دشمنون پر فتح پا سکتے ہین"

دمیانہ" خیر اگر جانے کے سوا کوئی چارہ کار نہین ہو تو جاؤ۔ خدا اور جناب مسیح تمھارے ساتھ ہون"

باب ۳۴

مخفی کارروائی

جب زکریا دمیانہ سے رخصت ہو کر چلا گیا تو عالم تنہائی مین اُسے اپنے گھر اور اپنے باپ کی یاد آئی۔ اور اپنی غربت وکس مپرسی کا احساس ہوا۔ اور اُس نے خیال کیا کہ طار النمل مین کسطرح وہ ایک مالکہ کی حیثیت سے رہتی تھی اور اُسکے گرد وپیش ملازمون کا حلقہ رہتا تھا۔

بظاہر وہ نہین کہہ سکتی تھی کہ اب اُسے اپنے گھر واپس جانے کا موقع ملے گا یا نہین۔ تاہم قعدان اور اُسکے متعلقین نے دمیانہ کو گھبرانے کا موقع نہین دیا اور گھر کا چھوٹا بڑا اُسے خوش کرنے کی فکر مین لگا رہا۔

زکریا کا حال سنیے کہ وہ بھیس بدلکر اور گدھے پر سوار ہو کر روانہ ہوا جب فسطاط پہونچ گیا تو اُسنے دریائی سفر اختیار کیا اور طار النمل پہونچا۔ یہان پہونچکر اُس نے پھر اپنے کپڑے پہن لیے اور مرقس کے مکان پر پہونچا۔ اور اُس نے ایک ایسا انداز اختیار کیا جس سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا وہ کسی خاص ضرورت سے چلا آرہا ہے۔ چونکہ زکریا کو مرقس کے گھر مین بہت اختیار حاصل تھا اس لیے نوکرون نے اُس سے کچھ باز پرس نہین کی اور وہ سیدھا گھر مین چلا گیا نوکرون اور عورتون نے زکریا کو دیکھکر مرقس اور دمیانہ کا حال پوچھا جسپر زکریا نے جواب دیا کہ وہ ابھی چند روز فسطاط مین رہینگے۔ اسکے بعد زکریا مرقس کے خاص کمرہ مین داخل ہوا جس سے وہ اچھی طرح واقف تھا اور اُسکا دروازہ اندر سے بند کرکے ایک صندوق

کھولا اور اُسمین سے ایک مہر شدہ نقرئی چونگی نکالی اور اُسے ہلاکر دیکھا اور محسوس کیا کہ جو چیز اُسمین رکھی گئی ہے وہ بدستور موجود ہے - اس چونگی کو زکریا نے اپنی جیب مین چھپا لیا - اور کمرہ سے باہر نکل آیا -

مرقس کے گھر سے نکل کر وہ ابو الحسن کے مکان پر آیا اور معلوم ہوا کہ حسب معمول وہ باغ مین ہے - زکریا باغ مین پہونچا تو ابو الحسن کے چہرہ پر اُداسی کے آثار دیکھے زکریا جانتا تھا کہ اس اُداسی کا سبب کیا ہے - کیونکہ اسمین شبہ نہ تھا کہ ابو الحسن نہر کے جلسہ مین شریک ہوا ہوگا - اور سعید کے انجام سے آگاہی حاصل کی ہوگی - زکریا کو یہ بھی معلوم تھا کہ ابو الحسن سعید کو اپنے فرزند کی طرح سمجھتا تھا - بہرکیف زکریا ابو الحسن کیطرف بڑھا اور اُسکے ہاتھ کو بوسہ دینا چاہا لیکن ابو الحسن نے اس بات سے روکا اور اُسے مرحبا کہا - اور دریافت کیا -

ابو الحسن "کیا تمھارے آقا بھی آئے ہین؟"

زکریا "نہین جناب، وہ فسطاط مین ہین - غالباً آپ بھی گئے ہونگے"

ابو الحسن "ہان مین کل رات کو واپس آیا"

زکریا "تو آپ نے وہ سب کچھ دیکھا ہوگا جو سعید کو پیش آیا"

ابو الحسن "ہان مین نے دیکھا لیکن یہ لوگ عنقریب پشیمان ہونگے"

زکریا یہ سنکر نہایت خوش ہوا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ ابو الحسن یاوہ گو نہین ہے -

زکریا "صحیح ہے - انشاء اللہ"

ابو الحسن "اُن کو پشیمان ہونا پڑے گا کیونکہ ایسا کوئی شخص نہین ہے جو اُنھین سعید سے بے نیاز کر سکے - اس ملک مین کوئی شخص انجینیری مین سعید کا مقابل نہین ہے"

زکریا "اچھا اُسے قیدخانہ مین رکھا گیا ہی"

ابوالحسن "مردون کے لیے قیدخانہ باعث ننگ نہین ہی وہ وقت کچھ دور نہین
کہ اُسے عزت و احترام کے ساتھ رہائی دیجائیگی۔

زکریا "یہ کیونکر؟ اور کب؟"

ابوالحسن "ابن طولون ایک بڑی جامع مسجد بنانا چاہتا ہی اور سعید کے سوا
کوئی شخص اُسکو نہین مل سکتا جو اُسکا خاکہ طیار کردے"

زکریا "ابن طولون کو بھی یہ بات معلوم ہی"

ابوالحسن "جب وقت آے گا تو آپ معلوم ہو جائیگا"

زکریا نے سر جھکا لیا اور اُسے محسوس ہوا کہ گویا اُسکے لیے کامیابی کا دروازہ
کھل گیا۔ اسکے بعد وہ ابوالحسن سے رخصت ہو کر مرقس کے مکان پر آیا اور
اصطبل سے ایک گھوڑا لیکر فسطاط روانہ ہوا۔ پہلے اس کے دل مین آیا کہ حلوان
پہونچکر دمیانہ کو دیکھے مگر پھر اُس نے خیال کیا کہ کام کو انجام دیکر جانا مناسب ہی۔

باب ۳۵

ابن طولون کی خیرات

زکریا فقیرون کے بھیس مین قطائع کیطرف گیا اور وہان اتفاق سے
وہ اُس وقت پہونچا جو ابن طولون کی خیرات تقسیم کرنے کا وقت تھا۔
یہ دن یوم الصدقہ کے نام سے مشہور تھا۔ اس دن قصر کے دروازے
کھولے جاتے تھے۔ جو شخص اندر آنا چاہتا تھا اُسکو روکا نہین جاتا تھا اور نہ کسی

حاصل کیا۔ اور رکھ لیا۔

زکریا اُٹھتے بیٹھتے اس نقرئی چونگی کا خیال رکھتا تھا جسے اب اُس نے اپنے گلے مین ایک ڈورا باندھکر لٹکا لیا تھا۔ اور اپنے کپڑون مین چھپایا تھا۔

اس اثنا مین زکریا نے دیکھا کہ لوگ ابن طولون کی طرف اشارہ کر رہے ہین۔ چنانچہ اُس نے جب ابن طولون کی طرف دیکھا تو وہان ایک شخص کو بیٹھے ہوے دیکھا جو لباس اور قیافہ سے معلم حنا معلوم ہوتا تھا۔ زکریا نے دیکھا کہ معلم حنا کے پاس ایک ریشمی رومال مین کچھ کاغذات بندھے ہوے تھے۔ ابن طولون اسوقت ہمہ تن معلم حنا کی طرف متوجہ تھا۔ چنانچہ معلم حنا نے ابن طولون سے رومال کھولکر کاغذات دکھانے کی اجازت چاہی۔ زکریا نے دیکھا کہ معلم حنا ابن طولون کو ایک کاغذ کی طرف متوجہ کر رہا ہی لیکن ابن طولون رضامند نہین ہوتا۔ چنانچہ ابن طولون نے اپنی نگاہین معلم حنا کیطرف سے پھیر لین اور رفقا کے مجمع کیطرف دیکھنے لگا۔ تھوڑی دیر کے بعد اُس نے معلم حنا کی طرف متوجہ ہوکر کہا "مجھے یہ پسند نہین آیا اچھا رخصت"

زکریا چونکہ فاصلہ پر تھا اس لیے یہ معلوم نہ کر سکا کہ یہ کس قسم کے کاغذات تھے۔ لیکن اُسے اشتیاق پیدا ہوا کہ اُنکی حقیقت معلوم کرے۔ لیکن معلم حنا جب باہر نکلا تو اُسکے ساتھ اسطفانوس بھی تھا مگر زکریا نے جو بھیس بدلے ہوے تھا اپنے آپکو چھپایا اور دونون کے پیچھے ہو لیا۔ تاکہ شاید کوئی بات معلوم کرے اُسنے معلم حنا کو کہتے ہوے سنا۔

معلم حنا "اب ہم کیا کرین۔ میرے خیال مین تو کوئی شخص دنیا مین اُسکے حکم کی تعمیل نہین کر سکتا۔ بلاستون کی مسجد! یہ عجیب بات ہی"

اسطفانوس "وہ اُسکا منشا ہی کہ ایک بلاستون کی مسجد بنائے

معلم حنا: "ہان، اور فسطاط مین جسقدر انجنیر موجود ہین اُنمین جو شخص سب سے زیادہ مہارت رکھتا ہو اُس سے مین نے مشورہ کیا چنانچہ اُس نے جامع کا ایک نہایت خوبصورت نقشہ طیار کیا لیکن اُس نے پسند نہین کیا۔ کیونکہ وہ تو یہ چاہتا ہو کہ بلا ستون کی مسجد طیار ہو۔

اسطفانوس: "مگر یہ کیون چاہتا ہو۔ عمرو بن عاص نے جیسی جامع مسجد بنائی ویسی کیون نہین بناتا؟"

معلم حنا: "اُسکا منشا ہو کہ عمرو بن عاص کی تقلید نہ کرے بلکہ ایک نئی وضع کی جامع مسجد طیار کرے۔"

اتنا سنکر زکریا اپنی جگہ پر واپس چلا آیا اب کامیابی اُسکو سامنے نظر آرہی تھی اور اُس نے وہ طریقہ معلوم کرلیا تھا جسکے ذریعہ سے وہ سعید کو رہائی دلا سکتا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد زکریا کو اپنی موجودہ حالت کی طرف توجہ ہوئی پھر اُسے دمیانہ یاد آئی کہ وہ اُسے تنہائی مین کسطرح یاد کررہی ہوگی۔ یکایک اُسے کچھ اور یاد آیا اور اُس نے نقرئی چونگی کو ٹٹولا لیکن اُسے اپنی جگہ پر بدستور پایا۔ زکریا کا دل اس خیال سے مطمئن تھا کہ اُس کے پاس ایک ایسی چیز موجود ہو جو دمیانہ کے رنج وغم کو کم کرسکے گی۔

باب ۳۶

دادرسی

جب خیرات کا وقت گزر گیا سورج ڈوبنے لگا قصر کے دروازے بند ہونے لگے

الله

الده

زکریا اپنی گفتگو سے یہ ظاہر کرتا تھا کہ وہ عربی بہت کم جانتا ہے۔ اگر وہ اچھی طرح تیزی کے ساتھ بولتا تو کوئی تصدیق نہ کرتا کہ وہ نوبہ سے آرہا ہے۔ کیونکہ اُس زمانہ مین مسلمان نوبہ تک نہین پھیلے تھے۔ اور نوبی زبان مین بعض عربی الفاظ داخل ہو سکے تھے۔ تاہم زکریا نے عمدہ انداز بیان اختیار کیا تھا تاکہ ابن طولون کو اپنا مافی الضمیر سمجھا سکے۔

ابن طولون نے جب خلوت کا لفظ سنا تو قاضی کو اشارہ کیا کیونکہ اُسکا کام ختم ہو چکا تھا۔ جب قاضی چلا گیا اور ابن طولون تنہا رہ گیا تو زکریا آگے بڑھا اور اُسکے سامنے ادب سے کھڑا ہو گیا۔ ابن طولون نے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ زکریا بیٹھ گیا اور سر سے جو کپڑا اُس نے باندھ رکھا تھا اُسے کھول ڈالا۔ زکریا کے اس توقف پر ابن طولون پریشان ہوا اور اُسنے کہا۔

ابن طولون: "کہو تم پر کس نے ظلم کیا ہے؟"

زکریا: "بے خوف وخطر عرض کرون؟"

ابن طولون: "کہو، تم والی مصر ولی امیر المومنین کی دربار مین ہو تم پر جس کسی نے ظلم کیا ہوگا اُسکا انصاف کیا جائیگا کہو تم پر کس نے ظلم کیا ہے؟"

زکریا: "احمد بن طولون نائب مصر ولی امیر المومنین نے۔"

ابن طولون (متحیر ہو کر) "مین نے؟"

زکریا: "ہان جناب عالی، اگر حضور کو یہ بات ناگوار گزری ہو تو مین حاضر ہوں جو چاہے کیجیے۔"

ابن طولون: "ہرگز نہین، تم کو پوری آزادی حاصل ہے۔ چاہے جسکی شکایت کرو۔ لیکن مجھ کو حیرت ہے کہ مین نے تم پر ظلم کیا ہو۔ مجھے اپنی برائت کا وثوق ہے۔"

زکریا: "کہو، ذرا تشریح کے ساتھ اپنا استغاثہ بیان کرو۔ کیونکہ مین تم کو پہچانتا نہین"

اور مجھے یاد نہیں کہ مین نے اس سے پہلے کبھی تمھین دیکھا ہو"

زکریا: "مین اپنی نسبت داد رسی نہین چاہتا ہون بلکہ مولانا امیر کی خدمت مین ایک دوسرے شخص کیطرف سے استغاثہ پیش کرنے کے لیے حاضر ہوا جس نے مجھ سے اسکی خواہش نہین کی ہے لیکن مین اپنی خواہش سے اور والی مصر کے مفاد کے لیے ایسا کرنا چاہتا ہون"

ابن طولون: "مین تمھارا مطلب نہین سمجھا۔ تشریح کے ساتھ بیان کرو۔ تمھاری مراد کس شخص سے ہے؟"

زکریا: "میری مراد اُس شخص سے ہے جسکی نسبت حضور نے تازیانہ لگانے اور قید کرنے کا حکم دیا حالانکہ اُس نے حضور کے لیے نہر بنائی"

ابن طولون: "اچھا فرغانی، جس نے اپنی جہالت سے میری ہلاکت مین کوئی کمی باقی نہین رکھی تھی"

زکریا: "کیا حضور کے خیال مین وہ فن انجنیری سے بھی جاہل ہے؟"

ابن طولون: "یقیناً، اُسکی جہالت ہی کی وجہ سے یہ ہوا کہ مین گھوڑے پر سے گر پڑا"

زکریا: "اس شہر مین کوئی اُسکا ہمسر نہین ہے جس گڑھے کی وجہ سے یہ حادثہ پیش آیا وہ وہان اس لیے بنایا گیا ہوگا کہ وہ صلہ سے محروم رہے یا اسکا کوئی اور سبب ہوگا۔ بعض لوگ اُسکے دشمن ہین جنھون نے حضور کو اسطرح برانگیختہ کیا۔ بہر حال مین اُسکی مہارت فن کے متعلق عرض کرتا ہون۔ اس شہر مین کوئی اُسکا ثانی نہین ہے حالانکہ یہان قسطنطنیہ اور ایران کے تعلیم یافتہ انجنیر موجود ہین"

ابن طولون کو سخت حیرت ہوئی کہ یہ تو بس ایک قبطی کی اسقدر پیروکاری کیون کر رہا ہے۔ لہذا اُس نے کہا۔

ابن طولون "تم کو استغاثہ کی طرف کیون توجہ ہوئی۔ جبکہ خود مستغیث نے تم سے یہ خواہش نہین کی ہے"

زکریا "صرف اس خیال سے کہ مین مولانا امیر کو ایک مشکل سے نجات دون لیکن اگر میری گزارش سمع مبارک پر گران ہے تو مین ابھی چلا جاتا ہون۔

ابن طولون "مشکل سے تمھارا کیا مطلب ہے؟"

زکریا "میری مراد اُس تعمیر سے جسکا حضور ارادہ رکھتے ہین اور ابتک حضور کو کوئی ایسا شخص نہین مل سکا ہے جو اُسکا نقشہ طیار کر سکے"

ابن طولون "اور یہ بات اس شخص کے امکان مین ہے؟ اُس کے امکان مین نہین ہے"

زکریا "میرے خیال مین تو وہ تعمیل ارشاد سے قاصر نہ رہے گا"

ابن طولون "مین چاہتا ہون کہ بلاستون کی ایک مسجد تعمیر کرون۔ کیا یہ بات اُسکے امکان مین ہے؟"

زکریا "مین نے اُس سے پوچھا نہین ہے لیکن میرا خیال تو یہی ہے کہ وہ ایسی مسجد طیار کر سکتا ہے"

زکریا کو اندیشہ پیدا ہوا کہ اگر سعید ایسا نہ کر سکا تو پھر دونون پر غضب نازل ہوگا لہذا اُس نے ابن طولون کو اس ارادہ سے باز رکھنے کی کوشش کی۔

زکریا "کیا یہ لازمی شرط ہے کہ اُسمین ستون نہون؟۔ شاید مولانا نے یہ راے اس لیے قائم کی ہے کہ عمرو بن عاص کی مسجد مین ستون خوبصورت نہین ہین۔ پس سعید نہایت خوبصورت ستونون کی مسجد طیار کر سکتا ہے"

ابن طولون نے انکار کا اشارہ کیا اور کہا۔

ابن طولون "یہ بات نہین ہے کہ مجھے ستون پسند نہین ہین بلکہ اسکا دوسرا سبب

ہی۔ خیر تم ایک باخبر شخص معلوم ہوتے ہو اس لیے مین تمھین اسکا سبب بتاتا ہون۔ بات یہ ہی کہ مین اہل ذمہ کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرنا چاہتا ہون۔ مین نے اس مجوزہ مسجد کے متعلق انجنیرون سے دریافت کیا کہ کسقدر ستون درکار ہونگے تو اُنھون نے تین سو ستون بتائے۔ اتنے ستون مین گرجاؤن کے سوا اور کہین سے حاصل نہین کر سکتا لیکن یہ ایک ایسا ظلم ہی جو مجھے پسند نہین اور میرے خیال مین خدا کو بھی پسند نہ ہوگا۔ مین چاہتا کہ یہ مسجد اسطرح تعمیر کرون کہ اُسکی بنیاد ستم پر نہو۔ اس لیے اب اس کے سوا اور کوئی صورت نہین ہی کہ ستونون کے بغیر مسجد طیار کیجاے

زکریا۔ (مسکراکر) کیا حضور نے سعید سے جو قیدخانہ مین اسیر ہی دریافت فرمایا ہی؟"

ابن طولون "نہین۔ مجھے اسکا خیال نہین آیا کیا تمھارے خیال مین وہ ایسا کر سکتا ہی؟"

زکریا "جناب عالی، میرا تو یہی خیال ہی۔ اسمین کیا حرج ہی کہ حضور اُسے طلب کرکے دریافت کرلین"

ابن طولون نے تالی بجائی ایک غلام حاضر ہوا جس سے اُس نے کہا۔

ابن طولون "قیدخانہ کے افسر سے کہو کہ اُس نصرانی انجنیر کو جو قیدخانہ مین اسیر ہی میرے پاس لائے۔ اسیوقت لاے"

باب ۱۷

جامع ابن طولون

غلام نے اطاعت کا اشارہ کیا اور چلا گیا۔ زکریا اسوقت بیم درجا کی حالت مین

سعید: "میرا اس طرح گھوڑے سے گرنا تمھارے نزدیک جرم نہین
مگر خیر اس سے کیا مطلب، اب ہم تمھین ایک اور کام سپرد کرنا چاہتے
ہین - اگر تمھارا خیال ہو کہ تم انجنیری کے ماہر ہو تو اُسے ہمارے لیے طیار
کرو - ہم تمھاری خطا معاف کردینگے"

سعید: "جناب عالی، وہ کیا ہو؟"
ابن طولون: "مین پہاڑ پر ایک جامع مسجد بنانا چاہتا ہون -
لیکن شرط یہ ہو کہ اُس مین کوئی ستون نہو - کیا تم اُس کا نقشہ
کرسکتے ہو؟"

سعید نے سر جھکالیا اور غور کرنے لگا - اسوقت زکریا کا دل دھڑک رہا تھا کہ
دیکھیے ناکامی نہو - ابن طولون سعید کو دیکھ رہا تھا سعید نے ایک لکڑی اُٹھائی
جو دیوار کے پاس کھڑی تھی اور اُس سے زمین پر خط کھینچنے لگا - ابن طولون یہ
سب کچھ دیکھ رہا تھا - تھوڑی دیر کے بعد سعید نے سر اُٹھا کر کہا -
سعید: "مین حضور والا کی تعمیل ارشاد کرسکتا ہون لیکن صرف اسقدر اجازت چاہتا
ہون کہ جامع مسجد مین دو ستون ہون"
ابن طولون - "صرف دو ستون؟"

سعید: "جی ہان صرف دو"
ابن طولون: "کیا یہ کرسکتے ہو کہ یہ ستون سامنے نہون؟"

سعید: "جی ہان"

ابن طولون: "لیکن مجھے اندیشہ ہو کہ شاید اُسکی وضع اچھی نہوا ور بدصورت ہو"
سعید: "ہرگز نہین نہایت خوبصورت - تمام مساجد سے خوشنما تر اُسکی طرح اور کوئی
مسجد نہوگی اور اس مسجد کیطرح ہوگی جسے امیر المومنین معتصم نے سامرا مین

تعمیر کیا ہو"

ابن طولون: "مجھے یہ منظور ہے اچھا اُسکا نقشہ دکھاؤ"

سعید: "مجھے کاغذ دیجیے تاکہ میں اُسکا نقشہ بنا دوں اور دکھاؤں کہ تکمیل کے بعد اُسکی یہ صورت ہوگی"

زکریا کا دل یہ سن کر باغ باغ ہو گیا لیکن وہ خاموش رہا تاکہ نقشہ کا معاملہ بھی طے ہو جائے۔

ابن طولون نے کاغذ وغیرہ لانے جانے کا حکم دیا اور سعید مسجد کا نقشہ طیار کرنے لگا۔ اُس نے مسجد کے دیوار و در، اگلا پچھلا حصہ اور صحن وغیرہ کا نقشہ طیار کر کے ابن طولون کی خدمت میں پیش کیا۔ ابن طولون مسجد کا نقشہ دیکھ کر نہایت خوش ہوا اور سعید کی رہائی کا حکم دیا اور کہا۔

ابن طولون: "میں اس مسجد کی تعمیر کے لیے تمھیں آزاد کرتا ہوں جب تم اس سے فارغ ہو گے تو تمھیں بہترین صلہ دونگا"

سعید نے اظہار شکر گزاری میں اپنا سر خم کیا اب زکریا کے لیے اپنی مسرت کو چھپانا دشوار تھا وہ آگے بڑھ کر سعید کے روبرو کھڑا ہوا لیکن ابن طولون نے یہ سمجھا کہ وہ صلہ کا خواستگار ہے لہذا اُس نے کہا۔

ابن طولون: "اس مشکل کے حل کرنے میں اس شیخ نوبی نے بڑی مدد دی خدا اسکو برکت دے"

اب سعید نے زکریا کی طرف دیکھا تو وہ ہنس رہا تھا سعید نے زکریا کو فوراً پہچان لیا اور اُسکا دل دمیانہ کو یاد کر کے بے چین ہو گیا۔ اور یہ دلی جذبات اُس کے چہرے سے آشکار ہونے لگے۔ سعید کو اندیشہ پیدا ہوا کہ شاید ابن طولون اُسکے اضطراب کو محسوس کرے لہذا اُس نے باہر جانے کی اجازت چاہی۔ ابن طولون نے کہا۔

ہے۔ اصل یہ ہے کہ وہ بالکل بے وقوف ہے اور اپنے بھلے برے کی تمیز نہین رکھتا۔ خدا کا شکر ہے کہ انکی مکاریان انھین کے گلے پڑین ۔ زکریا اب تم دمیانہ کے پاس جاؤ اور اسکو کامیابی کا مژدہ سناؤ اور اس سے کہو کہ اس نامعقول کو اپنی حرکات کا صلہ عنقریب ملے گا۔ میرا تو یہ جی چاہتا ہے کہ مین خود تمھارے ساتھ چلکر اسے دیکھتا لیکن ابن طولون یہان سے نکلنے کی اجازت نہین دے گا جیسا کہ تم سن چکے ہو۔ خیر مین کسی دوسرے وقت اس سے ملنے کی کوشش کرونگا اور اسے اپنے ہمراہ لیکر اس قصر کو دمیانہ کے لیے آراستہ کرون۔ پھر ہم انشاءاللہ شادی کے فریضے سے سبکدوش ہونگے۔

اسکے بعد زکریا نے سعید کو الوداع کہا اور واپسی کا ارادہ رکھتا تھا کہ اسے ابن طولون کا غلام نظر آیا جو سلیے زکریا کا انتظار کر رہا تھا کہ اسے پیشکار کے پاس لیجا کر صلہ دلوا دے۔ زکریا غلام کے ساتھ دو چار قدم ہی چلا تھا کہ اسے اسطفانوس نظر آیا۔ اسطفانوس نے بڑے غور کے ساتھ زکریا کو دیکھا اور اسکے انداز سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ زکریا کو پہچان گیا ہے لیکن زکریا سعید کے ساتھ تھا اور اسطفانوس معلوم کر چکا تھا کہ اب ابن طولون سعید سے ناراض نہین ہے ورنہ وہ زکریا کو چوری کے الزام مین گرفتار کرا دیتا لیکن اسطفانوس کو سعید سے خوف بھی تھا کیونکہ عید شہید کی رات کے واقعات ہنوز اسکے حافظہ مین موجود تھے۔

باب ۳۸

قزاق

زکریا نے ایک کامیاب و فاتح کی نگاہون سے اسطفانوس کو دیکھا اور دھمکی

پرواہی نہین کی۔ اگر زکریا کو دمیانہ کے پاس جلد پہونچنے کا خیال نہ ہوتا تو وہ اسوقت

اپن طولون سے اسطفانوس کی شکایت کرتا اگرچہ اُسے معلوم تھا کہ معلم حنا کے اثر
کی وجہ سے اُسے کچھ نقصان نہ پہونچتا۔ بہرکیف وہ اسطفانوس کو توبیخ و تحقیر کی نظر
سے دیکھتا ہوا غلام کے ساتھ پیشکار کے پاس گیا اور اپنا صلہ لے کر حلوان روانہ ہوا۔
آفتاب خط استوا سے گزر چکا تھا۔ وفور شوق و مسرت مین زکریا پر ایسی بیخودی
طاری تھی کہ وہ پاؤن رکھتا کہین تھا اور پڑتا کہین تھا۔ لیکن ابھی اُس نے مشکل
سے نصف رستہ طے کیا ہوگا کہ اُس نے لوگون کو قطائع کی طرف جاتے ہوئے دیکھا۔ ان مین
عورتین اور بچے بھی تھے اور اُنکی منتشر غیر منتظم حالت سے یہ پایا جاتا تھا کہ وہ کسی معرکہ
سے بھاگے ہوئے آ رہے ہین۔ زکریا نے اُنکے آنے کی سمت سے معلوم کیا کہ وہ غالباً
حلوان سے آ رہے ہین لہذا اُس نے ایک آدمی سے پوچھا۔

زکریا "تم کہان سے آ رہے ہو؟"

آدمی "قزاقون نے حلوان پر یورش کی اور اُسے لوٹ لیا۔"

زکریا "یہ کب؟"

آدمی "آج صبح کو وہ آئے۔ باشندون کو قتل کیا اور مال اسباب لوٹ لے گئے۔"

یہ سن کر زکریا کا دل دھڑکنے لگا۔ خون اُسکی رگون مین منجمد ہو گیا اور وہ دمیانہ
کی طرف سے ہزار اندیشون مین گھر گیا۔ زکریا اسی حالت مین تھا کہ ایک شخص نے کہا۔
"بڑے میان تم واپس ہو جاؤ ورنہ تم بھی قزاقون کا شکار بنجاؤ گے۔ ان پر خدا کی
لعنت۔ پورے شیطان ہین اور انکے چہرے بھی شیطان کی طرح ہین۔"

زکریا نے اس نصیحت کی کچھ پروا نہین اور وہ سیدھا حلوان روانہ ہوا تاکہ دمیانہ
کی حالت سے آگاہی حاصل کرے۔ رستہ مین زکریا کو برابر حلوان سے بھاگنے والے
باشندے مل رہے تھے زکریا کو یہ خیال ضرور تھا کہ دمیانہ کو کوئی گزند نہ پہونچا ہوگا

کہ وہ اُسکے دوست قعدان عربی کی پناہ مین ہو۔

بہرکیف زکریا جب حلوان پہونچا تو قعدان کے مکان پر گیا دور سے اُسے خیمہ بدستور نصب نظر آیا اور اس سے اُسکا دل مطمئن ہوا لیکن اندر پہونچکر اُسے کوئی شخص نظر نہ آیا۔ سب سے پہلے اُسے جس چیز نے متوجہ کیا وہ ایک نعش تھی جو باغ کے دروازہ کے پاس زمین پر پڑی تھی۔ زکریا کی طرف بڑھا یہ قعدان کے غلام کی نعش تھی خون جاری تھا اور روح پرواز کر چکی تھی۔

یہ حالت دیکھکر زکریا کو خوف پیدا ہوا لیکن دمیانہ کے خیال نے اُسے اپنی زندگی سے بے نیاز بنا رکھا تھا وہ باغ مین ادھر اُدھر دیکھنے لگا ایک طرف اُسے گھوڑون کی ٹاپون کے نشانات نظر آئے جس سے کیاریان کچل کر خراب ہوگئین تھین وہ اسیطرح دیکھتا بھالتا ہوا خیمہ کیطرف آیا تو اُسے دم توڑنے کی آواز سنائی دی اب اُس نے دیکھا کہ اسکا دوست قعدان مردہ کی طرح زمین پر پڑا ہوا ہے اُس نے قریب پہونچکر پکارا قعدان! قعدان! اسکے بعد اُسکا ہاتھ پکڑ کر بٹھانے کی کوشش کی۔

قعدان نے اپنے سر کو حرکت دی۔ خون اُسکے شانون سے بہ رہا تھا زکریا نے جب غور سے دیکھا تو اُسے جانکنی کی حالت مین پایا لیکن اُس نے کہا۔

زکریا: "بھائی خیر تو ہے یہ تمھارا کیا حال ہے؟"

قعدان نے نہایت کانپتی ہوئی آواز اور ٹوٹے پھوٹے جملون مین جواب دیا۔

قعدان: "زکریا۔ معاف کرنا۔ مین۔ دمیانہ کو نہ بچا سکا۔ وہ لوگ اُسے۔ مجھ سے۔ چھین۔ لے گئے یہ لوگ۔ بجا کے۔ قزاق۔ تھے۔ خدا جانتا ہے کہ مین نے۔ اُس کے بچانے۔ مین حتی المقدور سخت۔ کوشش۔ کی حتی۔ کہ میرا لڑکا اور آدمی۔ جیسا کہ۔ تم دیکھتے ہو۔ سب مارے گئے مجھے معاف کرنا کیونکہ۔ مین۔ حق جوار ۔ ادا نہ کر سکا۔"

زکریا کا دل قعدان کی حالت دیکھکر اور گفتگو سن کر ٹکڑے ٹکڑے ہوا جا رہا تھا۔
جب اُس نے قعدان کی زبان سے معذرت سنی حالانکہ اُسکی یہ حالت ہو چکی تھی تو
وہ عربون کی مہمانوازی اور غیرت سے بیحد متاثر ہوا۔ اور اُسے قعدان کی اس
بے فائدہ تباہی کا بہت صدمہ ہوا۔ آخر اُس نے قعدان سے کہا۔
زکریا۔ "بھائی! کچھ مضائقہ نہین۔ تم نے خدا کی قسم حق جوار ادا کر دیا اور عربی طریقہ
کو زندہ کیا۔ اس سے بڑھکر اور کیا ہو سکتا ہے۔ خدا تم کو تندرست کرے"
زکریا ابتک قعدان کا ہاتھ تھامے ہوے تھا اُس نے اُسے اُٹھانے کی کوشش
اور کہا۔
زکریا۔ "اُٹھو۔ اُٹھکر بیٹھو۔ مین تمھارے پینے کے لیے پانی لاؤن۔ تمھارا زخم دھو دون"
قعدان نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا اور کہا۔
قعدان۔ "زخم دھونے سے کچھ فائدہ نہین کیونکہ مین تو مر رہا ہون"
ہان یہ بات تمھین معلوم ہونی چاہیے کہ دمیانہ زندہ ہے۔ قزاق اُسے لونڈی
بنانے کے لیے اپنے ساتھ لے گئے ہین۔ غالباً وہ میری لڑکی اور متعلقین کو بھی لے گئے"
افسوس اگر میرے امکان مین ہوتا تو مین اُنسے جا ملتا"
قعدان نے بمشکل یہ الفاظ کہے پھر تڑپا اور اُسکی روح نکل گئی۔
حالانکہ اسوقت دمیانہ کے خیال مین غرق تھا لیکن وہ بے اختیار رو پڑا۔
اور اس دوست کی وفات پر اُسے نہایت رنج ہوا کیونکہ ایسے احباب بہت کم ہوتے
ہین۔ لیکن اب سوائے اسکے کیا چارہ کار تھا کہ اُسے خاک مین چھپا دیا جاتا۔ چنانچہ
زکریا نے ایک قبر کھودی اور قعدان کو اُسمین دفن کیا۔ قبر پر دعا مانگی اور وہان سے
روانہ ہو گیا۔
اب زکریا سخت متفکر تھا کہ کیا کرے اور دمیانہ کی واپسی کے لیے کیا تدبیر اختیار

اسکے ساتھ ہی دمیانہ کو یاد کیا اور اپنے دل مین کہا کہ یہ لڑکی اپنی طینت کی پاکیزگی
اور اپنی پرہیزگاری کے باوجود کیسی تکالیف مین مبتلا ہوئی اور جب اُسکی خوش نصیبی
کا زمانہ قریب آیا تو یہ واقعہ رونما ہوا۔ افسوس اب اُسکے منگیتر سے جاکر کیا کہون۔ جب
وہ مجھ سے پوچھے گا کہ دمیانہ کہان ہے؟ تو مین اُس سے کہونگا کہ اُسے قزاق پکڑ لے
گئے۔ افسوس یہ لوگ نہ کسی کی آبرو کا خیال کرتے ہین اور نہ حرام کو حرام
سمجھتے ہین۔

زکریا اپنے خیالات مین یہانتک پہونچا تھا کہ اُس پر مایوسی غالب ہوئی
اور وہ زار زار رونے لگا لیکن وہان اُسکی گریہ وزاری سننے والا کوئی نہ تھا۔
اب سورج ڈوب چکا تھا۔ زکریا نے جب تاریکی بڑھتے ہوے دیکھی تو اُسے
سخت وحشت ہوئی اور اُس نے اپنے دل سے کہا۔

"اب رونے پیٹنے سے کچھ حاصل نہین۔ بلکہ جسطرح ممکن ہو دمیانہ کی رہائی کے لیئے
کوشش کرنی چاہیے۔ لیکن مین کیا تدبیر کرون۔ بہتر ہو کہ سعید کے پاس جاؤن اور
اُسے حقیقت حال سے آگاہ کرون۔ اور اُس سے مدد لون۔ لیکن اُسکی امداد سے
کیا فائدہ پہونچے گا۔ وہ کچھ نہین کرسکتا۔ اہل طولون بھی میری مدد کرنا چاہے اور
اپنا لشکر میرے ساتھ کردے تو بھی کچھ حاصل نہین ہوسکتا۔ کیونکہ یہ لوگ برابر
سلطنت کے ساتھ سرکشی کرتے ہین۔ اور حکومت کو اُنکے استیصال و انقیاد مین
ابتک کامیابی نہین ہوئی۔ پس سعید سے امداد لینے کا کوئی نتیجہ نہین۔ بلکہ اسکے
یہ معنی ہین کہ اُسکے آرام مین بھی خلل ڈالا جاے اور اُسے بھی صدمہ و قلق مین شریک
کیا جاے۔

اب زکریا کو اپنا بچپن یاد آیا جبکہ وہ نوبہ مین تھا اور اُسنے شاہ نوبہ کی اُس
عظمت و طاقت کو یاد کیا جو وہ اہل بجا کے دل مین رکھتا ہے اور اُس نے اپنے

۱۳۴

موجود نہ تھے ورنہ یقیناً تم بھی قتل ہو جاتے اور اس لڑکی کی رہائی کا کوئی ذریعہ باقی
نہ رہتا۔ اب چونکہ تم زندہ ہو اس لیے اُس کی رہائی کا کچھ نہ کچھ توقع پیدا کر سکتے ہو"
زکریا: "اسکی رہائی کی کیا صورت ہے؟ مجھے بتاؤ۔ اگر تم ان لوگوں کا مستقر جانتے
ہو تو میں اُنکے پاس جاؤں۔ ابو حرملہ کی خوشامد کروں شاید اُسے اس لڑکی
پر ترس آجائے۔ اگر وہ فدیہ لینا چاہے گا تو میں روپے کا انتظام بھی کرونگا"
دوست: "ان لوگوں کے مستقر کو جو تم پوچھتے ہو تو اسکا معلوم کرنا مشکل ہے
خوشامد سے کوئی فائدہ نہیں۔ رہا فدیہ تو اگر کوئی مرد لڑکا یا کوئی سن رسیدہ عورت
ہوتی تو شاید وہ لوگ مان جاتے۔ یہ ایک حسین لڑکی ہے اس لیے مجھے اُمید نہیں کہ
وہ اس کی جانب سے فدیہ قبول کریں خاص کر ابو حرملہ اُسے اپنی عورتوں میں شامل
کریگا میں نے سنا ہے کہ اُسے عورتوں سے بڑی محبت ہے"
زکریا: "یعنی وہ اُسے اپنی بیوی بنا لے گا؟"
دوست: "یہ میں نہیں کہہ سکتا کہ وہ اُسے بیوی بنائے گا یا لونڈی بنائے گا"
زکریا۔ "خدا کی پناہ"

زکریا تھوڑی دیر سر جھکائے خاموش بیٹھا رہا پھر اُس نے کہا۔
زکریا: "وہ کیسا ہی سرکش اور ظالم کیوں نہ ہو لیکن مجھے دنیا کی نسبت جبتک وہ
زندہ ہے کوئی خوف نہیں"
دوست: "زیادہ پریشان ہونے سے کوئی فائدہ نہیں۔ ہم کو اُن کا مستقر بھی
معلوم نہیں اور اگر معلوم بھی ہو جائے تو ہم اُنسے کسیطرح مقابلہ نہیں کر سکتے۔"
اب زکریا کا ذہن سعید کی طرف منتقل ہوا اور اُس نے خیال کیا کہ
ابن طولون کی نظر میں اُسکی بہت وقعت ہے اور اُس نے اپنے دوست سے
مخاطب ہو کر کہا۔

زکریا۔ "میں جانتا ہوں"

زکریا کا چہرہ چمک اُٹھا کیونکہ یکایک ایک تدبیر اُس کے ذہن میں آئی۔

زکریا۔ "اچھا ایک تدبیر سمجھ میں آئی ہے اور اُمید ہے کہ اسطرح کامیابی حاصل ہوگی۔ تم کہتے ہو کہ میں شاہ نوبہ کی امداد کے لیے کسی کا توسط حاصل کروں اچھا میں خود بڑے پادری کا توسط اختیار کرتا ہوں۔

دوست۔ یہ بہترین رائے ہے۔ اگر تم ایسا کر سکے تو پوری کامیابی حاصل ہوگی۔ میرے خیال میں اگر تم بڑے پادری صاحب کا ایک سفارشی خط شاہ نوبہ کے پاس لیجاؤ تو بہت زیادہ اثر ہوگا۔"

اب زکریا کے لیے ٹھہرنا دشوار تھا اُس نے اپنے دوست کو الوداع کہا اور معذرت کے طور پر کہا۔

زکریا۔ "مجھے معاف کرنا، اب میں وقت نہیں ضائع کرنا چاہتا اور تم سے جو مشورہ ہوا ہے اُس پر فوراً عمل کرنا ضروری سمجھتا ہوں"

دوست۔ "میرے خیال میں تو تم رات کو یہیں رہو اور صبح سفر کرنا"

زکریا۔ "نہیں مجھے جانے دو تاکہ میں ضروریات کی طیاری کروں"

زکریا یہ کہکر رخصت ہوا اور دریا کے کنارے کنارے اُس نے فسطاط جانے کا ارادہ کیا۔ جب وہ قلعہ بابل کے پاس پہونچا تو اُسکی نگاہ دیر معلقہ پر پڑی جس کے دروازہ پر لالٹین آویزاں تھی۔ اسوقت اُسے بے اختیار [illegible] پادری اور مرقس یاد آئے پھر اُس نے بڑے پادری میخائیل کو یاد کیا لیکن اُسے معلوم تھا کہ وہ دیر ابی مقار میں ہے جو وادی نظرون کے غربی صحرا میں واقع ہے اور اُسکا راستہ بہت دشوار گزار ہے۔

زکریا جب فسطاط پہونچا تو دروازہ بند ہو چکے تھے اس لیے رات اُس نے

شہر سے باہر بسر کی اور جب دروازے کھولے گئے تو وہ اندر داخل ہوئے۔ سرائے
پہونچکر اُس نے دیرابی مقارکے سفر کی طیاری کی۔ دیرابی مقار کی مسافت
بہت زیادہ تھی کیونکہ دریائے نیل کو عبور کرنا اور غربی صحرا کو طے کرنا وہانتک
پہونچنے کے لیے ضروری تھا۔
زکریا نے راہبون کی طرح لباس پہننے کا ارادہ کیا۔ اُس کے دل مین یہ بات
بھی آئی کہ مرقس کے گھوڑے پر بیٹھے وہ حاذ النیل سے لایا تھا سوار ہوئے لیکن
اُسے اندیشہ پیدا ہوا کہ شاید ایسا کرنے سے راہبانہ بھیس پر لوگ یقین نہ کرین
الغرض بازار جاکر اُس نے راہبون کا لباس اُنکی مخصوص ٹوپی اور کالی چادر
خریدی۔ صبح سے شام تک وہ انھین طیاریون مین مصروف رہا کیونکہ وہ دوسرے
دن صبح کو سفر کا ارادہ رکھتا تھا۔
ضروریات کی طیاری سے فرصت پانے کے بعد زکریا کو سعید کا خیال آیا
اور اُس نے اپنے دل مین کہا کہ سعید کو تمام حالات کی اطلاع دیے بغیر اندر
دمیانہ پر جو کچھ گزری ہے اُس سے آگاہ کیے بغیر جانا مناسب نہین ہے ممکن ہے کہ
وہ حلوان جائے اور جب وہان دمیانہ کو نہ پائے تو مجھے مجھوٹا سمجھے یا اُس پر
مایوسی غالب ہو۔ یا کوئی اور مشکل پیش آئے۔
زکریا تمام رات ان ہی وسوسون مین گرفتار رہا اور بہت کم سویا اور جب سویا
تو خواب مین یہی خیالات رونما ہوئے۔ بہرکیف زکریا نے اپنے دل مین طے کر لیا
کہ اگر وہ سعید کو ان تمام واقعات کی اطلاع نہ دیگا تو گویا ایک گناہ عظیم کا مرتکب
ہوگا۔ چنانچہ صبح اُٹھکر اُس نے بھیس بدلا اور قطائع روانہ ہوا اور وہان پہونچکر
عیسائی انجنیر کو پوچھنے لگا کیونکہ وہان سعید اسی نام سے مشہور تھا۔ لیکن سعید کا
کچھ پتہ نہ چلا۔ آخرکار اُسے اُس قصر کی طرف توجہ ہوئی جو والی مصر نے حال مین

سعید کو عطا کیا تھا چنانچہ جب وہان گیا تو معلوم ہوا کہ سعید کل شام سے گیا ہوا ہے
اور ابتک واپس نہین آیا۔

زکریا اب سوچنے لگا کہ ابن طولون نے تو سعید کو باہر جانے سے منع کیا ہے
پس وہ کہان جا سکتا ہے۔ اُس نے زیادہ تفصیل کے ساتھ حال معلوم کرنے کی
بھی کوشش نہین کی کیونکہ اس سے دربان کے اشتباہ کا احتمال تھا۔ الغرض زکریا
واپس ہوا اور واپسی کے وقت اُسکے دل مین یہ خیال پیدا ہوا کہ شاید سعید حلوان
گیا ہو اور اُسے قزاقون کی یورش کا حال معلوم ہوا ہے۔ کیونکہ سارے شہر مین یہ
خبر گشت کر رہی تھی۔ اس خیال کی بنا پر زکریا نے مناسب سمجھا کہ حلوان کے راستہ
مین سعید کا انتظار کرے۔ چنانچہ وہ کچھ زیادہ فاصلہ پر نہین گیا تھا کہ حلوان کی
جانب سے اُسے ایک سوار آتا ہوا نظر آیا اور اُسنے قیافہ سے سمجھا کہ یہ سعید ہے اور
تھوڑی دیر مین جب سوار قریب آیا تو زکریا نے پہچانا کہ وہ واقعی سعید ہے۔ زکریا
کے پکارنے پر سعید ٹھہر گیا اور زکریا کو جب اُس نے پہچانا تو گھوڑے سے اُتر پڑا۔

سعید "دمیانہ کہان ہے؟ مین حلوان گیا تھا لیکن مین نے اُسے وہان
نہین پایا اور نہ اُس کے متعلق کوئی خبر معلوم ہوئی۔ کیا تم نے مجھ سے
غلط کہا تھا؟"

سعید "ہرگز نہین جناب عالی، مین نے آپ سے سچ کہا تھا لیکن کیا آپ نے
وہان یہ نہین سنا کہ حلوان پر کیا مصیبت نازل ہوئی"

سعید "ہان مین نے یہ سنا تھا کہ قزاقون نے حلوان کو لوٹ لیا۔ تو کیا وہ دمیانہ
کو بھی قید کر لے گئے؟"

یہ کہتے کہتے سعید کی حلق سوکھ گئی۔

زکریا "بظاہر تو یہی معلوم ہوتا ہے۔ مین اُسکی جستجو مین جا رہا تھا اور آپ کو خبر نہین

بتا تھا کیونکہ اس سے آپ کو بے فائدہ صدمہ پہونچے گا لیکن پھر مین نے
کیا کہ آپ کو سفر سے پہلے سب حال بتادینا ضروری ہی"
ر" اچھا تو ہوا کیا؟ مجھسے مفصل بیان کرو"
ریا نے سعید سے سارا قصہ بیان کیا اور حلوان پہونچکر اُسنے جو کچھ دیکھا تھا
ن کو جس حال مین پایا وہ سب کہہ سنایا پھر کہا کہ اب اسکے سوا اسکی رہائی
ذریعہ نہین ہی کہ مین بڑے پادری صاحب سے شاہ نوبیہ کے نام خط لکھاؤن
امداد کرین چنانچہ مین صبح دیرائی مقار جا رہا ہون"
عید زکریا کی یہ باتین سن رہا تھا اور غصہ سے بے قابو ہو رہا تھا۔ جب زکریا
ختم ہوئی تو اُس نے کہا۔
ر" ہم ان قزاقون کو گرفتار کیون نہ کرین۔ اپنے آدمی لے جائین اور دمیانہ
بجبر چھین لین۔ مین جبتک دمیانہ کو نہ چھین لونگا انکا پیچھا نہ چھوڑونگا۔
عید کی حالت غصہ سے غیر ہو رہی تھی۔
" جناب عالی، مین ان سب باتون پر غور کر چکا ہون اگر آپ ابن طولون سے
ن کرین کہ وہ سپاہ سے امداد دے تو وہ اسے منظور نہین کریگا اور اگر وہ
کرے تو حق بجانب بھی ہی"
ر" اجی ابن طولون سے کیا مطلب ہی مین خود جاتا ہون"
سعید اسوقت بڑے جوش مین تھا لیکن اگر اُسے حقیقت امر سے آگاہی
تو اپنے ارادہ سے باز رہتا۔
" اگر آپ قوت کے ذریعہ سے دمیانہ کو حاصل کرسکتے ہین تو حاصل کیجیے لیکن
س صورت کے سوا جسے مین آپ سے بیان کر چکا کامیابی کی کوئی امید نہین
بھا اب آپ مجھے اس کام پر جانے دین کیونکہ مین وقت ضائع نہین کرنا چاہتا

آپ مجھے جانے کی اجازت دیتے ہین؟

دمیانہ کی مصیبت کا تصور کرکے سعید کی آنکھون مین آنسو بھر آے۔ کیونکہ دمیانہ ایسے لوگون کے قبضہ مین تھی جو کسی مذہب کے پابند نہین اور رحم اُنکے دلون مین چھو نہین گیا ہے۔ آخر اُس نے کہا۔

سعید: "تم جاؤ۔ مین دوسرے طریقہ سے کوشش کرتا ہون تم کو جب کچھ حال معلوم ہو تو مجھے فوراً اطلاع دینا مین یہان قطائع مین ہون۔ میرا مکان تو تمھین معلوم ہے؟"

زکریا: "ہان معلوم ہے۔ اچھا مین آپ سے رخصت ہوتا ہون۔ جناب مسیح پر بھروسا ہے۔ مجھے مریم عذرا کی برکت سے اُمید ہے کہ مقصد مین ضرور کامیابی حاصل کی ہوگی۔"

سعید نے بھی دعا کی اور دونون ایک دوسرے سے رخصت ہوے۔

باب ۱۴

صحراے لیبیا

سعید سے رخصت ہوکر زکریا سیدھا سراے آیا اور سفر کے متعلق تمام سامان درست کرکے اپنی اونٹنی پر سوار ہوا اور فسطاط سے روانہ ہوگیا۔ اُس نے جزیرۃ الروضہ کے پل پر نیل کو عبور کیا اور دوسرے پل پر سے ہوتا ہوا بر الجیزہ کی طرف چلا تھوڑی دیر کے بعد وہ نیل کے مغربی جانب کے صحرا مین پہونچا اور یہان اُس نے خلوت کو مغتنم سمجھکر راہبون کا لباس پہنا چونکہ زکریا ایک قبطی الاصل تھا اس لیے یہ بھیس اُس کے لیے نہایت موزون ثابت ہوا اور اب وہ سچ مچ ایک راہب معلوم ہوتا تھا۔ اس موقع پر اسکے نزدیک جو چیز سب سے زیادہ قابل توجہ تھی وہ نقرئی

سفر کیا کرتے ہین۔

زکریا جب اس پڑاؤ پر پہونچا جسکے بعد صحرا کا سفر شروع ہوتا تھا تو قافلہ کی جستجو کرنے لگا تاکہ اُسکی ہمراہی مین روانہ ہو۔ اور اُسے یہ معلوم کرکے بڑی خوشی ہوئی کہ کچھ لوگ جو روغن اور گیہون وغیرہ لیے ہوے دیرابی مقار کو جا رہے ہین کل صبح روانہ ہونگے۔ ان لوگون کے ساتھ دیر کے دو راہب بھی تھے انھون نے زکریا کو دیکھ کر اُسکا حال دریافت کیا۔ اب زکریا اپنے دل مین گھبرایا اور اُس نے سوچا کہ مجھے ایسی بات کہنی چاہیے جو میرے لباس کے مطابق ہو چنانچہ اُس نے کہا۔

زکریا: "مین ایک نوبی راہب ہون"

راہب: "شاید تم پادری میخائیل کی خدمت مین جا رہے ہو؟"

زکریا: "جی ہان، مجھے اُنکی دست بوسی مقصود ہے"

جب زکریا نے یہ کہا تو راہب نے اپنے ہمراہی راہب کیطرف دیکھا اور مسکرایا گویا وہ اُسے ایک ایسی بات کی طرف توجہ دلا رہی تھی جو اُس نے اسوقت محسوس کی تھی۔ زکریا نے اُسے مسکراتے دیکھا تو ڈرا کہ شاید اُسکا راز فاش ہو گیا۔ اصل یہ ہے کہ چور کی داڑھی مین تنکا نہایت صحیح مثل ہے۔ تاہم زکریا نے صبر کیا اور راہب سے مخاطب ہو کر کہا۔

زکریا: "بھائی صاحب، خیر تو ہے؟ آپ ہنسے کیون؟ شاید آپ نے میری بات باور نہین کی؟"

راہب: "بھائی صاحب، معاف کیجیے، یہ بات نہ تھی خدانخواستہ مین نے تمھاری بات مین شک نہین کیا مین ایک ایسے واقعہ پر ہنسا جو کچھ دن ہوے پیش آیا ہے اور اگر تم اس وقت نوبہ سے آرہے ہو تو تمھین اُسکی اطلاع ہو گی"

زکریا نے جب یہ بات سنی تو اُسے افشاے راز کا اندیشہ پیدا ہوا مگر وہ یہ

کچھ اشارہ کیا اور پھر آگے بڑھا اب اُسکے پیچھے چند اور اونٹ نظر آئے جن پر
لوگ سوار تھے اور سب کے سب مسلح تھے۔ زکریا نے اُنھیں آگے بڑھتے ہوئے
دیکھا تو اُسے خوف پیدا ہوا کیونکہ اُنکے انداز سے غداری ظاہر ہو رہی تھی اور
اُنکے ساتھ کسیطرح کا یار بھی نہین تھا۔ اُس نے اپنے ہمراہی راہبوں کی طرف
دیکھا تو اُنکے چہرے متغیر ہو گئے تھے آخر اُس نے کہا۔
زکریا: "بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ تاجر نہین ہین مجھے یہ لوگ دشمن معلوم
ہوتے ہین کیونکہ انکا لباس عربی ہے"
زکریا نے اپنی بات بمشکل پوری کی تھی کہ اُس نے ان لوگوں کو اپنی طرف
بڑھتے ہوئے دیکھا اور اُنھوں نے نیزے سیدھے کر لیے۔ اب زکریا نے فرار کا
ارادہ کیا لیکن دشمنوں مین سے ایک شخص آگے بڑھا۔ جو اپنے چہرہ پر کپڑا لپیٹے
ہوئے تھا اور اُس نے ہاتھ سے اشارہ کیا جسکا مطلب یہ تھا کہ "بس ٹھہر جاؤ"
زکریا نے کہا۔
زکریا: "تم لوگ کون ہو؟ اور کیا چاہتے ہو؟"
سوار نے زکریا کو یہ سمجھا کہ نوبہ سے آرہے ہین قبطی زبان مین کہا۔
سوار: "کیا تم نوبہ سے نہین آرہے ہو؟ بس ٹھہر جاؤ اور آگے قدم نہ بڑھاؤ"
زکریا نے دیکھا کہ یہ شخص قبطی زبان نہایت روانی سے بولتا تھا اور
معلوم ہوتا تھا کہ قبطی ہے حالانکہ اُسکا لباس عربی تھا۔ زکریا نے اپنے دل مین کہا۔
"یہ شخص عربی نہین ہو سکتا۔ غالباً یہ کوئی قبطی جاسوس ہے" اور چونکہ سوار
اپنا چہرہ چھپائے ہوئے تھا اس لیے یہ خیال اور بھی قوی ہو گیا لیکن چونکہ اسوقت
زکریا پر خوف غالب تھا اسلیے وہ تحقیق حال سے باز رہا۔
بہرکیف یہ حالت دیکھکر سب نے یقین کر لیا کہ اب اُنکی رہائی دشوار ہے۔

زکریا کو یہ بات اچھی طرح معلوم تھی کہ اُسکے رفقا اپنی گرانباری کی وجہ سے بھاگ نہین سکتے لیکن چونکہ اُسکے پاس کچھ بار نہ تھا اسلیے وہ فرار کے لیے طیار ہوا۔ زکریا کو سوار کے اس خیال پر سخت تعجب ہوا کہ اُس نے راہب نوبی کہکر اُسے پکارا۔

الغرض دونون راہب آگے بڑھے تاکہ حملہ آورون کا ارادہ معلوم کرین چنانچہ ایک راہب نے کہا۔

راہب "تم لوگ کیا چاہتے ہو؟"

سوار "اپنا مال اسباب چھوڑ دو اور چلے جاؤ"

راہب "ہم لوگ دیر کے لیے اشیاے خوردنی لیے جاتے ہین اس سے پہلے ہم سے کسی نے تعرض نہین کیا کیونکہ ہم لوگ صاحب مصر کے ہواخواہ ہین"

سوار "بیشک تم سے کسی نے تعرض نہین کیا۔ لیکن اب تم ہمارے دشمن ہو۔ اگر تم مال اسباب ہمارے سپرد نہ کروگے تو ہم تمھین قتل کر ڈالینگے پس بہتر یہ ہے کہ تم سب چھوڑ کر چلے جاؤ"

اب زکریا اور راہبون کو یقین آگیا کہ وہ مغلوب ہوگئے کیونکہ مخالفین کی تعداد اس سے زیادہ تھی اور اُنکے پاس ہتھیار تھے اور یہ لوگ نہ صرف تعداد مین کم بلکہ غیر مسلح بھی تھے۔ لہذا ان لوگون نے خوشامد اور چاپلوسی کی گفتگو شروع کی اور کہا کہ اسطرح کا معاملہ اس سے پہلے ہمین کبھی پیش نہین آیا جسکے جواب مین اُن لوگون نے کہا کہ "ہم سے اسکا سبب نہ پوچھو بلکہ اپنے پادری سے پوچھو وہ تم کو سب کچھ بتا دیگا" سوارون نے یہ بات کہی اور قتل کی دھمکی دینے لگے۔

اب زکریا خوشامد کرتا ہوا آگے بڑھا اور کہنے لگا۔

زکریا: "یہ اناج وغیرہ اُن راہبوں کے لیے جا رہا ہے جو اس دیر میں مقیم ہیں۔ آپ کے پیغمبر نے تو جس معاملت کی وصیت کی ہے۔ ان راہبوں نے کوئی جرم نہیں کیا ہے اور نہ کوئی ایسی بری بات کی ہے کہ آپ اُن کی دشمنی پر آمادہ ہیں۔"

زکریا کو سوار نے ڈانٹا اور کہا۔

سوار: "ایسا ہی تھا لیکن تم لوگوں نے فساد پیدا کیا خیر جو کچھ تم نے کیا اُسکا انجام دیکھو گے۔ اب اگر تم نے کوئی لفظ کہا تو تمھارے کپڑوں میں خط وغیرہ جو کچھ مخفی ہوگا ہم ابھی نکال لینگے۔"

باب ۴۳

فرار

زکریا کو خوف پیدا ہوا کہ اگر اُس نے اصرار کیا اور ان لوگوں نے اُس کی جامہ تلاشی لی تو وہ نقرئی چونگی حاصل کر لینگے اور اُس کی تمام اُمیدیں برباد ہو جائینگی لیکن اُس کی سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ کیا کرے۔ اور کس طرح ان دشمنوں سے نجات پائے وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ اگر یہ لوگ اُسے قتل کرنا چاہینگے تو کوئی اُن کو اس ارادہ سے باز رکھنے والا نہ ہوگا۔ تاہم اُس نے اپنے دل کو مضبوط کر کے کہا۔

زکریا: "تم لوگ خوشی سے میری جامہ تلاشی کر لو۔ میرے پاس کوئی چیز نہیں ہے۔ میں تو صرف دیر میں اپنی ایک نذر پوری کرنے آیا ہوں۔ میں اپنے ہمراہیوں سے کہتا ہوں کہ وہ اپنا مال اسباب تم لوگوں کے حوالے کر دیں اور تاریکی بڑھنے سے پہلے میرے ساتھ دیر کو روانہ ہو جائیں۔"

زکریا نے اس قدر کہکر راہبون سے کہا کہ میرے ساتھ روانہ ہو جاؤ۔ اور اپنے اونٹ
کو اُس نے چھوڑ دیا جو بہت تیزی کے ساتھ چلنے لگا۔ اور اپنے اونٹ کو اُس نے
چھوڑ دیا جو بہت تیزی کے ساتھ چلنے لگا۔ اب سورج ڈوب چکا تھا۔ تاریکی چارون طرف
پھیلی ہوئی تھی۔

لیکن مخالفین نے زکریا کی یہ گفتگو سنی اور فرار کے متعلق رغبت معلوم کی تو انھین قوی
شبہات پیدا ہوے اور انھون نے چلا کر اُسے ٹھہر جانے کا حکم دیا۔ مگر زکریا نے اُن کے
پکارنے کی مطلق پروا نہین کی اور اپنے اونٹ کی مہار کو بدستور ڈھیلا رکھا۔ آخر کار سوارون
مین سے دو آدمیون نے اُسکا تعاقب شروع کیا۔

زکریا کو اپنی جوانی کے زمانہ مین اونٹ کی سواری کا بکثرت اتفاق ہوا تھا اور چونکہ
اُسکے بعد کبھی اتفاق نہین ہوا اس لیے اب بالکل بھول گیا تھا لیکن اُس نقرئی چونگی کے
تحفظ کا خیال اُس کے دل پر ایسا غالب تھا کہ اس پیرانہ سالی مین بھی وہ پہاڑ کی طرح
اونٹ کی پیٹھ پر قائم تھا اور بڑی تیزی کے ساتھ اُسے دوڑاتے لیے جا رہا تھا۔ زکریا کے
متعاقبین صحرا نشین تھے جنکو ہر وقت اونٹ کی سواری سے کام رہتا ہے اس لیے تھوڑی
دیر کے بعد ہی زکریا یہ امر محسوس کرنے لگا کہ اب عنقریب وہ اُنکے قبضہ مین چلا جائیگا
اسوقت چارون طرف سخت تاریکی پھیلی ہوئی تھی۔ زکریا ویرانی مقابر کے قریب
پہونچ گیا تھا۔ کیونکہ دیر کی روشنی جو آنیوالون کی رہنمائی کے لیے رکھی جاتی ہے دور سے
نظر آ رہی تھی۔ زکریا کو جب ہلاکت کا یقین ہو گیا تو اُسکی عقل جاتی رہی اسی اثنا مین
اونٹنی نے ٹھوکر کھائی۔ چونکہ زکریا پہلے ہی سے بے خبر اور حواس باختہ بیٹھا ہوا تھا اس
واقعہ سے سنبھل نہ سکا اور گرنے لگا۔ گرتے گرتے اُس نے اونٹنی کی گردن پکڑنی چاہی
لیکن وہ گرفت مین نہ آسکی اور آخر کار وہ ریت پر گر پڑا۔ اونٹنی بدستور چلتی رہی اور
اب چونکہ سبک بار ہو گئی تھی اس لیے پہلے سے زیادہ تیز چلنے لگی۔ زکریا نے جب اپنے آپکو

ہر طرح صحیح سالم پایا تو اُسکے حواس بجا ہوے اور رہستہ سے ذرا ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔ اور روپوشی کی کوشش کرنے لگا چنانچہ ایک طرف اُسے نشیب محسوس ہوا اور وہ اُس مین اُتر گیا۔

اب اُن سوارون کا حال سنیے جو زکریا کے تعاقب مین آ رہے ہین اُن مین ایک تو تھک کر پیچھے رہ گیا لیکن دوسرا برابر اونٹنی کو بڑھائے چلا آ رہا تھا اور اُس نے نیزہ کو علم کر لیا تھا۔ زکریا کبھی اُس کے سامنے سے کسی ٹیلہ کی آڑ مین چھپ جاتا تھا اور کبھی سامنے آجاتا تھا لیکن ہنوز وہ آگے تھا لیکن جب زکریا گرا تو کسیقدر فاصلہ پر تھا اور چونکہ اُسکی اونٹنی رُکنے کے بجاے اور تیزی سے دوڑنے لگی اس لیے تعاقب سوار کو زکریا کے گرنے کی خبر نہین ہوئی اور وہ بدستور اونٹنی کے تعاقب مین گھوڑا بڑھاے گیا۔ جب زکریا سے وہ بہت دور آگے نکل گیا اور اونٹنی کے قریب پہونچا تو اُسے معلوم ہوا کہ وہ خالی جا رہی ہے سوار نے یقین کیا کہ زکریا گر کر ہلاک ہو گیا لہذا اونٹنی کو بطور مال غنیمت اپنے ساتھ لے لیا اور واپس ہو گیا۔

زکریا نے جب یہ حال محسوس کیا تو اُسکا دل مطمئن ہوا اور وہ اپنے اعضا کو ٹٹولنے لگا لیکن اُسے گرنے سے کوئی صدمہ نہین پہونچا تھا اُس نے نقرئی چونگی کو دیکھا تو وہ بھی بدستور اپنی جگہ پر تھی۔ زکریا اپنے نجات پانے سے اسقدر متاثر تھا کہ اُس نے فرط مسرت مین چونگی کو بوسہ دیا اور پھر بدستور اُسے چھپا لیا۔

زکریا اس انتظار مین تھا کہ دیکھیے اُسکے ہمراہیون پر کیا گزرتی ہے وہ رہائی پاتے ہین یا مال غنیمت کے ساتھ جاتے ہین۔ لیکن ایک عرصہ گزر گیا اور اُس نے نہ تو کوئی آواز سنی اور نہ کوئی شبیہ اُسے نظر آئی۔ آخر وہ اپنی جگہ سے دیر کی طرف روانہ ہوا جسکی روشنی اُسے دور سے نظر آرہی تھی۔ اسوقت اُسکی پنڈلیان تپک رہی تھین اور بدن تکان سے چور چور ہو رہا تھا۔ لیکن ہلاکت سے بچ جانے کی خوشی نے اُسے خود فراموش

الغرض جب وہ دیر پہونچا۔ تو اُس نے دیکھا کہ ایک مربع شکل کی عمارت ہو جسے چارون طرف سے ایک بلند دیوار احاطہ کیے ہوے ہو۔ یہ چاردیواری ہر جانب طول مین ۱۴۰ میٹر تھی۔ زکریا کو یہان اس سے پہلے کبھی آنے کا اتفاق نہین ہوا تھا۔ لیکن اُس نے سنا تھا کہ جو شخص دیر مین آتا ہو وہ گھنٹہ بجاتا ہو اور دروازہ کھولدیا جاتا ہو۔

اس خیال کے مطابق زکریا دروازہ تلاش کرنے لگا لیکن وہ عمارت کے چارون طرف گھوم آیا اور اُسے دروازہ نہین ملا۔ مگر اُس نے اپنے دل مین کہا کہ کوئی عمارت دروازہ کے بغیر نہین ہو سکتی لہذا مجھے پھر تلاش کرنا چاہیے چنانچہ ابکی اُس نے مزید غور و تامل کے ساتھ جستجو کی اور ایک جگہ اُسے دو پتھر رکھے ہوے ملے جو چکی کے پاٹ کی طرح مدور تھے اُنکا قطر تین تین گز تھا۔ ان پتھرون کے پیچھے اُسے دروازہ نظر آیا جسکی اونچائی دو گز سے زیادہ نہ تھی اور آدمی اُسمین جھکے بغیر داخل نہین ہو سکتا تھا۔ زکریا نے دروازہ کو چھو کر دیکھا تو وہ مضبوط آہنی تھا جسکا توڑنا ناممکن تھا۔ دروازہ معلوم کرنے کے بعد زکریا نے خیال کیا کہ اب یہان گھنٹے کو تلاش کرنا چاہیے جسکا ہونا لازمی ہو لیکن وہان کوئی گھنٹہ نظر نہین آیا۔ دیر تک جستجو کرنے کے بعد وہ ایک پتھر پر بیٹھا تو اُسے دیوار پر ایک رسی نظر آئی۔ زکریا نے رسی کو کھینچا تو گھنٹے کی آواز سنائی دی۔ جسکے فضا مین پھیلتے ہی دیر کے کُتے بھونکنے لگے۔ اب زکریا خاموشی کے ساتھ انتظار کرنے لگا کہ دیکھیے گھنٹے کی آواز سن کر کوئی آتا ہو یا نہین۔

تھوڑی دیر کے بعد اُسے صحن دیر مین روشنی پھیلتی ہوئی اور اپنی جانب بڑھتی ہوئی نظر آئی۔ چند لمحون کے بعد زکریا نے دیکھا کہ ایک سن رسیدہ راہب ہاتھ مین ایک چراغ لیے ہوے دیر کی دیوار سے گردن اُٹھائے ہوے دیکھ رہا ہو۔ اُس نے چراغ آگے بڑھایا اور جب روشنی مین زکریا کو دیکھا تو کہا۔

راہب: "تم کون ہو؟"
زکریا: "مین ایک مسافر ہون، تمھاری زیارت کرنی چاہتا ہون تاکہ پادری صاحب کی دست بوسی کرون اور صاحب دیر سے برکت حاصل کرون"
راہب: "تم کیا تنہا ہو؟"
زکریا: "ہان بھائی صاحب مین تنہا ہون کیا دروازہ نہ کھلے گا؟"
راہب: "دروازہ کا کھلنا تو بہت مشقت طلب ہو کیونکہ اُسمین اندر اور باہر پتھر لگے ہوے ہین۔ یہ ہوسکتا ہو کہ مین ایک رسی دیوار پر سے لٹکاؤن اور اُسکے ذریعے سے تم چلے آؤ"
زکریا: "جیسی تمھاری مرضی"
راہب چلا گیا اور تھوڑی دیر کے بعد واپس آکر اُس نے ایک رسی لٹکائی اور زکریا اُسکے ذریعے سے اندر داخل ہوا۔ زکریا نے اندر جاکر دیکھا تو واقعی دروازہ مین نیچے سے اوپر تک پتھر جڑ دیے گئے تھے۔ چنانچہ زکریا نے کہا۔
زکریا: "آپ لوگون نے تو دروازہ کو بالکل بند کر دیا ہو جیسے آپ لوگ قلعہ بند ہو کر بیٹھے ہین"
راہب: "ہان دو دن سے ایسا ہوا ہو اور یہ بھی بعض وجوہ سے کیا گیا ہو جن کا حال تم کو معلوم ہوگا۔ اب مہمانون کے کمرہ مین چل کر آرام کرو۔ کل صبح مین تمھارا حال رئیس سے کہونگا"
چنانچہ راہب زکریا کو اپنے مہمانون کے کمرے مین لے گیا زکریا نہایت تکان زدہ ہو رہا تھا لہذا اُس نے نماز پڑھی اور سو گیا۔
دیرابی مقار ایک چہار دیواری کا نام اور اسمین پانچ عمارتین ہین۔ تین گرجا ہین۔ ایک عمارت راہبون کے قیام اور کھانے کی پخت و پز کے لیے مخصوص ہو

ایک برج بلند ہی جسکو قصر کہا جاتا ہی - اسمین پرانے زمانہ کے ظروف اور کتابین وغیرہ
ہین - ان عمارتون کے درمیان کھجور کے درخت اور ترکاریون کی کیاریان ہین
جو دیر کے مطبخ مین صرف ہوتی ہین -

جن گرجاؤن کا اوپر ذکر کیا گیا ہی اُنمین ایک ابی مقار کا گرجا ہی یعنی
صاحب دیر کے نام پر ایک کنیسۃ الشیوخ ہی - ایک کنیسۃ البسخرون ہی - جو عمارت
صرف راہبون کے لیے مخصوص ہی اُسکی تقسیم اسطرح کی گئی ہی کہ ایک متعدد کمرون
کی عمارت خوابگاہ کے طور پر استعمال ہوتی ہی - ایک بڑا کمرہ آٹا گوندھنے کے لیے ہی -
ایک روٹیون کے لیے مخصوص ہی اور ایک پکانے کے لیے ہی -

قصر کے دو درجے ہین - نیچے کے درجے مین کتبخانہ قیمتی اشیا مثلاً لباس - تاج
صلیبین وغیرہ ہین اور اشیائے خوردنی کا ذخیرہ بھی اسی مین رہتا ہی - علاوہ برین
اسمین تہ خانہ بھی ہی اور خطرات کے مواقع پر راہب اُسمین پناہ گزین ہوتے ہین -
بالائی درجہ مین تین عبادتگاہین ہین یعنی مار سواح مار انطانیوس - اور مار مخائیل
اس آخری معبد مین پادریون کی نعشین بھی رکھی ہین جنکو حنوط لگا کر تابوت مین
رکھا گیا ہی - اس بالائی درجہ کا دروازہ بھی اوپر رکھا گیا ہی اور سیڑھی کے بغیر اُسپر
رسائی نہین ہوسکتی - چنانچہ اس مقصد سے جو سیڑھی بنائی گئی ہی وہ اتنی وزنی ہی کہ
آلات اور کئی آدمیون کی مدد کے بغیر نہین اُٹھائی جاسکتی -

صبح کو ناقوس کی آواز سے زکریا کی آنکھ کھلی - وہ اُٹھا اور راہبون کے ساتھ
نماز کے لیے ابی مقار کے گرجا مین گیا - یہ اس عمارت مین سب سے بڑا اور سب سے زیادہ
خوبصورت گرجا ہی - اسمین تین ہیکلین ہین - سب سے بڑی ہیکل کا طول و عرض
۲۵ × ۲۰ قدم ہی - اسکے اوپر ایک نہایت خوبصورت گنبد بنا ہی - دیوارون پر
اولیا کی تصاویر ہین وسط مین پتھر کی قربانگاہ ہی اور اسکے پیچھے منبر وغیرہ ہی -

زکریا سے کہا کہ تم ٹھہرو مین ایک راہب کو بھیجکر دریافت کرتا ہون چنانچہ رئیس نے ایک راہب کو بھیجا لیکن اُس نے واپس آکر کہا۔

راہب "حضور ممدوح اپنے کمرہ مین نہین ہین"

رئیس "یہ کیونکر؟ کیا آج کھانا تناول نہین کیا؟"

راہب "معلوم تو یہی ہوتا ہو"

رئیس ۔(متاسفانہ) حضور ممدوح ایسے متفکر کبھی نہین ہوے جیسے آجکل ہین خدا رحم کرے"

راہب "کہیے تو مین قصر مین جاکر دیکھون شاید حضور ممدوح وہین تشریف رکھتے ہون کیونکہ دو دن سے ممدوح مارمخائیل کے گرجا مین بکثرت تشریف لے جاتے ہین"

یہ کہکر راہب قصر کی طرف روانہ ہوا اور چند لمحون کے بعد واپس آکر اُس نے کہا۔

راہب "حضور ممدوح قصر مین ہین۔ مین نے پیشکار صاحب سے کہا تھا کہ یہ صاحب ملنا چاہتے ہین لیکن انھون نے فرمایا کہ ممدوح آج ایک خاص کام مین ہین اور کسی سے نہین ملینگے۔

چونکہ زکریا کو خیال تھا کہ جب پادری کو اُسکا نام معلوم ہوگا تو وہ ضرور ملیگا اس لیے وہ اُٹھ کھڑا ہوا اور رئیس سے کہنے لگا۔

زکریا "کیا جناب والا مجھے اجازت دیتے ہین کہ یہ صاحب مجھے پیشکار صاحب تک پہونچا دین پھر مین خود اجازت حاصل کر لونگا۔

رئیس نے راہب کو اشارہ کیا اور وہ زکریا کے ساتھ ہو لیا۔ زکریا پیشکار کے پاس جب پہونچا تو اُس راہب کی طرف دیکھا جسکا مطلب تھا کہ کیا مین نے پہلے یہ نہین کہا تھا کہ حضور ممدوح آج مصروف ہین۔ لیکن زکریا نے جب پیشکار کو دیکھا تو پہچان لیا اور اُسے یاد آگیا کہ مین اس سے بار ہا مل چکا ہون۔ زکریا نے پیشکار کو سلام کیا اور جب اُس نے آداز سنی تو کہا۔

پیشکار:" زکریا؟"

زکریا:" ہان جناب"

پیشکار:" تم یہان کہان؟"

زکریا:" مین حضور پادری صاحب کی دست بوسی کے لیے حاضر ہوا ہون"

پیشکار:" وہ معبد مار مخائیل مین نماز پڑھ رہے ہین آج اُنکی خدمت مین کوئی حاضر نہ ہوگا"

زکریا:" اور مین بھی نہین؟ مین تو بڑی مصیبتین اُٹھاکر طارابلس سے یہانتک پہونچا ہون کیا حضور ممدوح مجھے زیارت کی اجازت نہ دینگے؟"

طارابلس کا نام سنکر پیشکار کو یاد آیا کہ وہ مرقس سے بھی وہان ملا تھا اور اُس نے کہا۔

پیشکار:" اور وہ معلم مرقس کہان ہین؟"

زکریا:" وہ فسطاط مین ہین۔ آپ حضور پادری صاحب سے میری حاضری کی اجازت لیجیے"

پیشکار:" کیا کہون؟"

زکریا:" کہیے کہ آپ کا غلام زکریا خادم دمیانہ دست بوسی کا مشتاق ہے"

پیشکار:" اسقدر بیتہ کافی ہے؟"

زکریا:" کافی ہے"

پیشکار پادری کے پاس گیا اور ذرا دیر مین جب واپس آیا تو اُس کے چہرہ سے انبساط مترشح تھا اُس نے زکریا سے کہا:" چلو" اور اپنے ساتھ لے جاکر معبد مار مخائیل مین پہونچا آیا۔

باب ۴۶

زکریا اور پادری

پادری صاحب کی آنکھین سُرخ ہورہی تھین اور معلوم ہوتا تھا کہ وہ قربانگاہ پر بخور سلگا کر آرہا ہے اُس نے زکریا کو دیکھکر کہا۔

پادری "زکریا، تم کہان سے آرہے ہو؟"

زکریا پادری کی آواز سنکر چونک پڑا اور بوسہ دینے کے لیے اُس کے ہاتھ پر جھکا لیکن جب پادری نے اس سے روکا تو وہ سر جھکا کر ادب سے کھڑا ہو گیا اور جواب دیا۔

زکریا "جناب عالی، فسطاط سے"

پادری "فسطاط کے پادری کو تم نے کس حال مین چھوڑا"

پادری کے اس جملے سے زکریا کو یاد آیا کہ اُس نے دمیانہ کے متعلق ایک خط لکھکر پادری مخائیل سے مدد طلب کی تھی لہذا اب وہ غالباً اُس خط کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

زکریا "وہ بخیریت ہین"

پادری نے زکریا کے شانہ پر ہاتھ رکھکر اپنے سامنے بیٹھنے کا اشارہ کیا اور خود ایک کرسی پر بیٹھ گیا لیکن زکریا نے جب بنظر ادب بیٹھنے مین تامل کیا تو اُس نے باصرار بیٹھنے کے لیے کہا۔ زکریا ادب کے ساتھ فرش پر بیٹھ گیا اور پادری نے سلسلۂ کلام شروع کیا۔

پادری "فسطاط کا پادری تو بخیریت ہے اور اُس مظلوم لڑکی کی کیا حالت ہے؟"

زکریا "جناب عالی، مین اُسی کے متعلق حاضر ہوا ہون۔ اگر جناب پوچھین گے تو مین اُسکا مفصل حال عرض کرونگا۔ اُس پر بڑی بڑی مصیبتین نازل ہوئین لیکن مین اسوقت

حضور سے ایک اور سوال کرنا چاہتا ہون اور اُمیدوار ہون کہ اُسکا جواب ضرور دینگے کیا اجازت ہی ؟"

پادری "غالباً تم میرے متعلق اُن باتون کو پوچھوگے جو تم نے خلاف معمول دیکھی ہین شاید میرا حال دریافت کروگے یہی بات ہی نا ؟"

زکریا "جی ہان یہی بات ہی مین آپکی خدمت مین اس لیے حاضر ہوا تھا کہ ایک معاملۂ خاص مین آپکی امداد حاصل کرونگا لیکن جب مین نے یہ حالت دیکھی تو اپنا مقصد بھول گیا مجھے حیرت ہی کہ یہ کیا معاملہ ہی کیونکہ مصر کے موجودہ گورنر ابن طولون کے زمانہ مین ہم لوگ نہایت امن و اطمینان کے ساتھ زندگی بسر کرتے ہین اب کوئی نئی بات پیدا ہوئی ہو تو مین نہین کہہ سکتا"

پادری "ایسی بہت سی باتین پیدا ہوئی ہین کہ ابن طولون نے ہمارے ساتھ بُرا برتاؤ کیا اور ہم پر شدید جور و ستم کو روا رکھا جسکی مثال اُسکے پیشرو دن مین بھی نہین ملتی لیکن اُس نے یہ بذات خود نہین کیا بلکہ برائی ہمین سے ہوئی اور ہمارے ہمقومون سے ہوئی۔ اُنہی کی بدولت یہ بلا ہم پر نازل ہوئی ہی"

اتنا کہکر پادری جوش مین بھر گیا۔ زکریا پر خوف طاری ہوا اور مزید وضاحت کی استدعا نہ کرسکا اور خاموش رہا۔ پادری نے چند لمحون کے بعد پھر کہنا شروع کیا۔ لیکن اُسکی گفتگو سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ موضوع گفتگو بدلنا چاہتا ہی۔

پادری "تم یہان کیونکر آے کیا تنہا آے ہو ؟"

زکریا "جی ہان"

اس موقع پر زکریا راہبون کی ہمراہی اور رستہ کے سب واقعات بیان کرنے لگا اور کہا۔

زکریا "مین اُن راہبون کے ساتھ ہولیا تھا جو دیر کو سامان خوراک لا رہے تھے"

پادری "وہ کہان ہین ؟"

زکریا نے مختصر حالات بیان کیے۔

پادری "یہی وہ بات ہے جسکا مین نے ابھی ذکر کیا (آسمان کی طرف سر اٹھا کر) افسوس۔ خدایا تو نے ہم لوگون پر ہمارے حکام کا دل اتنا سخت کیون کر دیا؟"

زکریا "جناب عالی آخر کیا واقعہ پیش آیا؟ مجھکو تو نہایت فکر پیدا ہو گئی ہے"

پادری "مین کیا بتاؤن۔ کل ابن طولون نے مجھے ایک خط بھیجا جس مین مال کی خواہش کی اور لکھا کہ مین بغداد مین خلیفہ کو روپیہ بھیجنا چاہتا ہون"

یہ کہکر پادری نے جیب سے ایک کاغذ نکالا اور زکریا سے کہا

پادری "تم قبطی پڑھ لیتے ہو؟"

زکریا "جی ہان"

پادری (کاغذ دیکر) "پڑھو"

زکریا نے پڑھا۔ خط مین لکھا تھا۔

"تم جانتے ہو کہ ہمین خلیفہ بغداد کو جزیہ کی رقم ادا کرنی ہوتی ہے خلیفہ کو آجکل جنگی مصارف کے لیے روپیہ کی ضرورت ہے۔ تمھاری جگہ جو شخص ہو اُسے کھانے کپڑے کے سوا اور کیا درکار ہے۔ مین جانتا ہون کہ تم بڑے دولتمند ہو اور نقرئی و طلائی ظروف اور بیش قیمت ریشمی کپڑون کی بڑی مقدار تمھارے پاس موجود ہے بس میری خواہش ہے کہ تمھارے پاس جو کچھ ہو وہ مجھے دیدو تا کہ مین خلیفہ کے پاس روانہ کرون اگر تم ایسا کروگے تو میری اور خلیفہ دونون کی خوشنودی اور شکریہ کا باعث ہوگا"

زکریا نے خط پڑھکر پادری کو واپس کیا اور کہا۔

زکریا "آخر ایسا کیون کیا گیا؟"

پادری "مین نہین جانتا۔ مین نے اسکے جواب مین لکھا کہ دیرون کی حالت فقر و افلاس سے خود ناگفتہ بہ ہو رہی ہے لیکن میری معذرت قبول نہین کی گئی اب میرا ارادہ ہے کہ ماورانی

کے پیشکار کا توسط اختیار کرون "

ماورانی کے پیشکار کا نام زکریا نے سنا تو اُسے اسطفانوس یاد آیا اور اُسکا چہرہ متغیر ہوگیا جسے پادری نے محسوس کرکے کہا۔

پادری "خیر تو ہے؟ تم اس بات سے اتنا متاثر کیون ہوئے؟"

زکریا "مجھے فسطاط کا ایک واقعہ یاد آیا اور مین نے یہ راے قائم کی کہ یہ زیادتی درحقیقت ابن طولون کی طرف سے نہین ہے"

پادری "مین نے تم سے کہا نہین کہ یہ جو کچھ ہے ہمین لوگون کی بدولت ہے۔ مین نے تم سے باتین کین حالانکہ مین نے اس معاملہ مین کسی شخص سے کچھ نہین کہا۔ نہین مین نے تم سے باتین کرنے مین کیون ایسی راحت محسوس کی۔ اچھا تو تم اس غصہ کی وجہ جانتے ہو؟"

زکریا "مین اپنی حیثیت سے واقف ہون اور جانتا ہون کہ حضور نے اپنے درجے سے کسقدر پست ہو کر مجھے گفتگو کی عزت بخشی ہے۔ اسقدر اعزاز تو میرے خواب و خیال مین بھی نہین تھا"

پادری "ہرگز نہین میرا یہ مطلب نہین۔ نصرانیت مین ایک کو دوسرے پر فضیلت نہین ہے۔ پادری والد کی حیثیت رکھتا ہے اور رعایا اُسکی اولاد ہے۔ خادم و مخدوم مین کوئی فرق نہین ہے پھر یہ کہ مجھے تم سے گفتگو کرنے مین آرام محسوس ہوا اور اس لحاظ سے مین تمھارے خیالات معلوم کرنا چاہتا ہون اچھا تو اس غصہ کا سبب تمھین معلوم ہے؟"

زکریا "اگر حضور اجازت دین تو مین عرض کرون"

پادری "کہو"

زکریا "کیا حضور کو یاد ہے کہ مین نے ایک خط لکھا تھا اور فسطاط کے پادری کے متعلق مدد چاہی تھی"

پادری "ہان مجھے یاد ہے اور مین نے ہدایت کردی تھی کہ لڑکی کا لحاظ رکھا جائے"

زکریا "میرا خیال ہے کہ حضور کی تحریر اُنھیں ناگوار گزری اور اُنھوں نے اس طرح دراندازی کی۔"

پادری "ممکن ہے کہ یہ بات بھی ہو لیکن مجھے اس سے بڑھکر ایک سبب معلوم ہے۔"
تھوڑی دیر کے لیے پادری خاموش ہو گیا اور زکریا ہمہ تن توجہ بن کر پادری کو دیکھنے لگا۔

پادری "وہ یہ ہے کہ ایک نئے گرجا کے افتتاح کے لیے مجھے اور دوسرے پادریوں کو سخا کے پرگنہ مین بلایا گیا تھا لیکن مقامی پادری نے آنے مین دیر کی اور اُسکے آنے سے پہلے نماز شروع ہو گئی چنانچہ جب وہ آیا تو نہایت غضبناک ہوا مین قربانگاہ پر بخور چڑھا رہا تھا اُس نے میرے ہاتھ سے چھین کر زمین پر پٹک دیا۔ اسکے بعد مین نے ایک جلسہ منعقد کیا جسمین پادری مذکور کا وظیفہ بند کیے جانے کا فیصلہ صادر کیا گیا۔ میرے خیال مین اس شخص نے ابن طولون سے میری شکایت کی ہے اور کہا ہے کہ میرے پاس بڑی دولت ہے مگر خیر کچھ مضائقہ نہین خدا ظالمون کی مدد نہین کرتا اور جناب مسیح اپنے غلامون کو چھوڑ نہین دینگے۔"
پادری خاموش ہو گیا اور زکریا نے اُٹھنے کا ارادہ کیا لیکن پادری نے اُسے روک لیا اور اُسے ہیکل مین لے گیا۔ یہان پہونچکر زکریا نے ایسا منظر دیکھا جس سے وہ بہت مرعوب ہوا لیکن پادری نے کہا۔

پادری "خوف نہ کرو یہ نعشین جو تم دیکھ رہے ہو ہمارے آبا و اجداد کی ہین - ان کو حنوط کے ذریعہ سے محفوظ رکھا گیا ہے جب میری طبیعت بہت زیادہ پریشان ہوئی تو مین نے ان تابوتون کو کھول کر ان نعشون کی زیارت کی۔ اور انسے برکت حاصل کی چنانچہ اب ایک ایسی تدبیر میری سمجھ مین آگئی ہے جو مجھے اور میری اولاد کو اس مشکل سے نجات دیگی۔

باب ۴۷

زکریا کی داستان

زکریا کھڑا ہوا اس ہولناک منظر کے اثر سے کانپ رہا تھا۔ یہ معلوم نہیں تھا کہ
پادریوں کی نعشیں اس طرح محفوظ رکھی جاتی ہیں۔ اس نے دیکھا کہ جس طرح فراعنہ کی نعشیں
حنوط کے ذریعہ سے محفوظ رکھی گئی ہیں اسی طرح یہاں بھی طریقہ اختیار کیا گیا ہے۔

پادری نے قربانگاہ پر سے اپنی ٹوپی اٹھا کر پہنی۔ اس وقت اس کے چہرہ پر انبساط
کی روشنی تھی اور اس کل کا تکدر رفع ہو چکا تھا۔ زکریا نے جب اسے اس حالت میں
دیکھا تو سمجھا کہ اب اس کام کا وقت آگیا جس کے لیے اس نے یہ سفر اختیار کیا ہے تاہم اس نے
ایک مناسب موقع کے انتظار میں تامل کیا۔

اب پادری اس معبد سے باہر نکل رہا تھا اس نے زکریا سے کہا۔

پادری "زکریا! اب وقت ہے کہ تم وہ باتیں بیان کرو جن کے لیے یہاں آئے ہو"

زکریا۔ (خوش ہو کر) کیا میں عرض کروں؟"

پادری "کہو، لیکن میں نے تم سے تمہارے لباس کے متعلق کوئی سوال نہیں کیا یعنی
تم راہبوں میں کب سے داخل ہوئے"

زکریا "جناب عالی میں راہبوں میں داخل نہیں ہوا بلکہ میں نے بہ مصلحت یہ بھیس
بدلا تھا۔ قزاق میرے سب کپڑے اپنے ساتھ لے گئے اس لیے پھر تبدیل لباس نہ کر سکا"

پادری "میرے خیال میں اسی بھیس کی وجہ سے تم پر اور بھی مصیبت نازل ہوئی"

زکریا "یہ صحیح ہے چنانچہ ایک سپاہی نے اس طرح کا ایک فقرہ بھی کہا تھا لیکن میں اسکا

ہوں اور کوئی خاطر خواہ قاصد میرے پاس موجود نہیں ہے۔ اب تم آگئے ہو اور تم سے
اچھی طرح واقفیت بھی رکھتے ہو تو یہ کام اچھی طرح انجام پا جائیگا۔"

زکریا نے اظہار اطاعت کے طور پر سر کو جنبش دی اور پادری نے تالی بجائی جسکے
ساتھ ہی اُسکا پیشکار حاضر ہوا۔

پادری: "شاہ دوبہ کو ایک خط لکھو اور اُس میں یہ باتیں (مضمون بنا کر) تحریر کرو
آخر میں یہ ہدایت لکھو کہ دمیانہ کی رہائی کے متعلق وہ زکریا کی مدد کریں"

پیشکار یہ سن کر چلا گیا اور تھوڑی دیر کے بعد جب وہ واپس آیا تو اسکے ہاتھ میں
لکھا ہوا خط تھا۔ پادری نے خط لیکر پڑھا اور پیشکار کو واپس دیدیا۔ پیشکار نے اُسے ایک
رومال میں لپیٹ کر اور سر بمہر کرکے زکریا کے حوالے کیا۔ زکریا نے خط کو بوسہ دیا اور
اپنی جیب میں رکھ لیا پھر اس نے پادری کے ہاتھ پر بوسہ دیا جس پر پادری ہنسا۔

پادری: "معلوم ہوتا ہے کہ تم بہت عجلت میں ہو؟"

زکریا: "حضور ملاحظہ نہیں فرماتے کہ مجھے دمیانہ کی رہائی کیلئے جلد سے جلد قوبہ پہونچنے کی
ضرورت ہے۔ خدا جانے اُس پر کیا گزر رہی ہوگی"

پادری: "سچ کہتے ہو۔ اچھا جاؤ۔ جناب مسیح تمہارے ساتھ ہوں اور خدا تمہاری مدد کرے"

پادری نے زکریا کیلئے ہاتھ اٹھا کر دعا کی اور پیشکار سے کہا کہ "اُس سے کہو
وہ زکریا کو زاد سفر بہم پہونچائے" پھر پادری نے زکریا کیطرف مخاطب ہو کر کہا۔

پادری: "تم کس راستے سے جاؤ گے؟"

زکریا: "میں اسی صحرا سے جاؤنگا جسے عبور کرکے آیا ہوں پھر نیل کے غربی کنارے پہونچونگا
میرا ارادہ ہے کہ کوئی قافلہ مل گیا تو اسکے ساتھ صحرا کو طے کرونگا"

پادری: "مریم عذرا اور تمام اولیاء اللہ کی برکتیں تمہارے ساتھ ہوں۔"

باب ۴۸

رفیق سفر

زکریا نے دوبارہ جھک کر پادری کے ہاتھ کو بوسہ دیا اور رخصت ہوا۔ پیشکار زکریا
کے ہمراہ آیا تاکہ اُسکے لیے ضروریات سفر بہم پہونچائے۔ اب سورج خط استوا سے اتر چکا
تھا جب زکریا کو ضروریات بہم پہونچا دی گئیں تو پیشکار نے اُس سے کہا۔
پیشکار "ہمارے پاس سواری نہیں ہے کہ ہم تمھیں دے سکیں لیکن جب تم دیر سے
نکلوگے تو تمھیں وادی نیل جانیوالے قافلے ملینگے پس کسی ایک کے ساتھ ہولینا۔"
زکریا نے اس مشورہ کا شکریہ ادا کیا لیکن وہ بدستور کھڑا رہا جس سے پیشکار کو تعجب
ہوا اور اُسنے کہا۔
پیشکار "شاید تمھیں کسی چیز کی ضرورت ہے؟"
زکریا "ہرگز نہیں لیکن مجھے وہ مصیبتیں یاد آرہی ہیں جو یہاں آتے وقت پیش آئی
تھیں پس میرا فرض ہے کہ اب احتیاط کروں۔ کیا ایسا نہیں کر سکتے کہ میں اپنے کپڑے
بدل ڈالوں کیونکہ لوگ مجھے ایک راہب سمجھکر بدگمان ہونگے۔"
پیشکار "بیشک تمھاری رائے ٹھیک ہے اچھا ٹھہرو میں آتا ہوں۔"
یہ کہکر پیشکار چلا گیا اور تھوڑی دیر کے بعد اپنے ساتھ ایک گٹھری لایا اور زکریا کے
حوالے کی۔ زکریا نے گٹھری کھولی تو اسمیں ایک سپاہی کی وردی تھی۔ زکریا جھٹ خوش ہوا
اور اُسنے اپنے کپڑے اتار کر یہ وردی پہنی پھر آئینہ نکالکر دیکھا تو واقعی اُسکی وضع قطع
بالکل تغیر ہو گیا تھا اگرچہ چہرہ کی حالت بدستور باقی تھی۔ زکریا نے اسکو غنیمت سمجھا اور پیشکار

مجھا اور منع کیا لیکن بھٹیکار دروازہ تک اُسکے ساتھ آیا اور دروازہ کھولکر زکریا کو رخصت کیا۔

زکریا نے چند قدم چلکر جب صحرا پر نظر ڈالی تو اُسے وحشت ہونے لگی اور اُس نے اپنے
دل میں کہا کہ جب تاریکی پھیلے گی تو عالم تنہائی میں میری کیا حالت ہوگی۔ بہرکیف زکریا
چلا جا رہا تھا لیکن وہ نہیں جانتا تھا کہ رات کہاں بسر کریگا اور کس جگہ پناہ گزین ہوگا
کچھ دیر کے بعد زکریا کو سخت وحشت ہوئی اور اُس نے ارادہ کیا کہ سفر کو ملتوی کر دے لیکن پھر
اُسے بھٹیکار کا مشورہ یاد آیا اور وادی نطرون کی طرف جو وہاں سے کچھ زیادہ فاصلہ پر
نہیں تھی روانہ ہوگیا۔

زکریا کچھ دور چلا تھا کہ اُسے قریب سے کسی آدمی کی آواز سنائی دی اور جب اُسکے
پاس پہونچا تو دیکھا کہ ایک آدمی کے ہاتھ پاؤں باندھ کر ریت پر ڈال دیا گیا ہے اور وہ
فریاد کر رہا ہے۔ اس شخص نے جب زکریا کو دیکھا تو کہا۔

شخص اے سپاہی صاحب! اپنے معبود کے نام پر میری مدد کرو۔

زکریا سمجھا کہ میرے لباس کی وجہ سے یہ مجھے سپاہی کہہ رہا ہے بہرکیف وہ اُسکی
طرف بڑھا اور اُسکے ہاتھوں پیروں کی رسیاں کھولدیں جب یہ شخص آزاد ہوا تو زکریا کے
ہاتھوں پر جھک پڑا اور اُنھیں بوسہ دیکر کہنے لگا۔

شخص خدا تم کو جزائے خیر دے۔

زکریا تم کون ہو اور تمھیں کیا واقعہ پیش آیا ہے؟

شخص میں سوداگر ہوں۔ میں نے شہر وادی سے نکلکر [illegible] کیا تھا میرے ساتھ
ایک قافلہ بھی تھا جسکے ہمراہ میں امن و امان سے رستہ طے کرتا تھا۔ اسکے جب میں وہیں
ہوا تو ایک جماعت نے ہم پر چھاپا مارا قافلہ کو اپنے ساتھ لے گئے اور مجھے اس حالت
میں چھوڑ گئے جیسے کہ تم نے معائنہ کیا۔

یہ شخص باتیں کر رہا تھا اور اُسکی آنکھوں میں وفور ناامیدی سے آنسو بھر رہے

تھے۔ زکریا شخص کی داستان سنکر بہت متاسف ہوا اور اُسے اپنی تنہائی پر خوف پیدا ہوا لیکن
اُس نے کہا:

زکریا: حیر صاحب آپ کچھ خوف کی بات نہین۔ خدا کا شکر ہو کہ تمھاری جان بچ گئی۔ اچھا
تمھارا کیا ارادہ ہو؟"

شخص: میرا اب ارادہ کیا ہو۔ مجھے یقین ہو کہ میرا اسباب کھویا جا چکا۔ عراقی میرے آدمیون
کو غالباً قتل کر دینگے لیکن خیر مین زندہ ہون تو کوئی غم کی بات نہین۔ خدا کا شکر ہو
اگر تم سے ملاقات ہو گئی۔ تم فوج کے آدمی ہو۔ کیا مجھ سے وعدہ کرتے ہو کہ میرا واقعہ صاحب
مصر تک پہونچاؤ گے؟"

اب زکریا کو نہین آیا کہ وہ کیسے اس شخص کو پورا دھوکا دے چکا ہو لہذا
اُس نے وعدہ کیا کہ انشاء اللہ ہونگا ایسا ضرور کرونگا۔ اور اسکے بعد کہا۔

زکریا: اچھا اب وہ بھی کیونکر ہونی چاہیے میرے پاس اونٹ تھا لیکن وہ جاتا رہا
اور مین جیسا کہ تم دیکھتے ہو پیادہ رہ گیا ہون"

شخص: غالباً مین یہان قریب ہی سے ایک اونٹ حاصل کر سکونگا۔ بات یہ ہو کہ
تمھارے آنے سے پہلے مین نے اپنا اونٹ ایک جگہ باندھ دیا تھا غالباً انھین اُسکا
حال معلوم نہ ہو سکا ہوگا اور وہ اپنی جگہ پر موجود ہوگا"

زکریا (خوش ہو کر) اچھا تم ٹھہرو، مین جا کر اونٹ کو تلاش کرتا ہون"
چنانچہ زکریا اُسطرف روانہ ہو جاتا ہے۔ شخص نے اونٹ کا پتہ دیا تھا اور جب کچھ
دور سے اونٹ کی آواز سنی تو اسکی مسرت کا کچھ ٹھکانا نہین تھا۔ زکریا نے اونٹ
کے پیرون سے رسی کھولی اور مہار تھام کر اس شخص کے پاس لے آیا۔ وہ زکریا کا منتظر
تھا۔ زکریا نے قریب پہونچ کر کہا۔

زکریا: خدا نے اس صحرا مین تمھین اس لیے بھیجا کہ مجھے عذاب سے نجات دو"

شخص: "نہین بلکہ خدا نے تمھین اسلیے بھیجا۔ اگر تم نہ ہوتے تو مین اُسیطرح ہاتھ پاون
بندھا ہوا پڑا ہوتا۔ اب اسکا معاوضہ یہ ہو کہ تم اونٹ پر سوار ہو اور مین اُسکی مہار
تھام کر چلون"
زکریا: "ہرگز نہین۔ مین اسے قبول نہین کرسکتا۔ اسکی ضرورت کیا ہو ہم دونون ایک ساتھ
سوار ہونگے۔ اونٹ پر تو تین تین چار چار آدمی بیٹھتے ہین"
شخص: "اچھا جو تمھاری مرضی"
اسکے بعد دونون پالان درست کرنے لگے تاکہ دو آدمی آسانی کے ساتھ بیٹھ سکین
زکریا نے زادِ راہ کا تھیلا بھی اونٹ پر رکھدیا۔ الغرض دونون اونٹ پر سوار ہو کر روانہ
ہوے۔ جب شام ہو گئی تو ایک جگہ اُترے اور تھوڑی دیر بات چیت کرکے سو گئے۔ زکریا
اس آدمی سے ملکر نہایت خوش ہوا کیونکہ وہ نہایت ملنسار اور خوش خلق تھا۔ چنانچہ
وہ اس حسن اتفاق پر خدا کا شکر ادا کرتا تھا اور اپنے دل مین اس بات کو بہت برا سمجھتا
تھا کہ اُسنے تمھیں بدھلکر اُسے دھوکا دیا کئی بار اُسکے جی مین آیا کہ اُسے حقیقت حال
سے آگاہ کردے لیکن اس سے جھوٹ ظاہر ہوتا تھا اور اسلیے وہ خاموش رہا۔ زکریا کو
اندیشہ تھا کہ شاید کل یکعقوب آج بھی مل جائین لیکن کوئی شخص نہین ملا۔
دو دن کے بعد یہ لوگ نیل کے کنارے پہونچے جبیر تاجر نے کہا "اگر تمھاری مرضی ہو
تو ہم فسطاط تک نیل مین سفر کرین" لیکن زکریا نے جواب دیا۔
زکریا: "دریائی سفر کی کیا ضرورت ہو۔ مجھے اس اونٹ کی چال بہت پسند ہو۔ اسی پر چلے چلو"
شخص: "جیسی تمھاری مرضی اگر یہ اونٹ تمھین پسند ہو تو [illegible] مین تحفہ کے
طور پر یہ تمھاری نذر کردون"
زکریا اس بات سے بہت خوش ہوا کیونکہ اُسے اونٹ کی سخت ضرورت تھی اور سمجھا
کہ یہ شخص میری اسقدر عزت شاید اس غرض سے کر رہا ہو کہ مین اُسکا قصیدہ [illegible]

تھی۔ اور یہ ناممکن تھا کہ وہ دوسرا اونٹ مول لے کیونکہ اُسکے پاس جسقدر روپیہ تھا وہ قزاقون
کی نذر ہو چکا

زکریا انتظار کی اس سخت تکلیف مین مبتلا تھا اُسکی آنکھین دیکھتے دیکھتے تھک گئی
تھین آخرکار وہ ایک مینار کی سیڑھیون پر چڑھا تاکہ وہان سے کوئی آتا ہوا نظر آئے
لیکن اُسکا ہاتھ جونگی پر تھا۔ عالم تنہائی مین طرح طرح کے وحشت آلود خیالات اُسکے دماغ
مین گردش کر رہے تھے۔ مثلاً اُسے خیال آیا کہ اسطفانوس اُسکی موجودگی سے واقف
ہو گیا ہو اور اُس نے سپاہیون کو گرفتار کرنے کے لیے بھیجا ہو۔ وہ ان سپاہیون سے بچنے کی
طاقت نہین رکھتا۔ اُسے بڑا اندیشہ یہ ہوا کہ جونگی کہین اُسکے قبضہ سے نہ نکل جائے۔
خیالات نے زکریا کے دماغ پر اسقدر ہجوم کیا کہ اُس نے جونگی اور خط کو اپنے ہاتھ مین
لے لیا۔ وہ چاہتا تھا کہ جونگی کو پھر بدستور رکھدے کہ یکایک اُسے لوگون کی آہٹ محسوس
ہوئی اور اُسکے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ کیونکہ ان مقامات مین سانپون اور دیگر حشرات الارض
کی بڑی کثرت ہے اسوقت زکریا کا حال وحشتناک رہا تھا۔ چند لمحون کے بعد اُسنے لوگون کا ادھر اُدھر سے
بڑھتے ہوئے چلتے پھرتے اور آہستہ آہستہ باتین کرتے ہوے سنا۔ زکریا یہ حالت دیکھکر مینار
کے اندر کھسکا ہوا کوئی شخص مینار پر ایسے کو دیکھ سکتا ہو بہرکیف زکریا وہان بیٹھا ہوا چلا رہا
غور سے دیکھنے لگا۔ زکریا نے دیکھا کہ چند آدمی ہین جو عبائین پہنے ہوے ہین اُنکے آگے آگے
ایک شخص ہے جو بہت سے کہہ رہا ہے مین نے تمہین چھوڑا ہے اُسے یہین ہونا چاہیے
شخص ہے کہ سو گیا ہوگا

زکریا نے پہچانا کہ یہ آواز اُسکے رفیق سفر تاجر کی ہے چنانچہ اُسے اُسکی جانب سے شبہ
پیدا ہوا اور اپنے چھپانے کی مزید کوشش کرنے لگا چنانچہ وہ مینار کے خلا مین سطح داخل ہوا
گیا۔ سحر سا برپا اُسے بہت اندیشہ تھا کہ کہین مجھے نظر پڑ جائے کیونکہ اُسے یہ معلوم نہ تھا
کہ گھوڑی کتنی ہے۔ لوگون کا بیان تھا کہ یہان جنات کی سکونت ہے۔ زکریا کی نیند ہوا ہین

جب سردزمین مس ہوئی تو اسکا بدن کانپنے لگا۔ اور اُسے یہ محسوس ہوا کہ کوئی سانپ اُسے چھو گیا ہو۔ اگر صورت حال کی نزاکت کا اُسے علم نہوتا تو ایک لمحہ کے لیے یہان نہ ٹھہرتا۔

زکریا کے ہاتھ مین چونگی اور خط بدستور موجود تھا کہ لوگ اُسکی طرف بڑھے اور ادھر اُدھر تجسس کرنے لگے لیکن کسی کے خیال مین یہ بات نہ آئی کہ جس شخص کی انکو جستجو ہو وہ مینار کے اندرونی حصے مین موجود ہو۔ زکریا نے جب ان لوگون کو اسقدر قریب دیکھا تو سانس روک لی آخر انمین سے ایک نے کہا۔

ایک شخص "آخر وہ کہان ہو؟ یہان تو کوئی آدمی نہین تم نے معلم کو دھوکا دیا یا اُس شخص پر تم کو دھوکا ہوا۔

تاجر "نہین وہ بعینہ وہی تھا مین نے چونگی اُسکی گردن مین دیکھی ہو۔ اگر وہ مل گیا تو تم خود دیکھ لوگے"

اسکے بعد تاجر اوپر کی طرف دیکھنے لگا لیکن زکریا نے یہ سمجھا کہ وہ اندر کی جانب دیکھ رہا ہو لہذا اُسپر خوف طاری ہوا کیونکہ وہ اتنے آدمیون کا مقابلہ نہین کرسکتا تھا اور نہ بھاگ سکتا تھا اور خاصکر ایسی حالت مین کہ یہ لوگ مسلح بھی تھے۔

اب زکریا کو بالکل شبہ باقی نہین رہا کہ کل سے جو شخص اُسکے ساتھ تھا وہ درحقیقت جاسوس تھا اور اُسنے مجھے یہان ٹھہرا کر معلم مرقس کو خبر کی ہو اور معلم نصیری گرفتاری کے لیے آدمی بھیجے ہین۔ زکریا جانتا تھا کہ مرقس نے یہ سب کچھ صرف اس چونگی کے لیے کیا ہو جسمین اُسکی ساری اُمیدین ہین اور یہ اسوقت میرے ہاتھ مین ہو۔ اب وہ سوچنے لگا کہ اُسے کیا کرنا چاہیے۔

اس اثنا مین زکریا نے دیکھا کہ ایک شخص مینار پر چڑھ رہا ہو چنانچہ اُسکی وحشت اور بھی بڑھنے لگی اور اُسنے اپنے دل مین فیصلہ کیا کہ اگر مرقس اس چونگی کے ساتھ مجھپر قابو

پائیگا تو فوراً قتل کر ڈالیگا اور اگر چونگی اُسے نہ ملیگی تو اُسکی جستجو کے لیے مجھے باقی رکھیگا چنانچہ مجھے چاہیے کہ اس چونگی کو یہین کہین حفاظت سے رکھدون۔

اپنے دل مین یہ طے کرکے زکریا نے دیوار پر ہاتھ پھیرا تو اُسے ایک سوراخ نظر آیا پس اُسنے چونگی کو اُسمین رکھکر سرے پر ایک پتھر کا ٹکڑا رکھدیا اور اسطرف سے مطمئن ہو گیا۔
لوگون نے جب کسی کو نہ پایا تو ایک شخص نے ایک شخص نے کہا "ابھی یہودیون نے کبھی بھی سچ بولا ہے کہ اب بولینگے۔ اب ہم حرم مین موجود ہین پس وہ آدمی کہان ہے؟ سچ کہتا ہون اگر وہ نہ ملا تو ہم انکو اسکا مزا چکھائینگے"

اب زکریا کو معلوم ہوا کہ اُسکا رفیق سفر دراصل یہودی ہے لوگون کو اسقدر قریب دیکھکر زکریا نے پھولی ہوئی سانس کو روک لیا کہ مبادا اُسے کھانسی یا چھینک آجائے اور راز فاش ہو جائے۔ لیکن لوگ مایوس ہوکر دوسرے مینار کی طرف چلے۔ زکریا نے جب یہ دیکھا تو باہر نکلا اور کھلی ہوا مین ذرا دم لیکر چورون کی طرح دبے ہوئے آگے بڑھا اور سیڑھیون سے اُترکر زمین پر آیا۔ یہان تھوڑی دیر اُسنے انتظار کیا اور جب یہ سمجھا کہ اب لوگ دور چلے گئے تو وہ اس خیال سے بھاگ نکلا کہ صبح واپس آکر مینار سے چونگی نکال لیگا۔
لیکن زکریا دو ہی چار قدم چلا تھا کہ ایک آواز آئی "بس ٹھہرو ورنہ قتل کر دیے جاؤگے" زکریا نے اس آواز کی پروا نہ کی اور بڑھا چلا گیا لیکن لوگ اُسکے تعاقب مین تیزی سے آرہے تھے اسلیے اُسپر خوف طاری ہوا پاؤن تھرتھرائے اور اُسنے بچکر بھاگنے سے عاجز پاکر ٹھہر جانا مناسب سمجھا چنانچہ آواز کے رخ پر اُسنے کہا "کس سے کہتے ہو؟"

یکایک چار آدمی اُسکے پاس دوڑ آئے اور وہی یہودی بھی تھا جسنے کہا "یہی ہے اسے پکڑ لو" لوگون نے زکریا کو باندھنا چاہا لیکن اُسنے پہلے یہودی کیطرف دیکھکر کہا "یہی ہے اسے پکڑ لو" لوگون نے زکریا کو باندھنا چاہا لیکن اُسنے پہلے یہودی کی طرف دیکھکر کہا "تیرا بُرا ہو خائن!" پھر لوگون سے جنکو قریب سے دیکھکر اُسنے پہچانا کہ مصری سپاہی

یہی کہا کہ باندھنے کی ضرورت نہیں میں تمھارے ساتھ چلتا ہوں
سپاہیوں نے کہا کہ ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ تمھیں باندھکر لے چلیں چنانچہ ایک شخص جسکے
ہاتھ میں رسی تھی آگے بڑھا اور اُسنے زکریا کے ہاتھ پاؤں جکڑ دیے
حرم کے پیچھے ان لوگوں کے گھوڑے بندھے ہوے تھے چنانچہ زکریا کو وہاں سے لے گئے
اور ایک گھوڑے پر لاد کر قسطاط روانہ ہوے۔

باب ۵۰

زکریا مرقس کے سامنے

یہ لوگ رات کے آخری حصے میں قسطاط پہونچے اور زکریا کو ایک تنہا کمرہ میں رکھکر صبح
تک پہرہ دیتے رہے۔ زکریا کو اگرچہ اپنی جان کا اندیشہ تھا لیکن وہ اس بات سے خوش
تھا کہ جوبی مرقس کی دسترس سے باہر رہی۔
زکریا نے رات کا باقی حصہ طرح طرح کے تفکرات میں بسر کیا اور جب صبح ہوئی تو اُسنے
دروازہ کھلنے کی آواز سنی اور ایک شخص اندر داخل ہوا جسے دیکھتے ہی زکریا نے معلوم کیا کہ
یہ مسلم مرقس ہے لیکن وہ خاموش رہا مرقس نے زکریا سے کہا۔
مرقس۔ کیا یہ درست ہے اور نمک کا یہی بدلہ ہے کہ تم نے میری بچی کو بہکایا اور اُسکو بھگایا
اسکا مستقبل برباد کیا اور اب وہ کس مپرسی کی حالت میں پھرتی ہے؟
زکریا سر جھکائے ہوے خاموش بیٹھا رہا۔ مرقس نے سمجھا کہ وہ اپنے فعل پر نادم
ہو لیکن اُسنے اور جری ہوکر کہا۔
مرقس۔ وہ تمھاری اس حرکت کا میں کیا بدلہ دوں۔ قتل تو تمھارے جرم کے لحاظ سے

بہت کم ہے۔

زکریا۔ (سر اٹھا کر) قتل کا مجھے خوف نہیں، اور تم ایسا کر بھی نہیں سکتے تمہاری طرح جو
شخص ہوگا اُس سے کوئی ڈرے گا نہیں۔

مرقس۔ (غضبناک ہو کر) تم میرے خادم ہو کر ایسی جرأت سے مخاطب کرتے ہو؟

زکریا۔ خدا نہ کرے کہ میں ایسا ہوں میں تو اُس پاکباز لڑکی کا خادم ہوں
جو اس علاقہ کی مالک ہے میں دیانہ کا خادم اور غلام ہوں، اگر مجھے اُسکی خدمت میں
ہمیشہ رہنے کی وصیت نہ کی گئی ہوتی تو میں اُسے اُسکے ظالم باپ کے پنجہ میں چھوڑ دیتا۔

مرقس۔ (نہایت مشتعل ہو کر) تم مجھے ظالم کہتے ہو؟

زکریا۔ تم اپنے آپ سے واقف نہیں ہو؟ کیا تمہیں اپنی بیٹی کا معاملہ معلوم نہیں جسکے
بچانے کا مجھے الزام دیتے ہو اور کیا تم واقف نہیں کہ کسکا حق تلف کیا گیا؟

مرقس کو یہ تعریض بہت ناگوار گزری وہ زکریا کا مطلب اچھی طرح سمجھ گیا لیکن دانستہ
اُس سے تجاہل کر کے کہنے لگا۔

مرقس۔ تم بالکل مہمل بک رہے ہو۔ تم کو یہ بھی خبر ہے کہ لوگ تمہیں یہاں کیوں لائے
ہیں؟ اب تھوڑی دیر میں تمہیں قید خانہ کی کال کوٹھری میں بھیج دیا جائیگا۔ کچھ معلوم ہے
کہ کیوں؟

زکریا۔ تم کہو معلوم ہوگا۔

مرقس۔ ہاں مجھکو معلوم ہے تو سنو تم اسلیئے ماخوذ کیا گیا ہے کہ تم نے [illegible]
[illegible] قیمتی اشیا اُڑا لے گئے۔ اور یہ اسلیئے کہ تم پادری [illegible]
جو شاہ [illegible] کے ساتھ ملکر مسلمانوں کی مخالفت کرنی چاہتا ہے مدد دیتے ہو۔

زکریا نے یہ بات سنکر اپنے شانوں کو جنبش دی اور بدستور سر جھکائے رہا۔ اس نے
مرقس کی بات کی کچھ پروا نہیں کی جس سے مرقس نے متعجب ہو کر کہا۔

مرقس: یہ معلوم ہوتا ہے کہ ابھی تمھیں یہ خبر نہیں کہ ان الزامات کی وجہ سے تم کیسے شدید
خطرے میں ہو۔ حالانکہ تم نے میرے ساتھ اتنی برائی کی ہے لیکن پھر بھی میں تمھارے
پروردہ ہونے کے لحاظ سے نرمی برتنا چاہتا ہوں اور اسلیے میں نے سپاہیوں کو ہدایت
کی کہ انہیں ظالموں کے پاس لیجانے سے پہلے وہ تمھیں میرے پاس لائیں۔ تمھاری جان
میرے ہاتھ میں ہے۔ میں چاہوں تو تمھیں آزاد کردوں اور چاہوں تو تمھیں حکومت
کے سپرد کردوں۔ اگر میں یہ سمجھوں کہ تم اپنے افعال پر نادم ہو اور جو کچھ تم نے میرے
یہاں سے لیا ہے وہ مجھے واپس کرنا چاہتے ہو تو میں تمھیں آزاد کردوں۔ خیر، چیزوں
سے میں قطع نظر کرتا ہوں اور صرف چونگی پر کفایت کرتا ہوں کیونکہ اس میں بعض کاغذات
ہیں جو میرے لیے نہایت اہم ہیں اور تمھیں اُن سے کچھ فائدہ نہیں۔ اگر تم میرا کہنا مانو
اور میری نصیحت سنو تو ابھی نجات ہوسکتی ہے ورنہ میں تمھیں ان ظالموں کے حوالے
کردونگا اور تم جانتے ہو کہ اسکا انجام کیا ہوگا۔

زکریا: تم ندامت کو جو کہتے ہو تو میں نے کوئی ایسا کام نہیں کیا جس پر میں نادم
ہوں۔ رہی چونگی تو مجھے اسکا کچھ علم نہیں۔ اسی طرح میں جواہرات وغیرہ سے ناواقف
ہوں۔ تم جانتے ہو کہ میں نے کبھی کوئی چیز نہیں لی۔ مجھے روپیہ کی طمع نہیں۔ اور کیوں ہو۔
میرا کوئی بیٹا نہیں جسکے لیے مجھے ورثہ کا خیال ہو۔ میرا زمانہ گزر چکا اب مجھے دنیا کی
خواہشوں اور لذتوں کی کوئی حاجت نہیں۔

مرقس: میں جواہرات کو دیکھتا بھی نہیں، میں تو صرف چونگی مانگتا ہوں وہ مجھے دیدو
اور اپنا رستہ لو۔

زکریا: میں کہاں سے دیدوں۔ میرے پاس نہ چونگیاں ہیں نہ کاغذات ہیں۔

مرقس: تم انکار کرتے ہو حالانکہ وہ تمھاری جیب میں ہیں۔

زکریا: ہرگز نہیں۔ میرے پاس کچھ نہیں ہے۔

مرقس نے تالی بجائی اور ایک سپاہی جو دروازہ پر کھڑا تھا اندر داخل ہوا۔ مرقس نے زکریا کیطرف اشارہ کیا اور کہا "اسکی تلاشی لو۔ اور اسکے پاس جو چونگی نکلے وہ مجھے دو۔"

سپاہی آگے بڑھا اور زکریا کے کپڑوں میں چونگی تلاش کرنے لگا مرقس بڑے غور کے ساتھ اس جامہ تلاشی کو دیکھ رہا تھا۔ زکریا کی یہ حالت تھی کہ اُسنے اپنے ہاتھ اوپر اُٹھا دیے تھے۔ سپاہی حیران ہو گیا لیکن اُسے کچھ نہیں ملا۔ آخر مرقس نے اُسے باہر جانے کی ہدایت کی۔ اسوقت مرقس کا رنگ رخ متغیر تھا کیونکہ اُسے پورا اعتماد تھا کہ چونگی زکریا کے ساتھ ہوگی۔

مرقس "زکریا، تمنے چونگی کیا کی؟"

زکریا "میرے پاس کوئی چونگی نہیں اور میں نہیں جانتا تم کیا کہتے ہو؟"

مرقس نے سر جھکا لیا اور اُسکے دل میں یہ بات گزری کہ چونگی زکریا نے دمیانہ کو دے دی ہے کیونکہ اس معاملہ میں دمیانہ کے سوا وہ کسی اور پر اعتماد نہیں کر سکتا تھا لہذا اُسنے کہا۔

مرقس "دمیانہ کہاں ہے؟"

اس سوال پر زکریا ہنسا اور کہا۔

زکریا "تمنے اے پدر مہربان اپنی بیٹی کے متعلق بہت دیر میں سوال کیا، اور اب بھی اسلیے نہیں پوچھا کہ تم کو اُسکی خیر و عافیت مطلوب ہے بلکہ اس خیال سے کہ شاید میں نے اُسے چونگی دی ہو پس تم کو یقین رکھنا چاہیے کہ اُسے چونگی کے متعلق کچھ خبر نہیں۔"

مرقس "دمیانہ کہاں ہے؟"

زکریا "مجھے معلوم نہیں دمیانہ کہاں ہے۔"

مرقس "یہ کیونکر؟ آخر تمنے اُسے بھگایا۔ پھر اُسپر کیا گزری؟"

زکریا نے دل میں خیال پیدا ہوا کہ مرقس کو دمیانہ کا حال بتا دے لیکن پھر اُسے مصلحت کے خلاف معلوم ہوا اور اُسنے کہا۔

زکریا "مجھے معلوم نہیں کہ اب وہ کہاں ہے۔"

مدد ملتی تھی۔ جب مصر مسلمانوں کے قبضہ مین آیا تو انھوں نے بھی انپر حملہ نہین کیا۔

لیکن ابن حبحاب نے اُنھین مجبور کیا کہ وہ بیت المال مین ایک مقررہ رقم داخل کیا کرین چنانچہ اُنسے اکثر محاربات ہوے۔ لیکن جب خاندان عباسیہ کو انحطاط شروع ہوا اور مصری حکومت اختلال پذیر ہوئی تو اہل بجا کے جور و تعدی کی کچھ انتہا نہ تھی۔ چنانچہ وہ نواح فسطاط پر بھی حملہ آور ہوتے تھے۔ لیکن جب ابن طولون نے اُنکا یہ انتظام کیا کہ معظم کے پیچھے ایک دستۂ فوج اُنسے تحفظ کے لیے مقرر کر دیا۔

یہ ایک اتفاقی امر تھا کہ دمیانہ جب حلوان مین مقیم تھی تو بجا کی ایک جماعت نے یورش کی اور لوٹ مار کر کے اسے اور رقمدان عربی کی لڑکی کو اپنے ساتھ لے گئے۔ ان دونون کو اُنھون نے اونٹون پر سوار کیا۔ بجا کے اونٹ نہایت عمدہ ہوتے ہین۔ بہت تیز چلتے ہین۔ پیاس کے خوگر ہین۔ گھوڑون پر سبقت لے گئے ہین۔ محاربات مین خوب کام دیتے ہین اور اُنکا مالک اگر گر جاے تو اُسے اُٹھالے جاتے ہین۔

دمیانہ نے جب اپنے آپکو اونٹ پر پایا اور ادھر اُدھر نظر اُٹھا کر جنگل کو دیکھا تو اُسکا دل نہایت خائف ہوا اور وہ اپنی مصیبت پر رونے لگی اور خدا سے فریاد کرنے لگی اُس نے جب ان لوگون کو دیکھا تو اُنکی سختی کا حال معلوم کر کے بہت خوفزدہ ہوئی۔ انکے چہرے زرد۔ بدن دُبلے اور پیٹ نکلے ہوے تھے۔ اکثرون کا بالائی حصہ برہنہ تھا۔ انھون نے جسم پر چربی مل رکھی تھی۔ انکے بال بڑھے ہوے پریشان اور وحشتناک صورت مین تھے۔ اُنکے ہاتھون مین نیزے تھے جنکا طول سات سات گز تھا یعنی چار گز چوبی حصہ اور تین گز آہنی حصہ۔ بعض کے ہاتھ مین عرب کی سخت کمانین تھین۔ ان لوگون کی پتلی پتلی پنڈلیان اور تیز رفتار دیکھکر یہ شبہ ہوتا تھا کہ وہ انسان نہین بلکہ از قوم اجنہ ہین۔"

دمیانہ کو جو وحشت یہ منظر دیکھکر ہوئی وہ ناقابل بیان ہے اُسے اپنی رفیقہ کی

یہ سنکر دمیانہ تھرا اُٹھی لیکن اُسنے صبر کیا اور جب وہ علیا کی طرف متوجہ ہوئی تو اُسے سر جھکائے ہوئے پایا۔ علیا دمیانہ کی طرح متوحش نہ تھی کیونکہ وہ صحرائی زندگی کی خوگر تھی۔

یہ شخص دمیانہ کو علیا کی طرف متوجہ دیکھکر ہنسا۔ ہنسنے مین اُسکا منھ کھلا تو کچلیان غائب تھین اور اس سے عجیب صورت ہوگئی تھی حالانکہ اُسکی عمر کم تھی۔ پھر اُسنے کہا۔

شخص وہ ممکن ہو کہ اس (علیا) کو بھی امیر ہی اپنے پاس رکھے یا اپنے سردارون مین سے کسی کو عطا فرمائے یا اسکے متعلق معبودون سے استخارہ کیا جائے۔ (دمیانہ کے چہرے کی طرف متوجہ ہوکر) تمھارا منھ کیا خوبصورت ہو بشرطیکہ اسمین کچلیان نہون کیونکہ یہ صرف جانورون کے ہوتی ہین ہم لوگ انکو نکلوا ڈالتے ہین تاکہ گدھون کے ساتھ مشابہت باقی نہ رہے۔ ہمارا امیر سفید دانتون کو پسند کرتا اور اگر کسی عورت کے دانت سفید نہین ہوتے تو وہ انکو نکلوا ڈالتا ہے"

دمیانہ کو یہ باتین سُنکر سخت استعجاب ہوا اور اُسکا حلق خشک ہونے لگا۔ اتنے مین کسی کی آہٹ محسوس ہوئی اور یہ شخص پھرتی سے خیمہ کے باہر جانے لگا مگر فوراً ہی آنے والا اندر داخل ہوا۔ یہ اس جماعت کا سردار تھا۔ اُسکی آنکھین چمک رہی تھین لیکن چہرے پر باغی کے آثار ظاہر تھے۔ لباس سے شان سرداری آشکار تھی۔ سردار نے جب اس شخص کو یہان دیکھا تو بہت خفا ہوا۔ دمیانہ اور علیا نے اُسکی گفتگو نہین سمجھی لیکن انداز سے خیال ہو کہ وہ خفا ہو رہا ہے۔ آخر قبطی بولنے والے شخص نے دمیانہ سے کہا۔

شخص وہ سردار صاحب مجھپر اسلیے خفا ہوئے کہ مین نے تم سے گفتگو کی۔ کیونکہ یہ بات ہمارے یہان ممنوع ہے۔ سردار صاحب تم سے کہتے ہین کہ تم بالکل مطمئن رہو اور کسی بات کا

خوف نہ کرو"

دمیانہ نے اپنے سر کو جنبش دیکر اسکا شکریہ ادا کیا اسکے بعد سردار نے اِسی شخص کے توسط سے کہا۔

سردار" اب تم لوگ آرام کرو اور تمھارے لیے چمڑے کا جو بچھونا بچھایا گیا ہے اُسپر سو رہو"

اسکے بعد سردار چلا گیا اور دمیانہ دیر تک نماز اور گریہ و زاری مین مصروف رہکر سو گئی۔

صبح کو خادم پھر گوشت اور دودھ لایا۔ علیا نے تو پیٹ بھر کھایا لیکن دمیانہ نے طوعاً و کرہاً ذرا سا کھا لیا۔ جب سورج اچھی طرح نکل آیا تو یہ لوگ سوار ہوے اور صحرا کو قطع کرنے لگے۔ اثناے راہ مین ان لوگون نے ان دونون لڑکیون کی تعظیم وتکریم کا خاص خیال رکھا۔

باب ۵۲

استخارہ

یہ لوگ اسی صورت مین دو روز چلے گئے تیسرے روز یہ لوگ اُس جگہ پہونچے جہان زمرد کی معادن ہین۔ یہان اہل بجا اور اہل نوبہ باہم ملکر کام کرتے ہین اور عموماً ستر عورت کے سوا برہنہ رہتے ہین۔ دمیانہ کو اسوقت ذرا بھی خیال نہین ہوا کہ یہ لوگ کیسے ہین اور کسطرح کام کرتے ہین۔

دوسرے دن قزاقون کا یہ قافلہ زوال کے بعد منزل پر پہونچا۔ یہان کھالون کے چند خیمے نصب تھے جنکے درمیان مین ایک بڑا خیمہ تھا اور اُسکے پہلو مین ایک دوسرا

نے جب کاہن کو دیکھا تو سجدہ مین گر پڑے لیکن دمیانہ کھڑی رہی اور اُس نے سجدہ نہین کیا۔ اور کاہن بھی دمیانہ کی اس حرکت سے آگاہ نہین ہوا۔ اسکے بعد یہ لوگ معبد مین داخل ہوے جہان تانبے کی مورتین رکھی ہوئی تھین اور اُنھین زیور پہنایا گیا تھا۔ کاہن نے ان مورتون کے پاس آکر سجدہ کیا اور دیگر اشخاص بھی دوبارہ سجدہ مین گرے لیکن دمیانہ علیحدہ کھڑی ہوئی اس منظر کو دیکھکر خدا سے استغفار کر رہی تھی۔

اسکے بعد کاہن نے لوگون کو باہر جانے کا اشارہ کیا چنانچہ سب چلے آے اور کاہن نے اندر سے دروازہ بند کر لیا۔ تھوڑی دیر گزری تھی کہ گھنٹے کی آواز آئی اور پھر جب دروازہ کھلا تو کاہن برہنہ ہو کر باہر نکلا اُسکے سینہ اور بازون پر رنگین تصاویر تھین۔ چہرہ متغیر تھا۔ آنکھین بھری ہوئی تھین اور دیکھنے والا اُسے دیوانہ اور پاگل سمجھے بغیر نہین رہ سکتا تھا۔ دمیانہ یہ منظر دیکھکر گھبرائی اُسنے اپنے دونون ہاتھون سے منھ چھپا لیا اور قریب تھا کہ اُسکے منھ سے چیخ نکل جاے۔ لیکن اُسنے صبر کیا۔ اب کاہن بلند آواز مین کچھ کہہ رہا تھا اور اُسکی آواز سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ اُسکے جوف مین کوئی دوسرا بول رہا ہے۔ ان لوگون کا اعتقاد تھا کہ درحقیقت معبود بولتا ہے۔ جب کاہن اپنی بات ختم کر چکا تو سب نے دو لفظ کہے جسکا مطلب یہ تھا کہ گویا ہم سب اس کلام پر ایمان لے آے۔ اب سردار کے اشارہ سے ترجمان دمیانہ کے پاس آیا اور اُسکو بتایا کہ تم امیر ابو حرملہ کی عورتون مین شامل کیجاؤ گی اور علیا سے کہا کہ تم اس سردار کے حصے مین آئین !!

جسوقت یہ لوگ اپنی عبادت مین مصروف تھے دمیانہ اپنے خدا کی پرستش کر رہی تھی اور اُس سے نجات کے لیے ملتجی تھی۔

ترجمان یہ کہکر چلا گیا اور دوبارہ جب آیا تو اُسکے ساتھ ایک نوبی تھا جسے دیکھکر دمیانہ کی روح کو فی الجملہ ایک طمانیت محسوس ہوئی۔ اگرچہ اُسے اسکا سبب معلوم نہین ہو سکا۔

یہ شخص اُسکے خادم زکریا سے بہت مشابہ تھا۔ اسنے آگے بڑھکر دمیانہ سے کہا کہ میرے ساتھ امیر کے خیمہ کو چلو اور ترجمان علیا کو سردار کے خیمہ کی طرف لے گیا۔

باب ۵۳

ابو حرملہ

دمیانہ اس نوبی کے پیچھے روانہ ہوئی وہ ایک قدم آگے رکھتی تھی اور ایک پیچھے۔ خدا مریم عذرا اور اولیاء اللہ سے پناہ اور مدد مانگ رہی تھی۔ اور اپنے دل مین نہایت خائف تھی۔ مریم عذرا کا نام دمیانہ کی زبان سے جب اس نوبی نے سُنا تو کہا۔

نوبی "معلوم ہوتا ہی کہ تم نصرانی ہو اچھا تو کیا تم قبطی ہو؟"

دمیانہ "ہان مین قبطی ہون اور میرا باپ ایک دولتمند شخص ہی"

نوبی "یہ تمھارے چہرہ سے عیان ہی لیکن تم کچھ اندیشہ نہ کرو کیا تمھاری شادی ہو چکی ہی؟"

دمیانہ شرم سے خاموش ہو گئی اور اُسکی خاموشی بتا رہی تھی کہ وہ دوشیزہ ہی۔

نوبی "اگر تمھاری شادی نہین ہوئی ہی تو تمھاری پریشانی کی کوئی وجہ نہین کیونکہ امیر بجا کے خیمہ مین جا رہی ہو۔ یہ ایک بہت بڑا امیر ہی اور بہت بڑا بہادر ہی یہ تمھاری خوش قسمتی تھی کہ تم اسکے حصے مین آئین وہ تمھاری بہت عزت کریگا کیونکہ مین جانتا ہون کہ اُسکی عورتون مین تمھاری طرح کوئی حسینہ جمیلہ نہین ہی۔ وہ کسیقدر قبطی زبان بھی جانتا ہی۔ بس بہتر یہ ہی کہ تم اپنا معاملہ خدا کو سپرد کر دو اور اس امر پر قناعت کرو"

نوبی نے اپنا جملہ ختم کیا تھا کہ امیر کا خیمہ آگیا۔ نوبی نے دربان سے کہا کہ امیر کو تم

ہمارے آنے کی خبر دو چنانچہ امیر نے اجازت دی۔ دمیانہ جب خیمہ مین داخل ہوئی تو شرم سے اُسکا چہرہ سُرخ ہو رہا تھا۔ پاؤن کانپ رہے تھے اور نہایت خوفزدہ تھی۔ اُس نے امیر کو خیمہ کے وسط مین قیمتی فرش پر بیٹھے ہوے دیکھا۔

امیر ایک دبلا پتلا سیاہ فام شخص تھا۔ آنکھون مین تیزی اور چمک تھی۔ لباس سے امارت کی شان ظاہر ہو رہی تھی۔ وہ ایک ریشمی چادر اوڑھے ہوے تھا۔ سر پر ایک عمامہ تھا جو تاج سے مشابہت رکھتا تھا۔ سامنے طلائی قبضہ کی تلوار رکھی ہوئی تھی۔ گلے مین جواہرات کی ایک مالا پڑی تھی جسکے وسط مین کسی دیوتا کی طلائی مورت تھی۔ ہاتھ مین انگوٹھیان تھین پہلے نوبی اسطرح جھکا کہ گویا سجدہ کر رہا ہے پھر امیر کو سلام کیا جسکا اُسنے جواب دیا لیکن دمیانہ کچھ نہین سمجھی اور نہ اُسنے امیر کو سجدہ کیا۔ لیکن اُسنے سنا کہ ابو حرملہ ترجمان کو سمعان کہکر پکار رہا ہے۔ چونکہ یہ نصرانی نام تھا اسلیے دمیانہ کا دل کسیقدر مطمئن ہوا۔

اسکے بعد ابو حرملہ نے دمیانہ کی طرف نظر اُٹھائی لیکن اُس نے سر جھکا لیا۔ ابو حرملہ نے سمعان سے کچھ کہا اور اُس نے دمیانہ کو امیر کی گفتگو کا مطلب سمجھاتے ہوے کہا۔

سمعان :- "امیر تمھارے حسن وجمال سے نہایت خوش ہوے وہ تمھین خوش رکھنے کی پوری کوشش کرینگے۔ تم اپنے آپ کو ایک لونڈی نہ خیال کرو کیونکہ تم اُنکی عورتون مین سب سے بہتر ہو۔"

دمیانہ نے اسکا کچھ جواب نہین دیا اور اُسکی بیچینی بڑھنے لگی کیونکہ وہ اب ایسی جگہ پہونچ گئی تھی جہان شیر بھی پنجہ مارنے کی جرات نہین کر سکتا تھا اُس نے خدا سے پناہ مانگی اور خاموش رہی۔ آخر ابو حرملہ نے سمعان کی معرفت پھر کہا۔

سمعان :- "اے حسینہ! میرے ساتھ آؤ۔ کیونکہ امیر نے حکم دیا ہے کہ تمھارے لیے ایک خاص خیمہ طیار کیا جاے تا کہ تم اُسمین آرام و آسائش سے رہو۔"

سمعان یہ کہکر اُٹھا اور دمیانہ اُسکے پیچھے روانہ ہوئی جب خیمہ سے باہر نکل آئی تو اُسے

پر بیٹھو" دمیانہ فرش پر بیٹھ گئی اب اُس سے ضبط نہو سکا اور بچون کی طرح بلند آواز سے رونے لگی۔

قہرمانہ کو دمیانہ کے رونے سے سخت تعجب ہوا اور اُس نے کہا "کیا تمھین کسی چیز کی ضرورت ہو؟"

دمیانہ نے اسکا کچھ جواب نہین دیا اور قہرمانہ نے پھر کہا "کیا تم ڈر رہی ہو؟ بیٹی ڈرو نہین امیر کو تم سے بہت محبت ہو۔ اب ذرا دیر مین وہ آتے ہونگے۔ اُٹھو، اپنی حالت درست کرو۔ یہ عطر و روغن ہو، یہ مسواک ہو۔ یہ کنگھی ہو۔ مین بھی تمھین مدد دونگی۔

لیکن یہ باتین سنکر دمیانہ کو اور قلق ہوا اور وہ پہلے سے زیادہ بلک بلک کر رونے لگی۔ قہرمانہ دمیانہ کو سمجھا رہی تھی کبھی اُسکو تسلی دیتی تھی کبھی ظرافت آمیز گفتگو کرتی تھی کبھی ڈراتی تھی کبھی اُمید دلاتی تھی غرض ہر طرح اُسکو راہ راست پر لانے کی کوشش کرتی تھی۔ آخرکار رونے سے دمیانہ کی طبیعت کسیقدر ہلکی ہوئی لیکن اُسکا اضطراب بدستور موجود تھا تاہم اُسنے ضبط و صبر سے کام لیا اور قہرمانہ سے کہا کہ مین تنہائی چاہتی ہون۔ قہرمانہ یہ سنکر اُٹھ گئی۔

اب شام ہو چلی تھی۔ تاریکی پھیل رہی تھی اور کمرہ کے دروازہ پر جو آگ جل رہی تھی اُس سے ہلکی روشنی اندر آ رہی تھی۔ دمیانہ فرش پر دو زانو ہو بیٹھی اور اپنے ہاتھ آسمان کیطرف اُٹھا کر نہایت خضوع و خشوع کے ساتھ دعا کرنے لگی۔ اسوقت وہ نہایت حضور قلب کے ساتھ جناب مسیح مریم عذرا اور اولیاء اللہ سے اپنی آزادی و نجات کے لیے التجا کر رہی تھی۔ اُسکے آنسو پیہم رخسارون پر گر رہے تھے۔ چوٹی کھل گئی تھی۔ چند لمحون کے بعد اُس پر ایسی بیخودی طاری ہوئی کہ وہ بآواز بلند مناجات کرنے لگی۔

قہرمانہ دمیانہ کو چھوڑ کر چلی گئی تھی اور پھر اُسکے کمرہ مین نہین آئی تھی لیکن جب اُس نے اُسکی آواز سنی تو دبے پاؤن آئی اور دمیانہ کی گریہ و زاری سے سخت متعجب ہوئی۔ اب

ابو حرملہ کے آنے کا وقت قریب تھا اور اُس نے عروس کی آراستگی کا حکم دیا تھا پس اُس نے ارادہ کیا کہ کمرہ مین جائے اور دمیانہ کو نماز و دعا سے روک دے لیکن اسی اثنا مین کسی کی آہٹ محسوس ہوئی اور اُس نے دیکھا کہ خود امیر آرہا ہے پس اُس نے ابو حرملہ کو اشارہ کیا کہ آہستہ آؤ اور اس (دمیانہ) کا حال اپنی آنکھ سے دیکھو۔

ابو حرملہ یہ حالت دیکھکر سخت متعجب ہوا اور اُس نے یہ سمجھا کہ اپنے خاندان سے جدا ہونے کے باعث اُسکی یہ وحشت ہے لہذا اُس نے ارادہ کیا کہ جبتک دمیانہ مانوس نہو جائے اُسوقت تک اُسکے ساتھ بہت نرمی اور مہربانی کا برتاؤ کرے۔ ابو حرملہ نے قہرمانہ کو ہدایت کی کہ تم نرمی کے ساتھ پیش آکر اُسے آراستہ کرو اور مین تھوڑی دیر کے بعد واپس آؤنگا۔

دمیانہ دیر تک نماز و دعا مین مصروف رہی لیکن جب اُسکے ہاتھ جنھین وہ اُٹھائے ہوے تھی تھک گئے تو وہ متنبہ ہوئی۔ اور نماز کو ختم کیا۔ اب دمیانہ کا دل بالکل مطمئن تھا اور اُسے یقین تھا کہ خدا اُسی کی حفاظت کریگا۔

وہ اُٹھا رہی تھی کہ قہرمانہ کمرہ مین مسکراتی ہوئی داخل ہوئی اُس نے بڑھکر دمیانہ کو بوسہ دیا جسکے ساتھ ہی ایک تیز خوشبو جو اہل صحرا کے ساتھ مخصوص ہے دمیانہ کے دماغ تک پہونچی۔

قہرمانہ نے دمیانہ کا ہاتھ پکڑ کر فرش پر بٹھایا اور کہا "اب وقت آگیا ہے کہ تم اپنے دولھے سے ملنے کے لیے آراستہ ہو۔ اُس نے مجھے یہ شمع روشن کرنے کا حکم دیا ہے اور یہ اُسکی خاص مہربانی ہے کیونکہ یہ خاص خاص مواقع کے سوا کبھی روشن نہین کیجاتی۔

اس شمع کے روشن کرنے سے یہ منشا ہے کہ وہ تمھارا حسین چہرہ دیکھے۔ تمکو چاہیے کہ اسے اپنی خاص عزت سمجھو۔ یہ بات امیر نے تمھارے سوا اپنی کسی بیوی کے ساتھ روا نہین رکھی۔ یہ کہکر قہرمانہ نے چقماق سے آگ بنائی اور ایک لمبی بتی روشن کرکے ایک چھوٹی سی تپائی پر رکھدی۔ پھر اُس نے کنگھی۔ مسواک اور روغن اُٹھا کر دمیانہ کی آراستگی شروع کی۔

دمیانہ بالکل خاموش بیٹھی رہی اور کسیطرح کی مزاحمت نہین کی کیونکہ اب اُسکا دل مطمئن تھا۔

باب ۵۵

خطرناک حالت

قہرمانہ جب کنگھی وغیرہ سے فارغ ہوئی تو دمیانہ کو ایک ریشمی جوڑا پہننے کو دیا جو ابو حرملہ نے مزید اظہار مہربانی کے لیے اُسوقت بھیجا تھا۔ دمیانہ نے کپڑے بے تکلف پہن لیے۔ جب دمیانہ ہر طرح آراستہ ہو چکی تو قہرمانہ نے ابو حرملہ کو اطلاع دی چنانچہ وہ کمرہ مین داخل ہوا قہرمانہ کو کچھ اشارہ کیا چنانچہ وہ باہر چلی گئی اور ذرا دیر مین شراب کا ظرف اور پیالہ ابو حرملہ کے سامنے رکھکر چلی گئی۔

دمیانہ نے جب ابو حرملہ کے ساتھ اپنے آپکو تنہا دیکھا تو اُسکا دل دھڑکنے لگا طبیعت بے چین ہونے لگی اور دل ہی دل مین دعائین مانگنے لگی۔

ابو حرملہ نے شراب کا پیالہ بھر کر ٹوٹی پھوٹی قبطی زبان مین دمیانہ سے کہا۔

ابو حرملہ "دیدۂ دلھن، اسکو پی لو، اسکے پینے سے دل کو فرحت ہوگی اور رنج دور ہو جائے گا"

دمیانہ نے اسکا کچھ جواب نہین دیا۔ آخر ابو حرملہ نے کہا کہ "اچھا مین تمھاری طرف سے خود پیتا ہون" اور یہ کہکر پیالہ پی گیا۔ اسکے بعد اُسنے دوسرا پیالہ بھرا اور دمیانہ کے لبون سے لگا دیا۔ شراب کی بو دماغ مین پہونچی تو دمیانہ گھبرا کر پیچھے ہٹ گئی۔ ابو حرملہ نے کہا کہ "شاید تم کو شراب کی عادت نہین ہے" اور اُس نے پیالہ ایک طرف رکھدیا۔

اب ابو حرملہ دمیانہ کے قریب آیا اور اپنا ہاتھ اُسکے زانو پر رکھا جسکے ساتھ ہی دمیانہ کا بدن کانپنے لگا اور وہ بے اختیار نہ اُٹھ کھڑی ہوئی۔ جسپر ابو حرملہ نے ہنسکر کہا۔

ابو حرملہ "یہ کیا ہے، تم خائف کیون ہو؟ مین تو تم سے بہت محبت رکھتا ہون۔
یہ کہکر ابو حرملہ نے ہاتھ بڑھایا تاکر دمیانہ کا ہاتھ پکڑ کر اپنی طرف کھینچے لیکن دمیانہ پیچھے ہٹ گئی لیکن ابو حرملہ نے آگے بڑھکر اُسکا ہاتھ پکڑ لیا۔ دمیانہ کا ہاتھ برف کی طرح سرد ہو رہا تھا۔ ہاتھ کو مس کرتے ہی ابو حرملہ کے بدن مین ایک برقی حالت پیدا ہوئی جس نے اُسے ارادون کی تکمیل کی رغبت دلائی لیکن دمیانہ کا لہو خشک ہونے لگا مگر اُس نے خیال کیا کہ بھاگنے سے کوئی فائدہ نہین پس وہ بیٹھ گئی مگر اُس سے بچتی رہی کہ ابو حرملہ اُسکو مس کرے اور اُس نے باچشم پر آب کہا۔

دمیانہ "جناب عالی مین عاجزی کے ساتھ کہتی ہون کہ آپ مجھے چھوڑ دیجیے!!"

ابو حرملہ "کیون؟ کیا تم میری بیوی نہین بننا چاہتین؟"
دمیانہ کو یہ سوال سن کر خوف پیدا ہوا کہ اگر جواب مین نہین کہتی ہے تو اُسکے مزید اشتعال کا باعث ہوگا لہذا اُسنے کہا۔

دمیانہ "مین ایک ناچیز لونڈی ہون، اس عزت افزائی کی مستحق نہین ہون آپکو میری کیا پروا آپکے پاس بہت عورتین ہین۔ مجھے آپ اپنی لونڈی بنا لیجیے مین بدرجہا مین کام کرونگی یا مواشی چراؤنگی یا جو کچھ آپ کہینگے وہ کرونگی!!"

ابو حرملہ "نہین نہین، تم میری سب عورتون سے بہتر ہو۔ مین تم کو اول درجے پر رکھونگا۔ تم گھبراؤ نہین، مین نراوحشی نہین ہون اگرچہ تمھاری طرح مین شہرت نہین رکھتا۔"

دمیانہ "آپ کی گفتگو سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ بڑے نیک طینت ہین اور ایسے لوگ ہی

اسیر بن سکتے ہین بس مین آپ سے ایک بات عرض کرنا چاہتا ہون کیا عرض کرون؟"
ابوحرملہ:۔ "کہو"
دمیانہ:۔ "مین جانتی ہون کہ میرا آپکی خدمت مین رہنا ایک ایسی عزت ہو جس کی بہتون کو تمنا ہوگی لیکن مین چاہتی ہون کہ آپ اس بات سے مجھے معاف کرین۔ مین آپکی قیدی ہون جسطرح چاہیے مجھسے کام لیجیے۔ مین کھانا پکاؤنگی۔ جانور چراؤنگی یا کھیتی باڑی وغیرہ کا جو کام آپ سپرد کرینگے اُسے انجام دونگی غرض اس بات کے سوا اور جو کچھ آپ کہینگے وہ بجا لاؤنگی۔ مجھے معاف کیجیے۔ مین آپکو آپکے معبود اور محبوب ترین شخص کی قسم دیتی ہون کہ مجھے چھوڑ دیجیے"
ابوحرملہ:۔ "مین تم کو کیونکر چھوڑ سکتا ہون جبکہ مال غنیمت مین تم میرے ہاتھ لگی ہو اور دیوتاؤں سے استخارہ بھی کیا جا چکا ہو۔ علاوہ برین مجھے تمھارا حسن و جمال پسند آگیا ہو مین تم کو نصیحت کرتا ہون کہ اس غلطی سے باز آؤ۔ خوشی سے آنا اس سے بہتر ہو کہ تم کو بجبر آنا پڑے۔ تم جانتی ہو کہ ابوحرملہ اس قبیلہ کا امیر ہو اور وہ تمھارے ساتھ جسطرح پیش آنا چاہیے اُس سے کوئی شخص اُسے باز نہین رکھ سکتا"۔

دمیانہ سمجھی کہ کیسے سخت الفاظ مین اُسکو تنبیہ کیجا رہی ہو۔ اور ابوحرملہ جس بات کا ارادہ کریگا اُسکے پورا ہونے مین کوئی مانع نہین ہو سکتا وہ کچھ دیر سر جھکائے ہوے سوچتی رہی کہ کیا کرے لیکن ابوحرملہ نے اُسکی تاخیر جواب سے اکتا کر کہا۔
ابوحرملہ:۔ "اچھا اب تم اپنی بیہودگی سے باز آگئین؟ اور تم نے سمجھا کہ مین تمھین خوش نصیب بنانا چاہتا ہون؟"

دمیانہ نے حسرت و یاس سے ابوحرملہ کی طرف دیکھا اور کہا۔
دمیانہ:۔ "مین عرض کر چکی کہ میری طرح بہت سی عورتین اس خوش نصیبی کی تمنا کرتی ہونگی لیکن مین معافی چاہتی ہون۔ اسکے سوا آپ جو کچھ فرمائین اُسکی تعمیل کو حاضر

ہون مین کہہ چکی ہون کہ آپ مجھے ایک ادنیٰ لونڈی بنا لیجیے "
ابو حرملہ "لونڈیون کی کمی نہین۔ ہم تو خود لونڈیان بیچ ڈالتے ہین "

باب ۵۶

پُر اسرار دعوت

یکایک دمیانہ کے ذہن مین ایک بات آئی جس سے اُسکا چہرہ چمک اُٹھا اور اُس نے نہایت سنجیدگی کے ساتھ کہا۔

دمیانہ "آپ تو امیر کبیر ہین اور آپکو اکثر لڑائی کا سامنا رہتا ہوگا ؟"

ابو حرملہ "بیشک "

دمیانہ "غالباً لڑائی مین آپکے بہت سے سپاہیون کا نقصان بھی ہوتا ہوگا ؟"

ابو حرملہ "بہت "

دمیانہ "اور آپکی زندگی محفوظ نہ رہتی ہوگی ؟"

ابو حرملہ "مین موت سے نہین ڈرتا "

دمیانہ "مین نے یہ نہین کہا کہ آپ موت سے ڈرتے ہین بلکہ مین یہ کہتی ہون کہ موت کا موقع تو آپکے لیے بھی ہوتا ہوگا ؟"

ابو حرملہ "یقیناً لیکن یہان اس گفتگو کا کیا موقع ہے ؟"

دمیانہ "جناب عالی، ذرا صبر کیجیے نتیجہ ابھی آپکو معلوم ہو جائیگا۔ اچھا اب آپ نے یہ بھی سنا ہوگا کہ مصر مین بہت سے ایسے مخفی علوم ہین جو ہم لوگون کو سینہ بسینہ اپنے آبا و اجداد فراعنہ سے پہونچے ہین "

ابوحرملہ "مین نے بہت کچھ سنا ہو لیکن مجھے علم لے کر کیا کرنا ہو"
دمیانہ "کیا آپ کو اسکی ضرورت نہین کہ آپ اور آپکے آدمی قتل سے محفوظ ہین تیرون کا مینھ برسے اور تلوارون کی بارش ہو لیکن کچھ اثر نہ ہو سکے؟"
یہ سُن کر ابوحرملہ زور سے ہنسا۔ اُسکے سفید دانت چمکنے لگے اور اُس نے کہا۔
ابوحرملہ "ہان مجھے اسکی ضرورت ہو لیکن کیا اہل مصر ایسا علم بھی جانتے ہین جو موت سے باز رکھے"
دمیانہ "ہان جناب عالی، لیکن ان اسرار سے بہت کم لوگ واقف ہین"
ابوحرملہ۔ (دمیانہ کو تعجب سے دیکھکر) "کیا تم واقف ہو؟"
دمیانہ "مین واقف ہون"
ابوحرملہ "تم نے آزادی کے لیے ایک بہانا تراشا ہو"
دمیانہ "میری بات سنیے، مین بادہ گو نہین ہون مین یہ نہین چاہتی کہ آپ تجربہ کے بغیر تسلیم کر لین۔ اس دوا سے مصر مین بہت کم لوگ واقف نہین لیکن مین نے اُسے سیکھا ہو اور مین جانتی ہون"
ابوحرملہ "وہ کیا؟"
دمیانہ "یہ ایک طرح کا روغن ہوتا ہو مین اُسے طیار کرتی ہون اور اُس پر کچھ پڑھکر پھونک دیتی ہون۔ جو شخص اس روغن کو اپنی جلد پر مل لیتا ہو اُس پر تلوار۔ نیزہ اور تیر کوئی چیز اثر نہین کر سکتی"
ابوحرملہ "ان باتون کو جانے دو، یہ جھوٹی باتین مجھپر اثر نہین کر سکتین۔"
دمیانہ "جناب عالی، یہ جھوٹ نہین ہو۔ یہ ایک راز ہو جو میرے قبضہ مین ہو مین صرف اس شرط پر آپ کو بتا سکتی ہون کہ آپ اُسکے اخفا کا اور مین جو کچھ کہون اُسکے ایفا کا وعدہ کرین"

گھر پہونچا دین ۔"

ابو حرملہ "بہتر ہے ۔"

ابو حرملہ جو دمیانہ کی گفتگو سے نہایت متاثر تھا یہان سے اُٹھکر سیدھا اپنے خیمہ مین چلا گیا۔

دمیانہ کے جانے کے بعد روغن کی طیاری مین مصروف ہوئی عطر و روغن جو اُس کمرے مین تھا اُسے ایک ساتھ ملا کر ایک پیالہ مین اُس نے رکھا اور کچھ اور چیزین ملا کر اُسے مرہم کی طرح بنا لیا۔ یہ رات اُس نے نہایت اضطراب کے ساتھ بسر کی اور اُس کام کے خیال سے اُسکا دل کانپ رہا تھا جسکے اقدام کے لیے وہ آمادہ ہوئی تھی لیکن اُسکی ایمانی قوی مین کوئی کمزوری نہین تھی ۔

دوسرے دن قہرمانہ اُسکے کمرہ مین آئی لیکن اُسے نماز پڑھتے ہوے دیکھکر واپس چلی گئی اور پھر کھانا لے کر آئی۔ دمیانہ نے بہت تھوڑا کھانا کھایا بعد ازان سمعان قہرمانہ کے پاس آیا اور دمیانہ کی طلبی ظاہر کی۔

دمیانہ نے سمعان کو دیکھکر تو ایک اُداسی کے انداز مین مسکرائی جس سے سمعان بہت متاثر ہوا اور کہنے لگا "اُمید ہے کہ امیر کے متعلق تمھاری راے بدل گئی ہوگی ۔"

یہ سُن کر دمیانہ کے آنسو اُس کے رخسارون پر بہ آے اور وہ خاموش سمعان کے پیچھے امیر کے خیمہ کو روانہ ہوئی ۔ روغن کا پیالہ اُس کے پاس تھا ابو حرملہ نے دمیانہ کے اندر آنے کا حکم دیا۔ سمعان بھی اس خیال سے جانے لگا کہ امیر کو ترجمان کی ضرورت ہوگی لیکن دربان نے اُس سے کہا کہ تم باہر ٹھہرو۔ سمعان اس امر سے نہایت متعجب ہوا ۔

باب ۵۷

تلوار سے امتحان

دمیانہ امیر کے خیمہ مین داخل ہوئی - ستونون مین اسلحہ اور درہین آویزان تھین ابو حرملہ تکیہ لگائے ہوے بیٹھا تھا - پاؤن برہنہ تھے اور سر پر ایک چھوٹا سا عمامہ تھا اور ہاتھ مین ایک چھڑی تھی -

دمیانہ کمرے کے وسط مین پہونچکر کھڑی ہوگئی ابو حرملہ نے اُسے بیٹھنے کا اشارہ کیا وہ بیٹھ گئی - ابو حرملہ نے اُس سے کہا -

ابو حرملہ "مین کل تمھارے کمرے مین گیا تو تمھین مجھسے وحشت اور نفرت پیدا ہوئی - اب مین نے تمھین اپنے خیمہ مین اس خیال سے بلایا ہو کہ شاید تم اپنے ارادہ سے باز آگئی ہو - اور اب خائف نہو"

دمیانہ "جناب عالی، مین خائف نہین ہون لیکن کل رات کو ہم نے ایک بات پر اتفاق کیا تھا کیا وہ بات آپ کو یاد نہین رہی ؟"

ابو حرملہ - (دانستہ تجاہل کے ساتھ) وہ کیا ؟"

دمیانہ "کیا آپ نے مجھسے وعدہ نہین کیا تھا کہ جب مین ایسا روغن طیار کردون جو قتل سے محفوظ رکھے تو آپ مجھے آزاد کر دینگے"

ابو حرملہ - (ہنسکر) مین تو اسے ایک مذاق سمجھتا ہون - روغن کو چھوڑو اور اپنے ہوش مین آؤ"

دمیانہ "مین صحیح عرض کرتی ہون اور امیر کو اپنے وعدہ کا خیال چاہیے"

ابوحرملہ "مین کہتا ہون کہ تم اس خیال سے باز آؤ کیونکہ تم قتل ہوجاؤ گی"
دمیانہ "خوف نہ کیجیے تلوار لگائیے۔ آپکا ہاتھ ناکام رہے گا"
ابوحرملہ۔ (غضبناک ہوکر) ناکام رہے گا؟۔
یہ کہکر ابوحرملہ نے ہاتھ اُٹھایا اور وار کیا ہی چاہتا تھا کہ آواز آئی "نہین جناب عالی"
ابوحرملہ رک گیا اور اُس نے دیکھا کہ سمعان بے اختیارانہ خیمہ مین داخل ہوا اور ابوحرملہ اور دمیانہ کے کھڑا ہوگیا۔
ابوحرملہ "کیا ہے؟"
سمعان "حضور کیا کرتے ہین؟"
ابوحرملہ "اس قبطیہ نے ایک روغن طیار کیا ہے وہ کہتی ہے کہ یہ قتل سے باز رکھتا ہے اور اُس نے یہانتک یقین دلایا کہ اپنی گردن پر مل کر مجھ سے آزمائش کے لیے کہا"
سمعان "اور آپ نے اسے سچ سمجھا"
ابوحرملہ "سچ نہین سمجھا جب ہی تو اُسکی آزمائش کا ارادہ کیا"
سمعان "آپ اُسے قتل کرڈالتے"
ابوحرملہ "وہ کہتی ہے کہ دوا مجرب ہے۔ اسمین کوئی شبہ نہین اگر ایسا نہوتا تو وہ اپنی جان معرض خطر مین نہ ڈالتی اُس نے تو کہا کہ پوری قوت سے وار کرو"
سمعان یہ سن کر مسکرایا اور اُس نے دمیانہ کی طرف دیکھا جو ابتک گردن جھکائے بیٹھی تھی لیکن اُسکے بدن کو جنبش تھی گویا وہ نماز مین مشغول تھی۔ جب سمعان نے اُسکی طرف رُخ کیا تو اُس نے سر اُٹھایا۔ آنکھون مین آنسو بھرے ہوے تھے۔
سمعان "کیا اس دوا کے اثر کو تم سچ سمجھتی ہو؟"
دمیانہ "کیون نہین، اس سے بڑھکر اور کیا ہوگا کہ مین اپنی ذات پر اسکا

تجربہ کر رہی ہون۔ تم اسیر کو وار کرنے دو پھر دیکھو لوگے کہ کیا ہوا"
سمعان (ہنسکر) دمیانہ یہ بات مجھکو واجب نہین ہین تمھارے ارادہ سے واقف
ہوگیا ہون (امیر سے) جناب عالی آپ اس بات کو باور نہ کرین۔ یہ دوسری بات
ہی کہ آپ اُسے قتل کرنا چاہتے ہون۔ اسکو اچھی طرح معلوم ہی کہ یہ دوا اپنے اثر ہی اور
آپ ایک وار مین اُسکا کام تمام کرینگے"
ابوحرملہ۔ (متحیرانہ) یعنی وہ یہ جانتی ہی اور پھر اپنی جان کو معرض ہلاکت مین ڈالتی ہی؟
نہین نہین ایسا نہین ہوسکتا۔ مجھے آزمانے دو"
دمیانہ" ہان ہان آزمانے دو۔ ابھی ابھی میرے قول کی تصدیق ہوجائیگی اور مین اس قید
سے نجات پا جاؤنگی اور اپنے خاندان سے جاملونگی"
سمعان" جناب عالی ایسا ہرگز نہ کیجیے۔ یہ موت چاہتی ہی"
ابوحرملہ" یہ کیون؟"
سمعان" یہ اس لیے کہ آپ جو کچھ چاہتے ہین وہ اُسکے مذہب کے خلاف ہی پس جب
اُسکے نجات کی کوئی صورت نہ دیکھی تو موت کو ترجیح دی"
ابوحرملہ کو یہ سُنکر سخت حیرت ہوئی وہ کبھی سمعان کو دیکھتا تھا اور کبھی دمیانہ کو
پھر اُس نے کہا۔
ابوحرملہ" تم نے یہ کیسے پہچانا؟"
سمعان" مین نے اسطرح پہچانا کہ یہ واقعہ بہت پہلے صعید کے ایک دیر مین پیش آچکا
ہی اور مین جب مصر گیا تھا تو مین نے سنا تھا۔
دمیانہ نے سمعان کی گفتگو سُنی تو اُسے عتاب کی نگاہون سے دیکھا گویا وہ کہنا چاہتی
تھی کہ تم میری نجات مین سد راہ ہو رہے ہو"
ابوحرملہ" وہ کیا واقعہ ہی؟"

٧٥

ابوحرملہ: "اٹھو، لڑکی اٹھو، تم مرنا چاہتی ہو؟"

دمیانہ اٹھی اسکی آنکھین پر آب تھین۔

دمیانہ: "بیشک آپ جو کچھ چاہتے ہین اسپر مین موت کو ترجیح دیتی ہون اور اگر آپ اپنے پہلے ارادے پر قائم ہون تو مجھے قتل کر دین۔"

ابوحرملہ۔ (غضبناک ہوکر) میرے پاس رہنے پر تم موت کو ترجیح دیتی ہو؟"

دمیانہ: "ہرگز نہین۔ مجھے آپکی شخصیت پر اعتراض نہین آپ ایک خوش اخلاق امیر ہین لیکن میری مراد کچھ اور ہے۔"

دمیانہ نے شرم سے سر جھکا لیا۔

سمعان: "جناب عالی، وہ دراصل اپنی عصمت کا تحفظ چاہتی ہے جیسا کہ اسکے مذہب کا حکم ہے ورنہ کوئی اور بات نہین ہے۔"

ابوحرملہ اس بات سے بہت متاثر ہوا کیونکہ دمیانہ مین اسنے ایسی قوت دیکھی جو بڑے بڑے مردون مین بھی نہین پائی۔ اس بات سے دمیانہ کی خاص عزت وعظمت ابوحرملہ کے دلنشین ہوگئی اور اسنے دمیانہ کی طرف احترام کی نظر سے دیکھکر کہا۔

ابوحرملہ: "تم نے موت کو کیون ترجیح دی؟"

دمیانہ: "اسلیے ترجیح دی کہ اسکی وجہ سے مین ایسی باتون سے بچ سکونگی جو خدا اور جناب مسیح کی تعلیمات کے خلاف ہین۔"

ابوحرملہ۔ (سمعان سے) "اچھا تو یہ نصرانیہ ہے یعنی جو مذہب تمھارے شاہ نوبہ کا ہے؟"

سمعان: "ہان جناب عالی اور نصاریٰ عفت کے تحفظ کو بہت اہمیت دیتے ہین۔"

ابوحرملہ: "اچھا تو پھر میری بہ نسبت شاہ نوبہ اسکے زیادہ مستحق ہین۔ اسکی عفت مآبی کی وجہ سے مین نے اسکو معاف کیا۔ لیکن مین اسے مصر نہین بھیجنا چاہتا کیونکہ چند چند روز میں ہم لوگ نوبہ جانیوالے ہین بس اسے شاہ نوبہ کے حوالے کردینگے۔"

دمیانہ نے جب یہ گفتگو سنی تو اُسکا چہرہ خوشی سے چمکنے لگا۔ جوش مسرت مین آنسو اُسکی آنکھون سے ٹپک کر رخسارون پر آئے اور اُسنے امیر کے ہاتھ کو بوسہ دیا اس ادائے احسانمندی سے امیر اور بھی زیادہ متاثر ہوا۔ اور اُس سے کہا۔

ابوحرملہ "اچھا مین نے تمھین چھوڑ دیا۔ ہم لوگ چند روز مین نوبہ جانے والے ہین اسوقت ہم دارالسلطنت دنقلہ کے قریب ہونگے اور تمھین شاہ نوبہ کے پاس بھیجدینگے یہ بات تمھین پسند ہی؟"

دمیانہ نے آنکھون اور سر کو بطور اظہار تشکر جنبش دی۔ اُسے معلوم نہین تھا کہ دنقلہ اس جگہ سے کسقدر دور ہی لیکن ہر حالت مین وہ اس پھندے سے چھوٹنا غنیمت سمجھتی تھی سمعان اچھی طرح ان شہرون سے واقف تھا۔ اُسنے ابوحرملہ سے کہا۔

سمعان "اگر حضور اسکا اپنے لشکر مین رہنا گران سمجھین تو مین یہ عرض کرنا چاہتا ہون کہ مین نوبی ہون اور مجھے اپنے وطن کا بہت اشتیاق ہی لہذا مجھے حضور اجازت دین اور مین اسکو بھی اپنے ساتھ نوبہ پہونچا دونگا"

ابوحرملہ۔ (ہنسکر) مین ہمیشہ دیکھتا ہون کہ تم ہم سے جدا ہونے کے خواہشمند ہو اب پھر تمھین موقع مل گیا خیر جاؤ۔ شاہ نوبہ سے میرا سلام کہنا اور کہنا کہ ہم لوگ اپنے قول و قرار پر قائم ہین۔ میرے غلام سے کہو وہ تمھارے لیے سواری اور زاد راہ کا انتظام کر دیگا (دمیانہ سے) اے حسینہ ہم نے تمھین جو کچھ تکلیف دی اُسے معاف کرنا اور جب اپنے اہل خاندان کے پاس جانا تو ہمین نیکی کے ساتھ یاد کرنا"

دمیانہ کو اسوقت اپنی رفیقہ علیا یاد آئی اور یہ خیال پیدا ہوا آیا اگر وہ میرے ہمراہ ہوگے تو مین اُسکے باپ کی خدمات کا معاوضہ کرون لہذا اُس سے کہا۔

دمیانہ "مین نے آپ کی جو خوش اخلاقی دیکھی ہی اُسکا ہر شخص سے ذکر کرونگی لیکن جب ہم لوگ حلوان مین پکڑے گئے تو میرے ساتھ ایک رفیقہ بھی تھی"

اسوقت دمیانہ کے دل مین فسطاط کے واقعات باپ کا ظلم اور زکریا اور سعید وغیرہ کے متعلق خیالات گردش کر رہے تھے۔ اور اُسے کچھ معلوم نہ تھا کہ کس پر کیا گذری۔ اُسنے سوچا کہ مصر پہونچکر سمعان کے ذریعہ سے زکریا اور سعید کی جستجو کرنی چاہیے۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ اسوان جانے کی طیاری کرنے لگی۔

باب ۵۹

اسوان

اسوان مصر کی جنوبی سرحد پر واقع ہے اور اسکے بعد نوبہ کا علاقہ شروع ہوتا ہے۔ یہ ایک تجارتی شہر ہے اور مصر و سوڈان کے ساتھ اُسکے تجارتی تعلقات قائم ہین۔ اکثر اہل نوبہ نے اسوان کے الحاق کی کوشش کی لیکن مسلمانون نے لڑائیان لڑکر اُسے واپس لیا۔ یہان کثرت سے نخلستان ہین۔ اسوان کے سامنے مغربی صحرا مین ایک دیر بھی ہے جسمین راہب رہتے تھے اور اُسکے آثار ابتک موجود ہین۔ اسوان مین ایک پہاڑ بھی ہے جس سے پتھر کی مصنوعات طیار کیجاتی تھین اور یہ یادگارین ابتک موجود ہین۔

اس زمانہ مین شاہ نوبہ کا فیرقی یا قیرقی تھا۔ اُسے ملک مصر کی ہوس تھی اور چاہتا تھا کہ وہ مسلمانون سے نکل کر رومیون کے قبضہ مین آجاے۔ چنانچہ اسوان کے پادری کی معرفت مخفی طور نامہ و پیام کا سلسلہ جاری تھا اور روم کے قاصد شاہ نوبہ کے پاس آتے رہتے تھے۔ اس موقع پر شاہ نوبہ نے ارادہ کیا کہ وہ بذات خود آے اور پادری سے زبانی گفتگو کرے لہذا وہ بھیس بدل کر روانہ ہوا اور اسوان کے پیچھے

ایک اسلحہ خانہ مین جس سے اُسکے مقربین کے سوا اور کوئی واقف نہ تھا اقامت پذیر ہوا۔ چنانچہ سمعان کو بھی یہ خبر پہونچ گئی تھی۔

الغرض دو دن کے بعد سمعان اور دمیانہ کے لیے سواریان طیار ہوئین۔ یہ اونٹ تھے اور ایک خادم بھی ہمراہ ہوا اس جگہ سے اسوان تھوڑے فاصلہ پر واقع ہو چنانچہ صبح چل کر شام کو وہ نظر آنے لگا۔ سمعان نے دمیانہ سے کہا۔

سمعان "اب ہم لوگ اسوان کے قریب پہونچ گئے ہین یہ وہ اُسکا مشہور پہاڑ ہے جسکے پتھرون سے بت تراشے جاتے ہین پس بہتر ہو کہ ہم جنوب کی طرف چلین"

دمیانہ "اور ہم اسوان مین کیون نہ جائین مین نے سنا ہو کہ وہان ایک متبرک دیر ہو اور مین اُسکی زیارت کی بہت مشتاق ہون"

سمعان "دیر دوسری جانب ہو اور اسلیے نیل کو عبور کرنا بھی ضروری ہو۔ وہان تو جانا پڑیگا لیکن اسوقت ہم کو بادشاہ کے پاس جانا چاہیے"

دمیانہ "کون بادشاہ؟"

سمعان "ہمارا بادشاہ یعنی شاہ نوبہ"

دمیانہ "کیا وہ اسوان مین نہین ہو؟"

سمعان "ہرگز نہین، وہ اسوان مین کیونکر ہو سکتا ہو کیونکہ یہ شہر اُسکی مملکت مین داخل نہین ہو۔ ٹیلون کے پیچھے ایک جگہ ہو جہان اُسکی ایک پلٹن ہو وہان وہ ہوگا"

یہ سُن کر دمیانہ خاموش ہوگئی اور سمعان نے کہا۔

سمعان "غالباً تمھین مصر جانے کی بہت عجلت ہو"

دمیانہ۔ (ہنسکر) "اور کیا تم مجھے اس خواہش پر ملامت کرتے ہو مدت ہوئی کہ مین اپنے خاندان سے جدا ہون لوگ میرے لیے روتے نہین بلکہ غالباً میری زندگی سے مایوس ہوگئے"

سمعان "صاحبزادی مین تم کو ملامت نہین کرتا لیکن ہم شاہ نوبہ کی مدد کے بغیر مصر کا سفر نہین کر سکتے اس کے علاوہ مجھے ابو حرملہ کا پیام بھی پہونچانا ہے"

دمیانہ "بہتر ہے جو مناسب ہو کرو"

جب یہ لوگ پہاڑ کے قریب پہونچے تو شام ہو رہی تھی سمعان نے دمیانہ سے کہا۔

سمعان "ہم لوگ منزل سے ابھی دور ہین پس مین مناسب سمجھتا ہون کہ یہان ٹھہر جائین تمھاری کیا رائے ہے ؟"

دمیانہ "تم مجھ سے کیا پوچھتے ہو۔ جو مناسب ہو کرو"

سمعان نے خادم سے خیمہ نصب کرنے کا اشارہ کیا۔ یہ ایک چھتری کی طرح چھوٹا سا خیمہ تھا۔ دمیانہ نے اس خیمہ مین رات بسر کی۔ سمعان باہر رہا۔ اور خادم اونٹون کے بیچ مین سو رہا۔

فجر کے وقت خادم سمعان کے پاس آیا۔ سمعان نے پوچھا کہ رات کو کوئی شخص ادھر سے گزرا تھا اوس نے کہا کہ ہان تین سوار گزرے تھے۔ انکے ساتھ خادم بھی تھا جب وہ میرے قریب آیا تو مین نے اوس سے پوچھا کوئی ڈر کی بات تو نہین ہے ؟ اوس نے کہا بالکل نہین کیونکہ یہ شہر کا پادری ہے اور اوسکے ساتھ اوسکے دو خادم ہین"

سمعان خادم سے یہ سن کر تھوڑی دیر سر جھکائے بیٹھا رہا پھر مسکرایا اور ایک اشارہ کیا جسکا مطلب یہ تھا کہ مین اس راز کو پا گیا۔ پھر اوس نے خادم سے کہا۔

سمعان "تم اونٹون کے پاس جاؤ اور جبتک ہم آئین وہین ٹھہرو"

پھر سمعان نے دمیانہ سے کہا "کیا تم میرے ساتھ چلو گی ؟ کیونکہ مین شاہ نوبہ کے پاس جا رہا ہون۔ مین اوس سے مل کر سفر کی اجازت لونگا اور واپس چلا آؤنگا"

دمیانہ "اگر تمھارے نزدیک میرے جانے سے کچھ فائدہ ہو تو مین چلنے کو طیار ہون"

تھی جو تاج کے مشابہ تھی - گلے مین ایک سونے کی مرصع صلیب پڑی تھی -
بادشاہ چارزانو بیٹھا ہوا تھا۔ تلوار گود مین رکھی تھی حالت سے درست سر اور عطر لگائے اور جوتے اُتارے ہوئے بیٹھا تھا - وہ درمیانی عمر کا آدمی تھا کسیقدر بال سفید ہو چلے تھے لیکن اُسکے قویٰ صحیح تھے - چہرہ چمک رہا تھا کمر مین ایک ریشمی پٹکہ تھا -

بادشاہ نے جب سمعان کو آتے ہوئے دیکھا تو اُسے مرحبا کہا۔ سمعان نے جھک کر بادشاہ کے گھٹنے کو بوسہ دیا - بادشاہ نے بیٹھنے کا اشارہ کیا - چنانچہ وہ اُسکے سامنے مؤدب بیٹھ گیا جسکے بعد بادشاہ نے کہا -

بادشاہ " تم کہان سے آرہے ہو ؟ "
سمعان " حضور نے مجھے جس خدمت پر مامور کیا تھا مین وہین سے آرہا ہون "
بادشاہ " یعنی یجاسے ؟ آجکل امیر کون ہے اور تم نے اُسے کیسا پایا ؟ "
سمعان " اُسکا نام ابو حرملہ ہے "
بادشاہ " ابو حرملہ ؟ نوبی ؟ "
سمعان " نہین حضور، امیر بجانے اپنا نام اس سردار کے نام پر اُسکی شجاعت اور دلیری کی وجہ سے رکھ لیا ہے "
بادشاہ " اسکی کیا پالیسی ہے کیا ہمارے ساتھ ہے ؟ "
سمعان " پہلے تو ہمارے ساتھ نہین تھا لیکن اب اس نے اُسے نوبی بنا لیا ہے - یہ لوگ قتل و غارت کا مشغلہ رکھتے ہین جب اُنھین یہ معلوم ہوا کہ ہم مسلمانون سے لڑنا چاہتے ہین اور اُنھین لوٹ مار کا موقع ملے گا تو وہ ہمارے ساتھ ہو گئے "

بادشاہ " تم نے اُنکو اصلی مقصد بھی بتا دیا ؟ "
سمعان " یہ لوگ عیسائی نہین ہین اور اسلیے وہ الحاق روم کا مطلب نہین سمجھتے

مین نے تم کے امیر سے یہ کہدیا ہے کہ جب ہمارے اور مسلمانون کے درمیان جنگ ہوگی تو وہ ہماری جانب ہوگا ۔"

بادشاہ دہنکر - اہل بجا اہل نوبہ کے ہمیشہ سے دوست ہین مجھے خوب یاد ہے کہ والد ماجد کے عہد حکومت مین مین ایک مہم پر بھیجا گیا تھا اور بجا کا سردار میرے ساتھ تھا - ہم لوگ بغداد گئے تھے جو مسلمانون کا دار الخلافہ تھا تاکہ جزیہ وغیرہ کے متعلق ہمارے ساتھ جو بدمعاملگی کی جاتی تھی اُسکی شکایت کرین - مین اُس زمانہ مین بالکل لڑکا تھا - اُس زمانہ مین جو خلیفہ تھا وہ بڑی تعظیم و تکریم سے ہمارے ساتھ پیش آیا - ہم کو تحائف دیے - محلون مین ٹھہرایا اور بڑے اہتمام کے ساتھ اُسنے ہماری مہمانی کی - اُس زمانہ مین جو خیرات مین نے دیکھی اُسکی مثال یہان نہین ملتی - جب مین واپس ہوا تو خلیفہ نے مجھے ایک گھوڑا مع زین و لگام کے دیا - ایک مرصع تلوار دی جو میرے پاس موجود ہے - ایک قیمتی خلعت دیا اسیطرح ہمارے ساتھ کے لوگون کو بھی تحفے دیے گئے - اور سب سے بڑی بات یہ کہ خلیفہ نے ہماری شکایات پر توجہ کی اور جب تحقیقات سے یہ معلوم کیا کہ اُسکا عامل واجب سے زیادہ خراج وصول کرتا ہے تو تخفیف کا حکم دیا - الغرض ہم نے اس خلیفہ کو بہت خوش اخلاق پایا اُس زمانہ مین ہر طرف امن و امان تھا لیکن اس خلیفہ کے انتقال کے بعد حالات متغیر ہوگئے اور عامل مصر نے ہمارے ساتھ پھر بدمعاملگی اور مخالفت شروع کی - اصل یہ ہے کہ ان مسلمانون سے تو شاہ روم ہمارے لیے زیادہ بہتر ہے - کیونکہ یہ لوگ مذہبی اختلاف رکھتے ہین - ہمارے مال پر قبضہ کرنے مین کوئی دقیقہ نہین اُٹھا رکھتے - لوگون کو غلام بناتے ہین اس سے زیادہ اور مین کیا تفصیل کرون -

سمعان نے اظہار تصدیق و عقیدت کے لیے سر جھکایا اور کہا -

سمعان - بہر کیف اہل بجا ہمارے ساتھ ہین - مین نے تم کے امیر مین پورا میلان محسوس کیا ہے تم اسکو یہ معلوم نہین ہوا کہ مین جاسوس کے طور پر اُسکے پاس آیا ہون اُس نے

مجھے ترجمان بنا لیا۔ اسوقت موقع پاکر مین نے اُس سے دنقلہ جانے کی اجازت حاصل
کی حالانکہ مجھے معلوم تھا حضور یہان ہین "

بادشاہ "ہان مین بھیس بدل کر یہان آیا تا کہ پادری سے زبانی گفتگو کرون کیونکہ اسی کی
معرفت شاہ روم سے مخفی طور پر نامہ و پیام ہوتے ہین۔ وہ کل شام کو میرے پاس آیا تھا اور
دیر تک باتین کرتا رہا۔ میرے خیال مین اُس نے پوری کوشش کی ہے۔ اب پادری مخائیل
کا حال معلوم کرنا باقی ہے"

سمعان "کیا ابتک اُنھین کوئی خط نہین لکھا گیا ؟"

بادشاہ "ہم نے کئی خط بھیجے لیکن کسی کا جواب نہین آیا اور اسلیے ہم فیصلہ نہین کر سکتے
کہ وہ ہمارے ساتھ ہین یا نہین "

سمعان " وہ یقیناً ہمارے ساتھ ہین "

بادشاہ "یقیناً نہ کہو، کیونکہ اگر وہ ہمارے ساتھ ہوتے تو ہمارے خطوط کا جواب دیتے"

سمعان "ممکن ہے کہ خطوط اُن تک نہ پہونچے ہون یا جواب ہم تک نہ پہونچ سکے ہون"

بادشاہ تھوڑی دیر سر جھکائے ہوئے خاموش رہا پھر اُس نے کہا

بادشاہ "تم سچ کہتے ہو۔ خطوط راستہ مین ضائع ہو جاتے ہین اچھا تم پادری مخائیل
کے پاس میری طرف سے جا سکتے ہو ؟ تم اُنسے زبانی پیام کہو اور اُنسے آخری جواب لاؤ۔
تم کو چاہیے کہ اُنکو آمادہ کرنے مین اپنی قابلیت صرف کر دو۔ کہو ایسا کرو گے ؟"

سمعان "حضور مین حاضر ہون "

بادشاہ "تم کو پادری کا مستقر معلوم ہے ؟"

سمعان "غالباً وہ دیر ابی سفار مین ہین "

بادشاہ "تم دیر سے واقف ہو ؟ اور تمھین یقین ہے کہ پادری اسی دیر مین ہے ؟"

سمعان "مین دیر سے واقف ہون۔ پادری صاحب اگر دیر مین نہ ہوئے تو جہان

ہونگے مین وہان چلا جاؤنگا حضور مطمئن رہین "
بادشاہ - (مسکرا کر) تم محب صادق ہو۔ ہم تمھین اسکا بہترین بدلہ دینگے۔ اگر ہم اپنے مقصد مین کامیاب ہوگئے تو تمھین اسکا اپنے سے اچھا صلہ ملے گا "
سمعان نے اُنکا شکریہ ادا کیا اور کہا۔
سمعان "مین کسی صلہ کا طالب نہین۔ مجھے حضور سے جو محبت ہے اُسکی بنا پر اور مذہب کی خدمت سمجھکر یہ سب کچھ کر رہا ہون "
بادشاہ "تم کب سفر کروگے ؟ "
سمعان "جب حضور کا حکم ہو۔ لیکن مین یہ عرض کرنا چاہتا ہون کہ میرے ساتھ ایک لڑکی بھی ہے جو اہل بجا کی قید مین تھی مجھسے کہا گیا ہے کہ مین اُسے اُسکے گھر تک پہونچا دون۔ لہذا مین چاہتا ہون کہ اُسے پہونچا دون۔ ہمارا سفر براہ راست غربی صحرا سے ہوگا "
بادشاہ "جسکو چاہو اپنے ساتھ رکھو اور جس چیز کی ضرورت ہو وہ ہمراہ لے لو۔ ہم اپنے خزانچی سے کہے دیتے ہین تم کو جسقدر روپیہ یا سواریون کی ضرورت ہوگی وہ بہم پہونچا دیگا "
سمعان "حضور ہمین کسی چیز کی ضرورت نہین ہم جس راستہ پر سفر کرینگے اُدھر سے سوداگرون کے قافلے بکثرت گزرتے ہین جو گوند ہاتھی دانت وغیرہ مصر کو لیجاتے ہین۔ ہم کسی قافلہ کے ساتھ ہو لینگے۔ اپنی غرض مخفی رکھینگے مین اس لڑکی کا خادم بنجاؤنگا "
بادشاہ "یہ لڑکی کون ہے ؟ "
سمعان "مین نے حضور سے عرض کیا ہے کہ وہ اہل بجا کی قید مین تھی یہ لوگ اُسے حلوان سے لائے تھے جو فسطاط کے نواح مین واقع ہے امیر اُسے اپنی بیوی بنانا چاہتا تھا لیکن اُس نے اپنی پرہیزگاری کی وجہ سے یہ بات منظور نہین کی اور موت کو ترجیح دی "
سمعان نے دمیانہ کا پورا واقعہ بیان کیا جس سے بادشاہ دمیانہ کی مذہبی پابندی پر سخت متعجب ہوا اور اُسکی عفت مآبی کی تحسین کی۔

بادشاہ "کیا یہ لڑکی تمھارے ساتھ ہے؟"
سمعان "جی ہان وہ دوسرے خیمہ مین ہے"

بادشاہ نے تالی بجائی - ایک غلام حاضر ہوا - بادشاہ نے حکم دیا کہ اُس قبطی لڑکی کو جو زنانہ خیمہ مین ہے حاضر کرو - اور سمعان سے کہا کہ مین تمھین مصر تک اس لڑکی کے ساتھ بھیجتا ہون اور یہ اُسکے احترام کے طور پر حکم دیتا ہون استنے مین غلام حاضر ہوا اور کہا کہ لڑکی دروازہ پر حاضر ہے سمعان یہ سن کر فوراً کھڑا ہوا تاکہ دمیانہ کو بادشاہ کے روبرو آنے مین پس و پیش نہو -

دمیانہ سر جھکائے ہوئے خیمہ مین داخل ہوئی - بادشاہ نے اُسے دیکھکر کہا -

بادشاہ "تم خوب آئین ای پاکباز اور پرہیزگار لڑکی مین نے تمھاری دینداری اور عفت شعاری کا حال سنا تو تمھین دیکھنے کا اشتیاق پیدا ہوا - مین تمھین مبارکباد دیتا ہون جناب مسیح تمھارے محافظ ہون"

دمیانہ نے احترام و حیا کے ساتھ اپنے سر کو جنبش دی بادشاہ نوبہ نے قبطی زبان مین کہا -

بادشاہ "ہم نے اپنے دوست سمعان کو ہدایت کی ہے کہ وہ تمھین تمھارے گھر تک پہونچادین"

دمیانہ یہ سن کر بہت خوش ہوئی اور شاہ نوبہ کی اس مہربانی کا اُس نے شکریہ ادا کیا -

کچھ عرصہ کے بعد دمیانہ اور سمعان شاہ نوبہ سے رخصت ہو کر اپنی فرودگاہ پر آئے اور پھر سوار ہو کر قریب کے ایک دیر مین پہونچے اور قافلہ کا انتظار کرنے لگے - سمعان نے یہان پہونچکر خادم کو رخصت کر دیا اور اُسکے ذریعہ کچھ باتین ابو حرملہ کو کہلا بھیجین - اُسکے جانے کے بعد سمعان نے ایک دوسرا خادم اونٹون کی محافظت اور ساتھ چلنے کے لیے

کرینگے۔ اگر اُسکا پتہ چل گیا تو اور لوگون کا حال بھی معلوم ہو جائیگا“

سمعان ”اگر اُسکا پتہ نہ چلا“

دمیانہ ”تو ہم زکریا کی جستجو کرینگے“

اسکے بعد یکایک دمیانہ کو اپنی مصیبتین یاد آنے لگین اور اُسکا دل اُداس ہو گیا۔
دمیانہ اور سمعان کے اونٹ برابر برابر چل رہے تھے جب یہ لوگ اہرام کے قریب
پہونچے تو انھون نے ایک طرف حلوان کو دیکھا اور دوسری طرف اُنھین مقطم نظر آیا۔
مقطم کا قبۃ الہوا بھی دکھائی دیا جسے دیکھکر دمیانہ کو وہ دن یاد آیا جب وہ نہر کے اجرا
کا جلسہ دیکھنے کے لیے یہان آئی تھی وہ یکایک خاموش اور ملول ہو گئی۔ آنکھون مین
آنسو بھر آے اور چہرہ سے انقباض ظاہر ہونے لگا۔ یہ حالت دیکھکر سمعان متاثر ہوا اور
اُس نے کہا۔

سمعان ”صاحبزادی جناب مسیح کا شکر ادا کرو کہ تم نے اس قید و ذلت سے نجات پائی“

دمیانہ ”مین اُسکا ہر وقت شکریہ ادا کرتی ہون اُس نے تم کو میری نجات کے لیے مسخر کیا۔
لیکن جب مین اپنی مصیبتین یاد کرتی ہون اور یہ دیکھتی ہون کہ میرے نہ بھائی ہے نہ بہن
ہے نہ مان اور باپ نے مجھپر یہ ظلم کیا تو میرا دل بھر آتا ہے لیکن ——— افسوس“

اتنا کہکر دمیانہ خاموش ہو گئی اور اُسکے چہرہ سے یاس و شرم ظاہر ہونے لگی
کیونکہ اُسے سعید کا خیال آگیا تھا سمعان نے دمیانہ کی اُداسی اور رنجیدگی کم کرنے
کے لیے کہا۔

سمعان ”صاحبزادی، انسان مصیبتون کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔ سچا عیسائی وہ ہے
جو حضرت مسیح سے تشبیہ حاصل کرے جس نے تکلیفین اُٹھائین اور ہمارے لیے سولی پائی
اور یہ سب باتین صبر کے ساتھ برداشت کین“

سمعان کی زبان سے یہ مذہبی دلیل سنکر دمیانہ کا دل ٹھکانے ہوا لیکن اُسکے جذبات

نکلنے کا کوئی موقع نہین آیا- وہ چاہتی تھی کہ سعید کا ذکر کرے لیکن حیا روک دیتی تھی- یہ حالت محسوس کرکے سمعان نے کہا-

سمعان "مین جانتا ہون کہ تمھارے دل مین ایک بات ہو جسکی تصریح سے شرم روکتی ہو- سعید تمھاری اُمیدون کا مرکز ہو اور جب تم اُسے دیکھوگی تو اپنی تمام مصیبتین بھول جاؤگی- یہی بات ہو نا؟"

دمیانہ "تم نے سچ کہا لیکن کیا مین سعید کو دیکھ سکونگی؟ وہ کہان ہو؟ قید مین ہو؟ یا آزاد ہوگیا ہو؟ یا پھر کسی مصیبت مین گرفتار ہوا- سعید سعید- آہ سعید"

اتنا کہکر دمیانہ زار زار رونے لگی- سمعان کو خوف پیدا ہوا کہ قافلہ والون مین سے کوئی اُسکی آواز نہ سن لے لہذا اُس نے اونٹ کی رفتار سُست کردی- اور قافلہ آگے نکل گیا اور تھوڑی دیر مین اہرام کے قریب پہونچ گیا- ابوالہول اور مینارون کو دیکھکر سمعان اور دمیانہ نے محسوس کیا کہ اب منزل قریب آگئی ہو

دمیانہ چونکہ سمعان سے نہایت مانوس ہوگئی تھی اور سمعان زکریا کے ساتھ ظاہری و باطنی مشابہت رکھنے کی وجہ سے اُسے زکریا ہی کیطرح معلوم ہوتا تھا اسلیے دمیانہ اُس سے بے تکلف ہوتی جاتی تھی چنانچہ اُسنے کہا-

دمیانہ "سمعان، کیا تمھارے خیال مین ان مصیبتون کو بھول سکتی ہون؟"

سمعان "خدا سے تو یہی اُمید ہو- مین اُسوقت تک تمھارے ساتھ ہون جبتک تم اپنے ٹھکانے نہ پہونچ جاؤ اور تمھاری طرف سے میرا دل مطمئن نہ ہو جاے"

اتنا کہکر سمعان خاموش ہوگیا اور اُسکا چہرہ متغیر ہونے لگا- دمیانہ نے یہ حالت دیکھکر سبب پوچھا تو سمعان نے کہا-

سمعان "مین جب اس رستہ سے گزرتا ہون اور فسطاط کو دیکھتا ہون تو میرا دل اُداس ہوجاتا ہو اور ایک واقعہ یاد آجاتا ہو جسکو مین بھلانا چاہتا ہون لیکن نہین

بھولتا اگر تم اسکی پروا نہ کرو اور سعید الخیر کا قصہ چھیڑو۔"

سمعان نے ظرافت کے پیرایہ مین یہ اسلیے کہا کہ دمیانہ کا خیال دوسری طرف منعطف ہوجاے۔ دمیانہ یہ سن کر ہنسی لیکن اُسے سمعان کا قصہ معلوم کرنے کا بہت شوق پیدا ہوا۔

دمیانہ "تمھاری اُداسی سے مجھے بہت فکر ہوئی۔ تمھارا قصہ کوئی عجیب قصہ معلوم ہوتا ہو۔"

سمعان "قصہ تو عجیب ہو لیکن بہت پرانا ہو اور اب مین اُسے بھول چلا ہون۔"

دمیانہ "تم کہہ چلو تاکہ اسطرح رستہ طی ہو۔"

باب ۶۲

یورش

سمعان "خیر اگر میرے واقعات سے تمھین کچھ دلچسپی ہوسکتی ہو تو مین بیان کرتا ہون۔ میرا ایک اور مجھسے چھوٹا بھائی بھی تھا۔ ہم دونون نے شاہ نوبہ کے حضور مین پرورش پائی یعنی موجودہ شاہ نوبہ کے دادا کے زمانہ مین۔ ہم نہایت عیش و عشرت کے ساتھ رہتے تھے۔ کھانے پینے اور کھیلنے کودنے کے سوا ہمارا کوئی شغل نہین تھا اور بادشاہ کی ہم پر خاص نظر عنایت تھی۔ ہم کم عمر ہی تھے کہ مسلمانون کا خلیفہ عبداللہ مامون مصر مین آیا۔ ہمارے بادشاہ اور اُسکے درمیان خط و کتابت ہوئی۔ ہمارے بادشاہ کو عامل مصر کی بدمعاملگی سے شکایت تھی۔ کیونکہ وہ واجب سے زیادہ خراج ہم سے وصول کرتا تھا۔ الغرض بادشاہ نے خلیفہ کا آنا غنیمت سمجھا اور اُسکی خدمت مین پشمینہ۔ ہاتھی دانت وغیرہ اشیا تحفہ کے طور پر بھیجین۔ ان تحائف مین مجھے اور میرے بھائی کو بھی بھیجدیا۔ چنانچہ ہم دونون کو اس شہر (فسطاط) مین لایا گیا۔

مامون نے ان تحائف کو قبول کر لیا۔ بعض چیزیں ارکان دولت میں تقسیم کر دیں
بعض غلاموں کو آزاد کر دیا چنانچہ میں بھی اُنھیں میں تھا۔ میرا یہ خیال تھا کہ یا تو ہم دونوں
کو ایک ساتھ آزاد کر دیگا یا ایک ساتھ اپنے ہمراہ رکھے گا۔ مجھے اپنے بھائی سے بہت محبت
تھی لیکن اُس نے ایسا نہیں کیا۔ میں اس بات پر بہت رویا اور کچھ دنوں کے بعد
مجھے معلوم ہوا کہ مامون بغداد روانہ ہو گیا چنانچہ میں مایوس ہو کر شاہ نوبہ کی خدمت
میں حاضر ہو گیا اور اب تک موجود ہوں۔ اُس دن سے جب کبھی میں فسطاط کا نام
سنتا ہوں تو میرا دل تڑپ جاتا ہے۔ چہ جائیکہ میں اُسے اپنی آنکھ سے دیکھوں"
دمیانہ "تم اپنے بھائی کے کھو جانے پر جسقدر افسوس کرو کم ہے" دمیانہ کے دل میں ایک
بات آئی اور اُس نے پوچھا "تمھارے بھائی کا نام کیا تھا؟"
سمعان "ابراہیم"
دمیانہ کچھ اور توضیح چاہتی تھی لیکن اُس نے اہرام کے پاس ایسا منظر دیکھا
جس سے رنگ رخ متغیر ہو گیا اُس نے دیکھا کہ قافلہ پر سواروں کی ایک جماعت
ٹوٹ پڑی جنگی وردیوں سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ سپاہی ہیں۔
دمیانہ "خدا بھلا کرے سپاہیوں نے قافلہ پر یورش کی"
سمعان "خدا انکا برا کرے اُسپر یورش کی اور اُسے لوٹ لیا۔ سپاہ رہنمائی کے لیے
ہے نہ کہ رہزنی کے لیے۔ دیکھیے وہ آدمیوں اور مال سب کو ایک ساتھ لیے جاتے ہیں۔ اچھا
اب ہمارے لیے یہ مناسب ہے کہ ہم کسی جگہ چھپ رہیں تاکہ ہم کو کوئی گزند نہ پہنچے۔ اگر
میں تنہا ہوتا تو رفاقت سے منھ موڑنا پسند نہ کرتا لیکن میں تمھیں بچانے کے لیے ایسا
کر رہا ہوں"
یہ کہکر سمعان نے ایک پرانی عمارت کی آڑ میں آ جانے کا ارادہ کیا جو فراعنہ کی
تعمیرات میں سے وہاں باقی تھی۔ اسوقت دمیانہ خوف سے کانپ رہی تھی لیکن سمعان

اُسے تسلی دے رہا تھا۔

سمعان "تم خوف نہ کرو۔ سپاہی اس جگہ نہین آئینگے۔ اُنھون نے ہم کو نہین دیکھا ہے۔ تھوڑی دیر مین شام ہوا چاہتی ہے۔ اندھیرا ہو جانے پر ہم نکلینگے اور آگے چل کر کسی سرائے مین ٹھہر جائینگے اور صبح کو فسطاط روانہ ہو نگے۔"

دمیانہ "مین ڈر رہی ہون کہ اُنمین سے کوئی آنہ جائے۔"

سمعان "تم بالکل نہ ڈرو۔ ہم جانے سے پہلے تفتیش کر لینگے اور اگر کسی کو پائینگے تو چھپ رہینگے۔"

اس گفتگو کے بعد دونون اس ویرانہ مین بیٹھ گئے۔ سنسان جگہ کی وحشت کا اثر اُنپر بھی پڑا اور وہ بولنے لگے۔ سمعان نے اُنکو چپ کرنے کے لیے چارہ ڈال دیا تاکہ اُنکی آواز سنکر کوئی اُدھر نہ آجائے۔

جب سورج ڈوب گیا اور اندھیرا پھیلنے لگا تو اس ویرانہ مین اور زیادہ وحشت پیدا ہوئی۔ دمیانہ خوف کی وجہ سے نماز مین مشغول ہو گئی۔ اس جگہ سانپ بہت کثرت سے ہوتے ہین علاوہ برین لوگون کا اعتقاد تھا کہ یہان جنات بھی رہتے ہین۔ اگر ایمان اور نماز کی طاقت نہ ہوتی تو یہ لوگ ایک لمحہ یہان نہ ٹھہر سکتے۔ دونون اسوقت سخت پیاسے تھے کیونکہ پانی کی مشکین بھی قافلہ کے ساتھ رہ گئی تھین۔ جب خوب اندھیرا ہو گیا تو سمعان نے کہا۔

سمعان "اچھا اب چلو سوار ہون اور اہرام کی طرف چلین کوئی آدمی کہین نظر نہین آتا۔ اور نہ کسی کی آواز سنائی دیتی ہے۔ اب وہ سب لوگ فسطاط چلے گئے۔"

دمیانہ اُٹھی اور دونون اونٹ پر سوار ہو کر روانہ ہوئے فضا مین جو خاموشی پھیلی ہوئی تھی اُس سے یہ دونون نہایت متوحش ہو رہے تھے اور اسی وجہ سے اُنھون نے رستہ مین باہم کوئی بات چیت نہین کی۔ اسوقت ایک طرف ریت کے ٹیلے اور دوسری

طرف دریاے نیل کے باغ تاریکی کی وجہ سے مہیب اور دہشتناک صورتون مین نظر آرہے تھے۔

باب ۶۳

تاریکی مین ایک شبیہ

سمعان اپنے اونٹ پر سے گردن اُٹھا اُٹھا کر چارون طرف دیکھ رہا تھا تاکہ کوئی چور یا سپاہی نہو لیکن ابوالہول اور اہرام کے سوا کوئی نظر نہین آیا اور جسقدر وہ نزدیک ہوتے گئے اِن کی اشکال واضح ہوتی گئین سمعان کے کان آواز پر لگے ہوے تھے لیکن اونٹ کی آواز رفتار اور اپنے تنفس کے سوا کوئی آواز بھی اُسکے کانون مین نہین آئی۔جب ابوالہول قریب آیا تو اُسنے اونٹ کی مہار کھینچ لی اور آہستہ چلنے لگا وہ ابوالہول کے قریب اور بڑے مینار کے سامنے پہونچا تھا کہ اُسے ایک شبیہ نظر آئی اور یہ معلوم ہوا کہ کوئی شخص خوفزدہ اور چورون کی طرح مینار کے پاس چل رہا ہی۔بظاہر ایسا معلوم ہوا کہ وہ کوئی عام شخص ہی لیکن تاریکی کی وجہ سے اُسکا چہرہ معلوم نہو سکا۔

سمعان نے جب اُسے چورون کی طرح دبکتے ہوے دیکھا تو اپنا اونٹ ٹھہرایا جسپر وہ شخص ایک لمحہ کو ٹھہر گیا اور پھر مینار کی سیڑھیون پر چڑھنے لگا۔اب سمعان کو یقین آگیا کہ کوئی خوف کی بات نہین ہی۔پس اُسنے اُسی مینار کی طرف رخ کیا اور اُس شخص کے پاس پہونچا۔سمعان نے اپنے دل مین کہا کہ اس شخص سے پانی کے متعلق سوال کرنا چاہیے لہذا اُسنے قبطی زبان مین کہا۔

سمعان ''تم کون ہو؟''

شخص ''مین یہین کا رہنے والا ہون اور تم کون ہو؟''

سمعان ''ہم مسافر ہین۔ پانی کی خواہش ہی کیا تمھین معلوم ہی کہ یہان کہین پانی ہی؟''

شخص ''ہان اس نواح مین ایک چشمہ ہی جسمین بکثرت پانی ہی تم دونون ادھر آؤ تا کہ مین تمھین بتادون''

دمیانہ یہ گفتگو سن رہی تھی اور اُسے خوف تھا کہ شاید یہ شخص کوئی سپاہی ہو لیکن اُسکی آواز سنکر دل دھڑکنے لگا کیونکہ وہ زکریا کی آواز سے مشابہ تھی لیکن اُس نے صبر کیا کہ ایک دفعہ اور اُسکی آواز سن لے چنانچہ سمعان نے اُس سے جب پوچھا کہ فسطاط کا قریب ترین رستہ کون ہی تو اُس نے کہا ''تم لوگ ان باغون مین ہوتے ہوے دریا کے کنارے چلے جاؤ۔ وہان ایک کشتی کا پل ملے گا اسے عبور کرنے کے بعد دوسرا پل آئیگا اور پھر فسطاط ہی''

دمیانہ کو اسوقت خفقان ہو رہا تھا کیونکہ یہ بالکل زکریا کی آواز تھی پھر اُسنے اس شخص کی رفتار پر غور کیا تو اُسے یقین آیا کہ یہ زکریا ہی۔ لیکن فرط استعجاب و مسرت سے وہ بیخود ہو رہی تھی اور حیران تھی کہ کیا کہے آخر اُس نے اپنے آپکو سنبھال کر کہا۔

دمیانہ ''چچا، کیا تم اس رستہ مین ہمارے ہمراہ چلو گے؟''

دمیانہ نے عالم تاثر مین بہت پست آواز کے ساتھ یہ الفاظ کہے لیکن سمعان کو اُسکی دخل دہی اور اس آواز سے تعجب ہوا اس شخص نے جب دمیانہ کی آواز سُنی تو وہ اُسکی طرف ہمہ تن متوجہ ہو گیا لیکن تاریکی کی وجہ سے کچھ دیکھ نہ سکا اور اُس نے کہا۔

شخص ''مین تم لوگون کی خدمت مین ہون جہان کہو چلون۔ تو کیا ہم سیدھے چلین''

دمیانہ ''پہلے تو ہم پانی پئینگے اور پھر یہان سے دیر معلقہ جائینگے''

دیر معلقہ کا لفظ سنتے ہی اس شخص پر ایک حالت طاری ہوئی اور اُس نے اونٹ کی مہار تھام لی۔ اور کہا۔

شخص " تم کون ہو؟ کیا صاجزادی دمیانہ۔ دمیانہ؟"

دمیانہ نے چلا کر " زکریا" کا نام لیا۔ اسوقت دمیانہ کی یہ حالت تھی کہ اونٹ پر سے گری پڑتی تھی جب سمعان نے زکریا کا نام سنا تو سمجھ گیا کہ یہ وہی خادم ہے جسکا وہ اکثر ذکر کرتی ہے پس وہ اونٹ سے اُترا اور دمیانہ کے اونٹ کو بٹھا کر اُسے اُتارا۔

زکریا نے دمیانہ کے ہاتھ کو بوسہ دیا اور اُسکے جوش مسرت کا یہ عالم تھا کہ اگر شرم دامنگیر نہ ہوتی تو وہ اُسے گلے سے لگا لیتا۔ زکریا کو محسوس ہو رہا تھا کہ اسوقت وہ عالم خواب میں ہے کیونکہ یہ بات اُسکے خیال میں بھی نہ تھی اور وہ دمیانہ کو اہل بجا کی قید میں سمجھ رہا تھا۔ دونوں ایک دوسرے سے سوال کرنے لگے۔ زکریا نے کہا۔

زکریا " صاجزادی دمیانہ، تم اسوقت یہان ہو مین تمھاری سلامتی پر جناب مسیح کا شکر ادا کرتا ہون، تم یہان کیونکر پہونچین؟ تمھین کس نے رہائی دی؟"

دمیانہ " تم مجھے صاجزادی نہ کہو، تم میرے چچا ہو اور یہ دوسرے چچا ہین جنھون نے مجھے اہل بجا سے نجات دلوائی اور سخت تکالیف اُٹھا کر یہان تک پہونچایا۔"

زکریا نے سمعان سے مصافحہ کیا اور اسکی مہربانی کا شکریہ ادا کیا لیکن اندھیرے کی وجہ سے ایک دوسرے کو نہ دیکھ سکا۔ سمعان بھی اس اتفاقی ملاقات سے کچھ کم مسرور و متعجب نہین تھا۔

سمعان " خدا کا شکر ہے کہ میری مہم نہایت آسانی کے ساتھ انجام پذیر ہوئی۔ مین تم دونون کو اس ملاقات پر مبارکباد دیتا ہون۔"

زکریا " تم دونون ہرم کی دیوار کے پاس ٹھہرو مین تمھارے لیے پانی لاتا ہون۔ پانی پی لو تو پھر ایک ساتھ فسطاط روانہ ہون۔

یہ کہکر زکریا روانہ ہوگیا اور تھوڑی دیر مین پانی لے کر آیا جسے دونون نے پیا۔ دمیانہ کو بڑی خواہش تھی کہ سعید کا حال دریافت کرے لیکن حیا مانع تھی آخر مین اُسنے کہا۔

دمیانہ "اتنے دنون تک تم کہان رہے سب خیریت ہی؟"۔

زکریا دمیانہ کا مطلب سمجھ گیا اور جواب دیا۔

زکریا "میرا قصہ طولانی ہی مین عنقریب بیان کرونگا۔ باقی خدا کا شکر ہی ہر بات آرزو کے مطابق ہی۔ جناب سعید صاحب تمھارے آنے کے منتظر ہین اور سخت بے قرار ہین۔ مین تمھین مبارکباد دیتا ہون کہ صاحب مصر کی نظر مین اُنکی بڑی عزت ہی اور وہ اسوقت نہایت ذی اثر ہین"

دمیانہ زکریا کی باتین سن کر باغ باغ ہو رہی تھی جب وہ اپنی گفتگو ختم کر چکا تو دمیانہ نے آسمان کی طرف ہاتھ اُٹھا کر کہا "خدایا تیرا شکر ہی تو نے اُنھین بچایا اب نذرین مجھپر واجب ہوگئین"

سمعان "مین کہہ نہین سکتا کہ اسوقت مجھے کسقدر خوشی ہوئی ہی مین تمھین اسکی مبارکباد دیتا ہون اور اجازت چاہتا ہون کہ اب مین اپنے کام پر روانہ ہو جاؤن"

دمیانہ "ہرگز نہین۔ اسطرح مین تمھین نہین جانے دونگی۔ میرا فرض ہی کہ مین تمھاری اس تکلیف کا معاوضہ کرون"

سمعان "مین معاوضہ کا بالکل مستحق نہین ہون۔ اب مین ایک ضروری کام کو جاتا ہون اور اسکے بعد تمھارے پاس واپس آؤنگا"

زکریا "لیکن بھائی صاحب ابھی تمھارا یہ کام پورا نہین ہوا کیونکہ مین انکی خدمت مین رہنے کے لیے آزاد نہین ہون"

دمیانہ "یہ کیون؟"

زکریا "صاحبزادی مین قیدی ہون"

دمیانہ "قیدی ہو میں تو تمھیں آزاد دیکھتی ہون"
زکریا "ہان میں قیدخانہ سے آیا ہون اور مجھے واپس جانا ضرور ہے"
دمیانہ "کیا تم اپنے آپ چلے جاؤگے؟ آزاد ہو کر اپنے آپکو مقید کرلوگے؟"
زکریا "مین ایک شخص کی ضمانت پر یہ وعدہ کرکے آیا ہون کہ ہرم مین ایک چیز مین نے رکھدی ہی اُسے لیکر واپس آتا ہون اس وعدہ کی پابندی میرے لیے ضروری ہے"
دمیانہ "تم سچ کہتے ہو شریف آدمی کا وعدہ ایک قرض ہی لیکن تم کیونکر قید ہوے یہ بات میری سمجھ مین نہین آئی"
زکریا "میرا قصہ طویل ہی مین رستہ مین تم سے بیان کرونگا اب مین تم سے اجازت چاہتا ہون کہ اس ہیار پر چڑھکر ایک کام کرلون اور ابھی واپس آتا ہون"
زکریا مینار پر چڑھا اور ذرا دیر مین واپس آکر اُسنے کہا۔
زکریا "اچھا اب تم میرے ساتھ نشیب کی طرف چلو مین نے وہان اپنا گدھا باندھ دیا ہی اُسپر سوار ہو لون تو تمھارے ساتھ چلون"
الغرض زکریا سوار ہو کر دونون اونٹون کے درمیان چلا اور اُسنے تمام واقعات اول سے آخر تک دمیانہ سے بیان کیے اور کہا کہ جب مین قیدخانہ مین بھیجا گیا تو کچھ عرصہ کے بعد سعید کو اطلاع دینے کا موقع ملا۔ سعید اب خدا کے فضل سے بہت صاحب اثر ہو گئے ہین چنانچہ اُنکے توسط سے مین قیدخانہ سے اس شرط پر نکلا ہون کہ ہرم سے ایک چیز لے کر مین سعید کے مکان پر جاؤنگا اور وہان سے قیدخانے پہونچونگا۔
اسکے بعد دمیانہ نے اپنا سب حال سنایا۔ سمعان نے جب زکریا کی گفتگو مین پادری میخائیل کا ذکر سنا اور معلوم کیا کہ وہ شاہ نوبہ کے ارادون سے مخالفت رکھتا ہی تو تو اُسنے اپنی روانگی کا خیال بدل دیا۔ تاہم اُسنے مزید توضیح مناسب سمجھی اور زکریا سے کہا۔۔

سمعان "مجھے شک نہیں کہ تم نے دیرابی مقار جانے مین بڑی تکلیف اٹھائی کیا پادری صاحب آجکل وہین ہین ؟"

زکریا "مین نے سنا ہے کہ وہ فسطاط آنے والے ہین تاکہ ابن طولون سے ملاقات کرین"

سمعان "اور انکا خط ابھی تک تمھارے پاس ہے ؟"

زکریا "ہان وہ اس تھیلی مین چونگی کے ساتھ ہے"

دمیانہ "مین دیکھتی ہون کہ اس چونگی کا تم کو بہت خیال ہے اور اسکے لیے تم نے اپنی جان خطرہ مین ڈالی آخر اس سے کیا فائدہ ہے ؟"

زکریا "یہ بات تمھین کچھ عرصہ کے بعد معلوم ہو جائیگی"

یہ لوگ اسیطرح باتین کرتے ہوے پل پر گزرے جسکے بعد فسطاط کی آبادی شروع ہو گئی تھی اور جب دیر معلقہ قریب آیا تو زکریا نے کہا۔

زکریا "اچھا مین اب قیدخانہ جاتا ہون تم لوگ کہان ٹھہرو گے ؟"

دمیانہ "مین تو اسی دیر مین ٹھہرنا پسند کرتی ہون"

زکریا "تمھارا یہان ٹھہرنا مناسب نہین کیونکہ یہان سب لوگ تم کو جانتے ہین ممکن ہے کہ وہ مقامی پادری تمھارے باپ یا اسطفانوس کو خبر کردین اور پھر کچھ اور فتنہ اٹھ کھڑا ہو بہتر ہے کہ تم بابلون کے گرجا مین ٹھہرو اور یہ ظاہر کرو کہ گویا تم کسی گاؤن سے آرہی ہو"

دمیانہ نے اس رائے کو پسند کیا۔ زکریا نے دونون کو دیر بابلون پہونچایا اور خود قیدخانہ کیطرف روانہ ہوا۔

باب ۶۴

سعید اور زکریا

زکریا قیدخانہ سے سعید کی ضمانت پر نکل سکا تھا اور اسکی صورت یہ ہوئی کہ قیدخانہ مین آنے کے

بعد جب زکریا کو یہ معلوم ہوا کہ اب سعید بہت صاحب اثر ہو گیا ہے اور اُس نے جامع مسجد کی طیاری شروع کر دی ہے تو اُسنے ایک شخص کو سعید کے پاس بھیجکر ملنے کی ضرورت ظاہر کی چنانچہ سعید قید خانہ چلا آیا اور چونکہ جیلر وغیرہ اُسکی عزت و شان سے واقف تھے کسی نے اُس سے تعرض نہیں کیا۔ زکریا نے سعید سے کل واقعہ بیان کیا اور کہا کہ مجھے اتنا موقع ملنا چاہیے کہ میں حرم جا کر وہ امانت جو وہاں رکھوا آیا ہوں لے آؤں کیونکہ دمیانہ کی تمام اُمیدیں اُسی پر منحصر ہیں۔

الغرض سعید نے ضمانت کی اور اسطرح زکریا کو حرم جانے کا موقع ملا۔

اب زکریا دمیانہ اور سمعان سے جدا ہو کر جب سعید کے پاس حسب وعدہ پہونچا تو دروازہ کھلا ہوا پایا وہ اندر داخل ہو کر سعید کے کمرہ میں آیا وہ اسوقت جامع مسجد کے متعلق نقشوں پر غور و خوض کر رہا تھا اور زکریا کے سخت انتظار میں تھا۔ زکریا سامنے آیا تو متعجب تھا کہ کن الفاظ میں اس تازہ واقعہ کو بیان کرے۔ مسرت اُسکے چہرے سے ٹپکی پڑتی تھی اور وہ بے انتہا خوش معلوم ہوتا تھا سعید نے اُسے دیکھکر کہا۔

سعید: "تم نے وعدہ سے بہت دیر کی۔ حالانکہ تمھیں معلوم تھا کہ میں نے تمھاری ضمانت کی ہے اور یہ وعدہ کیا ہے کہ تم عشا تک واپس چلے آؤگے اب آدھی رات گزر چکی ہے تمھیں یہ بھی معلوم ہے کہ دشمن ہماری گھات میں لگے ہوئے ہیں"

زکریا سعید کی یہ گفتگو سن رہا تھا اور ہنس رہا تھا گویا اُسے ان باتوں کی مطلق پروا نہ تھی سعید کو اس بات سے سخت تعجب ہوا اور اُسنے کہا۔

سعید: "یہ کیا بات ہے۔ تم میری باتوں کو معمولی سمجھ رہے ہو معلوم ہوتا ہے کہ اسی جنگی نے تمھیں مخمور کر رکھا ہے"

زکریا: "ہرگز نہیں اس جنگی نے نہیں دمیانہ نے"

سعید۔ (متحیرانہ) دمیانہ۔ دمیانہ۔ تمھارا کیا مطلب ہے وہ کیسی ہے؟ کہاں ہے؟"

زکریا: "دمیانہ یہیں ہے"

سعید بیخود بے اختیار اُٹھ کھڑا ہوا اور چلا کر کہنے لگا "دمیانہ یہاں ہے؟ کہاں ہے؟ کہاں"

سعید نے اتنا کہکر کمرہ سے باہر جانے کا ارادہ کیا لیکن زکریا نے اُسے ٹھہرا کر کہا۔

زکریا "ذرا صبر سے کام لیجیے۔ وہ اس مکان مین نہین ہی بلکہ وہ اس شہر مین ہی۔ اور یہان سے بہت قریب ہی۔ اسوقت اُس سے ملنے کا خیال نہ کرو۔"

سعید "سچ کہو زکریا دمیانہ کہان ہی؟"

زکریا "مین نے آپ سے کہا تو کہ وہ اس مکان سے قریب ہی لیکن اسوقت آپ اُس سے نہین مل سکتے۔ وقت مناسب پر وہ ملے گی۔"

سعید "اسوقت وہ کہان ہی؟"

زکریا "جناب عالی، صبر کیجیے، مجھے قید سے نجات پانے دیجیے اسکے بعد مین آپ کو دمیانہ سے ملاؤنگا۔ دچونگی اور خط نکال کر یہ چونگی اور خط ہی اسے آپ اپنے پاس رکھیے تاکہ عند الضرورت کام آے۔"

سعید نے چونگی زکریا کے ہاتھ سے لے لی اور اُسے اُلٹ پلٹ کر دیکھنے لگا۔ اور خط بھی لے لیا۔ لیکن اسی اثنا مین اُسے چند آدمیون کی آہٹ صحن مکان مین محسوس ہوئی اور نوکرون کے چلانے کی آواز بھی آئی اور جب وہ دریافت حال کے لیے باہر نکلا تو اُسنے دیکھا کہ سپاہیون کی ایک جماعت مکان مین داخل ہوئی ہی جسکے آگے آگے ایک شخص کہہ رہا ہی "یہی چور ہی، اسے پکڑ لو" اس شخص نے زکریا کی طرف اشارہ کیا اور چونگی کی طرف جو سعید کے ہاتھ مین تھی بڑھا اور چھیننے کا ارادہ کیا لیکن سعید نے اُسے اپنے قبضہ مین رکھا۔

قریب سے دیکھکر سعید کو معلوم ہوا کہ یہ شخص سطفانوس ہی لہذا اُسنے درشت لہجہ مین کہا۔

سعید "چلا جا اپنا کام کر اسطرف نظر نہ اُٹھانا"

اس موقع پر ایک سپاہی چلایا کہ "ہم والی مصر کے حکم سے آے ہین اور ہمین حکم دیا گیا ہی کہ اس قیدی کو اور اسکے ساتھ جو کچھ چیزین ہین اُنکو اپنے قبضہ مین کرین۔ کل صبح والی مصر خود اسکے معاملہ کو فیصل کرینگے۔"

سعید "قیدی کو لیجاؤ لیکن یہ چیزیں میرے پاس محفوظ ہیں اور قاضی یا والی کے یہاں ضرورت پیش آئیگی انکو حاضر کر دونگا"

اسطفانوس "ہم ابھی لینگے اور اگر تم انکار کروگے تو یہ سپاہی تم کو بھی قید خانے لیجائینگے کیونکہ تم نے چور کو قید خانہ سے نکلنے میں مدد دی اور مال مسروقہ کے اخفا میں اسکی اعانت کی"

اسطفانوس کچھ اور کہنا چاہتا تھا لیکن سعید نے اسکے ایک لات رسید کی اور پیچھے ڈھکیل دیا۔ اور اپنے نوکروں کو حکم دیا کہ اسے باہر نکال دو"

اسکے بعد سعید نے سپاہیوں کے جمعدار سے کہا کہ تم اس لونڈے کی باتوں میں نہ آؤ بلکہ میں جو کچھ کہنا چاہتا ہوں وہ سنو یہیں اس قیدی کو خود ہی قید خانہ لا رہا تھا۔ اب ان چیزوں کو میری حفاظت میں رہنے دو جب ضرورت پیش آئیگی میں حاضر کر دونگا اور قیدی کو لیجاؤ"

جمعدار نے یہ بات معقول سمجھ کر مان لی اور چلا گیا۔ اسطفانوس باہر موجود تھا اسنے سپاہیوں سے کہا کہ تم لوگ اسکے گواہ رہنا کہ اس باشندۂ قصر نے چور کو پناہ دی"

بات یہ تھی کہ مرقس نے اسطفانوس کو کل حالات بتا دیے تھے اور کہہ دیا تھا کہ اگر جونگی دمیانہ کے ہاتھ میں چلی گئی تو حالات بالکل بدل جائینگے اور ساری دولت و ثروت اسکی طرف منتقل ہو جائیگی۔ مرقس نے اسطفانوس کو کچھ امید بھی دلائی تھی اور اسلیے وہ زکریا کے متعلق دیکھ بھال رکھتا تھا لیکن اسکو زکریا کا جانا معلوم نہیں ہوا اور اسکے جانے کے بعد جلد سے پتہ چلا کہ وہ اسطرح ہرم روانہ ہوا ہے اور وہاں سے سعید کے مکان پر جائیگا اور سعید کے مکان سے قید خانہ آئیگا۔ یہ معلوم کر کے اسطفانوس نے پولیس سے کچھ آدمی حاصل کیے اور سعید کے مکان کے پاس تاک میں بیٹھا رہا۔ جب زکریا آیا تو وہ سپاہیوں کو لیکر قصر میں داخل ہوا۔

الغرض دوسرے دن صبح کو مرقس سوار ہو کر معلم حنا کے پاس پہونچا اور اس سے رات کا واقعہ بیان کر کے خواہش کی کہ وہ ابن طولون کو اس جسارت کا بدلا لینے کے لیے آمادہ کرے لیکن معلم حنا مخفی حالات سے اچھی طرح واقفیت رکھتا تھا اسے مرقس کی

یہ دراندازی بہت ناگوار گزری لیکن اُسنے ظاہرداری کے ساتھ مرقس سے کہا کہ آپ اپنا دعویٰ باضابطہ قاضی کی عدالت مین پیش کرین۔ مرقس نے اسکے جواب مین کہا کہ سعید آجکل والی مصر کی نظر مین بہت عزت رکھتا ہے پس ممکن ہے کہ قاضی اُسکی پاسداری کرے۔ معلم حنا نے اسکے جواب مین کہا کہ قاضی ایسا نہین کرسکتا اگر آپ حق پر ہین تو آپ ہی کو کامیابی ہوگی۔

اب مرقس کے لیے جائے سخن باقی نہ تھی وہ نہایت شرمندگی کی حالت مین معلم حنا کے پاس سے چلا آیا۔ اسطفانوس اُسکا منتظر تھا۔ مرقس نے کل واقعہ اُس سے بیان کیا۔

اسطفانوس نے کہا بہتر ہے اب باقاعدہ دعویٰ دائر کرتے ہین۔

ارکان و ملازمین حکومت معلم حنا کی وجہ سے اسطفانوس کا خیال کرتے تھے چنانچہ اُس نے مرقس کے نام قاضی کی عدالت مین استغاثہ پیش کیا جسمین لکھا کہ معلم مرقس کا جو خادم چوری کی علت مین ماخوذ ہے اُسے سعید الخبیر نے مدد دیکر قید خانہ سے نکالا اور جب سعید کے مکان پر جہان قیدی پناہ گزین تھا سپاہی گئے تو قیدی کے دینے سے انکار کیا اور سپاہیون کی توہین کی۔ قاضی نے سعید کو طلب کیا اور اُس نے حاضر ہوکر کہا مین چاہتا ہون کہ یہ مقدمہ خود والی مصر کے حضور مین پیش ہو کیونکہ یہ خاص اہمیت رکھتا ہے۔

باب ۶۵

محاکمہ

قاضی نے یہ استدعا منظور کی اور مقدمہ خاص طور پر ابن طولون کے حضور مین بھیجدیا۔ ابن طولون نے ایک خاص کمرے مین دونون فریقین اور کل اشخاص متعلقہ کو طلب کیا۔ چنانچہ مرقس۔ زکریا اور سعید تینون آدمی حاضر ہوے۔ ابن طولون نے انھین بیٹھنے کا حکم

دیا۔ ابن طولون نے زکریا کو دیکھکر اپنے دل مین خیال کیا کہ مین نے اسے پہلے بھی کہین دیکھا ہے۔ آخرکار ابن طولون نے ان لوگون کی طرف مخاطب ہو کر کہا۔

ابن طولون "تم مین سے مدعی کون ہے؟"

مرقس اٹھکر مؤدب کھڑا ہوا اور عرض کیا۔

مرقس "جناب عالی، مین ہون"

ابن طولون "تمھارا دعویٰ کیا ہے؟"

مرقس "میرا خاص دعویٰ تو اس نوبی خادم پر ہے لیکن مجھے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ حضور کے برخلاف کوشش کرتا ہے اور اس معاملہ اس فرغانی انجنیر نے بھی اسکی اعانت کی ہے"

ابن طولون نے خشمگین نگاہون سے سعید کی طرف دیکھا لیکن اسے مطمئن پایا۔ ابن طولون کے سامنے کاتب حاضر تھا لہذا اسنے حکم دیا کہ معلم مرقس کا دعویٰ قلمبند کرے اور مرقس کی طرف مخاطب ہو کر کہا۔

ابن طولون "پہلے ہم کو یہ بتاؤ کہ تمھارا خاص دعویٰ اس شخص پر کیا ہے؟"

مرقس "یہ میرے مکان مین ایک خادم کی حیثیت سے رہتا تھا۔ مین اپنے مکان واقع طار النیل مین موجود نہین تھا اور میری عدم موجودگی مین میرا ایک سارو پیہ اور کاغذات چرائے منجملہ اسکے ایک چونگی ہے جو مہر شدہ ہے اور اسکا کھولا جانا مناسب نہین"

ابن طولون۔ (زکریا سے) "تم کیا کہتے ہو؟"

زکریا "(جیب سے چونگی نکال کر) جناب عالی مین اقرار کرتا ہون کہ مین نے انکے مکان سے یہ چونگی چرائی اسکے علاوہ مین نے انکے مکان سے اور کوئی چیز نہین لی اور غالباً یہ کسی چیز کا سرقہ ثابت بھی نہ کر سکینگے"

مرقس نے زکریا کے ہاتھ مین جب چونگی دیکھی تو اسے لینے کے لیے ہاتھ پھیلایا لیکن اس نے وہ چونگی ابن طولون کی خدمت مین پیش کردی اور کہا۔

زکریا "اس چونگی کے متعلق بعض واقعات مخصوص ہین جنکا ذکر مقدمہ کی کارروائی مین آئیگا پس اُسوقت تک اسے حضور اپنے پاس رکھین"

ابن طولون - (مرقس سے) اچھا تم نے ہمارے برخلاف ابن نوبہ کی ریشہ دوانیان کیا معلوم کی ہین؟"

مرقس "اسنے جب میرے مکان سے یہ چونگی وغیرہ چرائی تو دیرابی سقار بھاگ گیا مین نے اسکے تعاقب مین ایک آدمی روانہ کیا اور اُس شخص کو معلوم ہوا کہ یہ پادری مخائیل کیطرف سے ایک خط شاہ نوبہ کے پاس لے جا رہا ہی اور یہ خط شاہ نوبہ کے ایک خط کے جواب مین تھا جسمین اُسنے پادری کو ترغیب دی تھی کہ مصر کو مسلمانون سے نکالنے اور مملکت روم مین شامل کرنے کی کوشش کرے"

ابن طولون نے جب یہ شکایت سُنی تو اُسے باور کیا کیونکہ وہ یہ باتین اس سے پہلے بھی سن چکا تھا اور اُسنے مناسب سمجھا کہ یہ بحث پادری مخائیل کے روبرو ہونی چاہیے لہذا اُسنے کہا۔

ابن طولون "مجھے معلوم ہوا ہی کہ پادری مخائیل کل فسطاط آئے ہین بہتر ہی کہ اُنکو بھی بلا لیا جائے تاکہ کارروائی اُنکے روبرو ہو"

یہ کہکر ابن طولون نے تالی بجائی۔ غلام حاضر ہوا حکم دیا کہ پادری مخائیل کو شہادت دینے کے لیے ابھی حاضر کرو۔

زکریا نے آگے بڑھکر عرض کیا۔

زکریا "بعض مدعا علیہ غیر حاضر ہین اگر حضور مناسب سمجھین تو انھین بھی طلب کر لین"

ابن طولون "اور کون ہی؟"

زکریا "معلم مرقس کی بیٹی ہی۔ اس چونگی کے چرانے مین وہ بھی میری شریک ہی"

ابن طولون "اُسے کون حاضر کریگا؟"

زکریا "مین حاضر کرونگا۔"

مرقس کے دل پر ایک تیر لگا اور اُسنے تعرض کیا۔

مرقس "نہین جناب عالی، اگر یہ جائیگا تو واپس نہین آئیگا یہ بڑا بھاگنے والا ہے"
زکریا "حضور اگر چاہین تو کسی سپاہی کو میرے ساتھ کردین یہ لڑکی یہان سے قریب ہی ہے"
چنانچہ ابن طولون نے کچھ سپاہی زکریا کے ساتھ کردے اور سب لوگ پادری مخائیل اور
دمیانہ کی آمد کا انتظار کرنے لگے۔ لیکن ابن طولون کو اس بات سے بہت رنج ہوا کہ سعید بھی
اسکے برخلاف سازش مین شریک ہے لہذا اُسنے سعید کیطرف مخاطب ہوکر کہا۔
ابن طولون "کیا ہم نے تمھارا مرتبہ بلند نہین کیا اور تمھین اپنے مقربین مین شامل نہین کیا؟"
سعید "اس سے کس کو انکار ہے مین حضور کی نعمتون مین سرتاپا غرق ہون خدا نہ کرے
کہ مین خدمت کے سوا کچھ اور کرون"
ابن طولون "اسکے یہ معنی ہین کہ معلم مرقس جھوٹ کہتے ہین؟"
سعید "یہ حضور پر ابھی ظاہر ہو جائیگا۔ یہ وہ خط ہے جسکی نسبت معلم مرقس نے دعوی کیا
ہے کہ زکریا اُسے پادری مخائیل کی جانب سے شاہ نوبہ کے پاس لے جا رہا تھا"
سعید نے خط ابن طولون کو دیا وہ اُسے کھولنا چاہتا تھا لیکن پادری مخائیل کے آنے
تک یہ ارادہ ملتوی رکھا اتنے مین حاجب نے اطلاع دی کہ پادری مخائیل حاضر ہے چنانچہ اندر
آنے کی اجازت دی گئی۔ پادری کے آنے پر سب لوگ اور خود ابن طولون اُٹھ کھڑا ہوا۔
پادری مخائیل کی نظر سب سے پہلے جس پر پڑی وہ اُسکا خط تھا جس سے وہ سخت متعجب
ہوا۔ اسکے بعد اُسنے معلم مرقس کو دیکھا اُسے معلم مرقس دمیانہ اسطفانوس اور سعید کے حالات معلوم تھے

باب ۶۶

افشاے راز

پادری کو آئے ہوئے ذرا دیر ہوئی تھی کہ حاجب نے دمیانہ اور زکریا کے آنے کی اطلاع کی چنانچہ

اجازت دی گئی سمعان بھی دمیانہ کے ساتھ تھا۔ وہ کمرہ مین ایک طرف کھڑا ہو گیا۔ سب سے پہلے ابن طولون نے پادری مخائیل کیطرف مخاطب ہو کر کہا۔

ابن طولون "یہ آپکا خط ہے؟"

پادری - (خط کو دیکھکر) "جی ہان"

ابن طولون "یہ آپکی مہر ہے"

پادری "ہان جناب عالی"

ابن طولون "یہ شاہ نوبہ کے نام ہے اور اسمین مسلمانون سے اخراج مصر کے متعلق بحث کی گئی ہے؟"

پادری "ہان جناب عالی"

ابن طولون "اب یہانتک نوبت پہونچ گئی کہ آپ ہمارے برخلاف ہمارے دشمنوں کی مدد کرنا چاہتے ہین؟"

پادری - (مسکرا کر) "حضور مجھسے دراندازون کے کہنے پر ایسا فرماتے ہین، ان لوگون نے میرے متعلق کہا کہ مین خائن ہون، ریشہ دوانیان کرتا ہون۔ میرا خط پکڑا گیا ہے اب حضور کو چاہیے کہ لفافہ چاک کرین اور اُسکے پڑھنے کا حکم دین۔ اسکے بعد حقیقت حال منکشف ہو جائیگی۔ اگر مین خائن ہون تو اُن بھاری سطالبات کا مستحق ہون جنھون نے میرے شانون کو شل کر رکھا ہے اور اگر میری برأت ثابت ہو تو جیسی حضور کی مرضی"

پادری اسوقت نہایت متاثر تھا اُسکی آنکھون اور لبون کو جنبش ہو رہی تھی اور داڑھی سینہ پر رقص کر رہی تھی۔

ابن طولون نے دیکھا کہ پادری حق و انصاف کا طالب ہے لہذا اُس سے کہا "آپ سچ کہتے ہین" اور پیشکار سے کہا "تم قبطی پڑھ سکتے ہو؟"

پیشکار "جی ہان، جناب عالی"

ابن طولون نے پیشکار کو خط دیا اُس نے خط چاک کر کے پڑھا اور حسب ذیل ترجمہ سنایا۔

"ہمارے روحی فرزند فیرقی شاہ نوبہ کو واضح ہو۔

ہمین تمھارے چند خطوط موصول ہوے جنمین تم نے خواہش کی ہو کہ ہم اپنے مسلمان حکام
کی اطاعت چھوڑکر دولت روم سے تعلقات قائم کرین۔ اگر اہل روم ہمارے لیے دوسرون سے
بہتر ہوتے تو ہم اُنکو کیون چھوڑتے۔ اور کیون گوارا کرتے کہ دوسرے ہم پر حکمران ہون۔ اب ان
عربون کی ہم کو عادت ہوگئی ہو اور اُنکو ہماری عادت ہوگئی ہو اور وہ ہمارے لیے رومیون
سے بہتر ہین۔ مین تم سے اس بات کا انکار نہین کرسکتا کہ بعض مسلمان گورنر ظالم اور جابر
ہوے ہین اور ہمارے قبطی فرزندون کو انھون نے تکلیفین پہونچائی ہین لیکن بالاجمال
وہ نرم دل اور صاحب انصاف ہین خاصکر موجودہ امیر احمد ابن طولون۔ یہ جب سے مصر پر
حکمران ہوا ہی اسنے جور وستم کے طریقے اُٹھا دیے ہین اور ہمارے گروہ کی تکالیف کو دور کیا ہی۔
ان عربون کے زمانہ مین ہم کو جو تکالیف پہونچی ہین اور اُنپر تم غور کروگے تو معلوم ہوگا کہ درحقیقت
یہ سب کچھ ہماری نیتون کے فساد اور باہمی بغض وعناد کا نتیجہ ہی۔ چنانچہ اسکی ایک مثال
مین بتاتا ہون۔ حال مین یہ واقعہ پیش آیا کہ ایک پادری نے اپنے فرائض منصبی کی
انجام دہی مین کوتاہی کی مین نے اُسے برخاست کردیا اُسنے انتقام کی یہ صورت نکالی
کہ والی مصر سے میری برائیان کین اور کہا کہ میرے پاس بڑی دولت ہی اور مشورہ دیا
کہ مجھسے نقد وجنس طلب کیا جاے۔ چنانچہ مجھپر اتنی بھاری رقوم عائد کی گئین کہ مین اُنکے نصف
اور ربع سے بھی عاجز ہون جناب مسیح کو یہ بات خوب معلوم ہی۔ لیکن والی میرے قول کو باور نہین
کرتا۔ یہ مین نے ایک مثال دی اس سے عبرت حاصل کرنی چاہیے۔ تاہم میری راے یہ ہو کہ ہمارے
یہ حکمران رومیون سے بہتر ہین اور اگر کسی مین کچھ عیب بھی ہو تو رومی گورنرون مین اس سے بڑھکر
برائیان تھین۔ آخر مین مین تمھارے لیے دعا کرتا ہون اور خدا سے التجا ہو کہ وہ ہماری
نیتون کو درست کرے اور ہمارے حکام کو حسن معاملت کی توفیق دے والسلام۔"

کاتب خط پڑھتا جاتا تھا اور ترجمہ کرتا جاتا تھا۔ ابن طولون کے چہرہ پر انقباض کے

آثار تھے لیکن جب خط ختم ہو چکا تو اُسکے چہرہ پر انبساط ظاہر ہوا اور اُسنے پادری کیطرف مخاطب ہو کر کہا۔

ابن طولون "افسوس ہو کر مین نے آپکے درانداز ون کی بات سنی۔ اور آپکو تکلیف دی۔ خدا کی قسم اگر آپ کے گروہ مین ہر شخص کی یہی خیالات ہون تو وہ بہترین زندگی بسر کرین۔ اب ہم آپ کی رقوم گھٹا دینگے کیونکہ اس خط نے آپکے متعلق کوئی شکایت ظاہر نہین کی بلکہ آپ کو جو شکایتین تھین وہ ظاہر ہوئین"

پادری "جو خدا کی مرضی"

ابن طولون۔ (مرقس سے) تمھارا یہ دعویٰ تو خارج ہو گیا اب دوسرا دعویٰ کیا ہے؟

مرقس سخت متحیر تھا تاہم اُسنے بات بنانے کی کوشش کی۔

مرقس "اس خط کے مضمون نے حضور پادری صاحب کی برات ثابت کی لیکن حامل خط کو تو مضمون خط کی اطلاع نہ تھی اور اُس نے یہ سمجھکر نامہ بری کرنی چاہی کہ اسمین ملک کی مصلحت ہو۔ کیونکہ وہ نوبی ہے۔ اگر اُسے خط کا مضمون معلوم ہوتا تو کبھی نہ لے جاتا"

ابن طولون "اُسنے تو اس خط کے ذریعہ سے مسلمانون کی ایک بڑی خدمت انجام دینی چاہی خدا اُسے جزائے خیر دے۔ اچھا اب تمھارا معاملۂ خاص کیا ہے ہم پادری صاحب کے سامنے تم سے بھی سنا چاہتے ہین"

زکریا "بلکہ حضور پادری کی موجودگی ضروری ہے"

مرقس اسوقت نہایت متحیر اور گھبرایا ہوا تھا اور حاضرین اُسکا دعویٰ سننے کے منتظر تھے۔

جب مرقس دیر تک خاموش رہا تو زکریا نے عرض کیا۔

زکریا "اگر حضور اجازت دین تو مین معلم مرقس کیطرف سے قائم مقامی کرون"

مرقس "تجھکو کس نے قائم مقام کیا ہے مین خود کہتا ہون"

زکریا خاموش ہو کر پیچھے ہٹ آیا۔ دمیانہ بھی کھڑی ہوئی یہ تماشا دیکھ رہی اور اپنے باپ

کے لیے اسکا دل کڑھ رہا تھا۔

مرقس اسکے بعد بھی جب دیر تک خاموش رہا تو زکریا نے بڑھکر کہا۔

زکریا: "حضور معلم مرقس کا ایک اور بھی شریک دعوی ہے جسے حضور طلب فرمائیں"

ابن طولون: "وہ کون ہے؟"

زکریا: "اسطفانوس ابن معلم حنا پیشکار مالگزاری"

چنانچہ ابن طولون نے اسکے احضار کا حکم دیا اور تھوڑی دیر میں وہ بھی حاضر ہو گیا۔ اسکے بعد معلم مرقس نے عذر کیا کہ اسکی طبیعت خراب ہے اسلیے وہ اسوقت بیان دینے سے معذور ہے۔ جسپر ابن طولون نے زکریا کی طرف مخاطب ہو کر کہا۔

ابن طولون: "تم اس معاملہ میں جو کچھ جانتے ہو بیان کرو"

زکریا آگے بڑھا اور چونگی کو اٹھا کر کہنے لگا۔

"جناب عالی، جھگڑا جو کچھ ہے وہ اس چونگی میں ہے۔ اس چونگی میں چند کاغذات ہیں جو اس دوشیزہ کے مصالح سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ معلم مرقس کی بیٹی ہے۔ یہ بالکل بچہ تھی جب اسکی ماں نے انتقال کیا۔ اسکی ایک مربیہ تھی جو بہت دولتمند تھی اور غالباً حضور بھی اس سے واقف ہونگے یعنی ماریہ قبطیہ موضع طار النمل کی مالکہ۔ جب خلیفہ ماموں مصر میں رونق افروز ہوے تو ماریہ قبطیہ کے مہمان ہوے تھے اور ممدوح نے کچھ تحائف بھی ماریہ کو عطا کیے تھے۔ ان تحائف میں بعض لونڈی غلام بھی تھے منجملہ انکے ایک میں تھا۔ پہلے میرا نام ابراہیم تھا اور مجھے شاہ نوبہ نے اپنے تحائف میں خلیفہ ماموں کے پاس بھیجا تھا۔ میں ماریہ قبطیہ کے گھر میں پرورش پاتا رہا اور اسنے میرا نام زکریا رکھا۔ جب معلم مرقس کے گھر میں لڑکی پیدا ہوئی تو ماریہ نے اسکا نام مشہور ولیہ دمیانہ کے نام پر دمیانہ رکھا۔ ماریہ قبطیہ معلم مرقس کی فضول خرچیوں سے واقف تھی لہذا اسنے چاہا کہ اس لڑکی کے لیے معقول انتظام کر دے چنانچہ اسنے موضع طار النمل اور بعض دیگر مواضع اسکے نام ہبہ کیے اور اس مقصد سے

کیا اور طفولیت سے اس لڑکی کے ساتھ ہون۔ اور جبتک زندہ ہون رہونگا۔ الغرض اس
لڑکی کی بہت عمدہ تربیت ہوئی اور اُسکی والدہ مرحومہ نے جونہایت پاک طینت اور نیک تھی اچھے
اصولون پر اُسے پرورش کیا۔ (اور اب اس سن کو پہونچی ہے (ذ میانہ کیطرف اشارہ کیا)
اسے کچھ خبر نہین ہے کہ اس جونگی مین کیا ہے کیونکہ اسکا باپ اسکے اخفا مین بہت کوشش
کرتا تھا۔ ذمیانہ کی والدہ کے بعد مرقس نے مینوشی شروع کی اور لونڈیان وغیرہ
رکھنے لگا۔ مین یہ سب باتین دیکھتا تھا اور اسکا منتظر تھا کہ شاید یہ راہ راست پر آجائے
اور اپنی اصلاح کرے لیکن ایسا نہ ہوا اور آخر مین اُس نے اس اپنے ہمرنگ نوجوان کے
ساتھ (اسطفانوس کی طرف اشارہ کرکے) اُسکی شادی کا ارادہ کیا لیکن اُسنے اس
نوجوان سے بھی یہ سمجھوتہ کر لیا کہ وصیت بدستور مخفی رہیگی اور دونون ملکر جائداد سے
تمتع حاصل کرینگے کیونکہ یہ دونون اول درجے کے نشہ باز اور مینوش ہین"
زکریا یہانتک کہکر خاموش ہو گیا اُسنے ایک لمبی سانس لی اور پھر سعید کا ہاتھ تھامکر اپنا
باقی بیان شروع کیا۔
"لڑکی اس جوان صالح سے واقف تھی مین اسوقت اسکی تعریفین نہین کرونگا۔ یہ
ہمارے پڑوسی ابو الحسن بغدادی کے یہان مقیم تھا ان دونون نے باہم شادی کا وعدہ
کیا سعید اُسوقت نہر کی تعمیر مین مصروف تھا۔ اسطفانوس کو جب یہ حالات معلوم ہوئے
تو اُسے خوف ہوا کہ سعید اگر کامیاب ہو گیا اور حضور کی نظر مین اُسنے وقار حاصل کر لیا
تو ذمیانہ کو جبراً لے لیگا پس اُسنے ایک ایسے فعل کا ارتکاب کیا جو کوئی بُرے سے بڑا
آدمی بھی نہین کریگا یعنی اپنے بعض آدمیون کو مقرر کرکے ایک گڑھا کھدوایا اور اوپر
سے اُسے پاٹ دیا چنانچہ حضور کو معلوم ہے کہ حضور کے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور گر پڑا
اس موقع پر حضور نے یقین کیا کہ یہ کام سعید کا ہے اور اسکے متعلق سزاے تازیانہ و قید
کا حکم دیا پھر جامع مسجد کی تعمیر کے لیے قید سے رہائی بخشی۔

مین کچھ کہنا چاہتے ہو؟"

مرقس سر جھکائے ہوئے تھا اور شرم سے پسینہ پسینہ ہو رہا تھا لیکن اسطفانوس نے کہا۔

اسطفانوس:- اس نوبی نے مجھپر جو الزام لگایا ہی اسکا کوئی ثبوت اُسکے پاس نہین مجھے کیا ہوا تھا کہ مین اس جرم کا مرتکب ہوتا"

زکریا:- مین یہ نہین کہتا کہ مین نے تمھین ایسا کرتے ہوئے دیکھا لیکن قرائن و آثار کی بنا پر کہہ سکتا ہون کہ تمھین نے ایسا کیا"

ابن طولون:- مین بھی اس قول کی تائید کرتا ہون۔ مجھے یاد ہی کہ تمھارے گروہ کے بعض لوگ بلکہ تمھارے خاندان کے لوگ اس انجنیر کے متعلق میرے سامنے بدگوئی کرتے تھے اور ہر طریقہ سے میرا دل اُسکی طرف سے برا کرنا چاہتے تھے مین سمجھتا تھا کہ یہ لوگ بے لوثی سے ایسا کہ رہے ہین جب نہر کا واقعہ پیش آیا تو انھون نے کہا کہ سعید نے عمداً مجھے ہلاک کرنے کے لیے ایسا کیا مین نے اُنکی بات باور کی اور مین نے اس مخلص کے ساتھ برا برتاو کیا حالانکہ وہ بہترین معاوضہ کا مستحق تھا۔ مین زکریا کا شکر گزار ہون کہ یہ سعید کے قید خانہ سے رہائی پانے کا ذریعہ بنا اور مجھے اسنے بتایا کہ سعید ہی ایک ایسا شخص ہی جو جامع مسجد طیار کر سکتا ہی۔ خدا برکت دے کیسا وفادار اور خیرخواہ خادم ہی"

پادری مقدمہ کی کارروائی غور سے سن رہا تھا جب اُسنے ابن طولون کا قول سنا تو اپنے سر کو جنبش دی اور اپنی داڑھی مین اُنگلیون سے خلال کرتے ہوئے کہا۔

پادری:- سبحان اللہ جو مصرت پہونچی وہ اپنے نفس سے پہونچی۔ ایک دوسرے کی برائی کرتا ہی اور ایک دوسرے کے کارنامون کو مٹانا چاہتا ہی"

اسطفانوس:- اس جوان نے (سعید کی طرف اشارہ کرکے) عید تہیک کی رات گرجا مین میرے پتھر مارا اور مجھے ڈھکیل دیا لیکن مین نے اس سے اغماض کیا پس اُسکی مخالفت مین

اسطفانوس "تم یہ باتین کہتے ہو حالانکہ تمھین وہ شخص ہو کہ تم نے مجھے اس کام کے لیے
بھڑکایا اور مجھے دمیانہ سے شادی کرنے کی رغبت دلائی حالانکہ مین کہتا تھا کہ وہ
مجھسے محبت نہین رکھتی تم نے تو قسم کھائی تھی کہ میرے ساتھ ہی اُسکی شادی کردوگے
اور یہ سب کچھ تمھاری طمع کی وجہ سے تھا"

مرقس "یہ بالکل جھوٹ ہے۔ دھنسکیا کیا اُسکا اور میرا مال ایک نہین ہے"

اسطفانوس "اور پرسے ہنستے ہو؟ اور کہتے ہو کہ میرا اُسکا مال ایک ہے؟ کیا تم نے اس
وصیت کا حال مجھسے نہین کہا تھا اور یہ شرط نہین کی تھی کہ شادی کے بعد ہم تم شریک
ہوجائینگے اور دمیانہ کو اس وصیت کی خبر بھی نہین کرینگے۔ دراصل اس ساری بدبختی
کا باعث تمھاری ذات ہے"

اسطفانوس نہایت غضبناک ہوکر چلا رہا تھا لیکن ابن طولون نے ڈانٹ کر کہا"

ابن طولون "بس۔ ہم نے تم دونون کو جان لیا اور اپنے اس عزیز الخیر کو بھی
پہچان لیا اب ہم اُسکا رتبہ اور بلند کرینگے اور ان دراندازیون کی وجہ سے اُسے
جو تکلیف پہونچی ہے اُسکا معاوضہ کرینگے ہم اپنے خرچ پر اُسکی شادی کرینگے اور
ایسا جلسہ منعقد کرینگے کہ یہ دونون اپنے گزشتہ مصائب بھول جائینگے۔ اور یہ
اسقف اعظم عقد کی رسوم ادا کرینگے"

ابن طولون نے یہ الفاظ کہکر دمیانہ کیطرف دیکھا۔ وہ زکریا کے پاس بیٹھی تھی اور
ان بیانات کو خال خال سمجھ سکتی تھی کیونکہ وہ عربی سے ناواقف تھی مگر زکریا ضروری
باتون کا ترجمہ اُسے سناتا تھا۔ جب اُسے جونئی کے وصیت نامہ کا حال معلوم ہوا تو بہت
خوش ہوئی اور اسکے ساتھ ہی جب ابن طولون نے سعید کی ترقی مدارج کا وعدہ کیا تو اُسے
مزید مسرت ہوئی لیکن اپنے باپ کی طرف سے اُسکا دل غیر مطمئن تھا اور اس خیال سے
اُسکا دل بےچین ہو رہا تھا۔ جب معاملات اس حد تک پہونچے تو اُسنے آگے بڑھکر قبطی زبان

کیونکہ نادم نہوگا میں چاہتا ہون کہ تمھارا ایک ادنی دوست بن کر رہون"

سعید" دوستی سے تو ہمین معاف کرو باقی جو کچھ ہوا اُس سے ہم نے درگزر کی"

ابن طولون نے اشارہ کیا کہ سب خاموش رہین اور کہا۔

ابن طولون" مین یہ دیکھکر بہت خوش ہوا کہ تم سب نے آپسمین صلح کر لی اب مین اس صلح کو کچھ دنون کے بعد شادی کا جلسہ کر کے اور مستحکم کر دونگا۔

باب ٦٨

خوشی پر خاتمہ

حاضرین نے سمجھا کہ اب ابن طولون ہم لوگون کے جانے کا خواہشمند ہی جب سب اُٹھے لیکن کمرے کے ایک گوشہ سے ایک آواز بلند ہوئی جسکی طرف سب متوجہ ہوگئے۔ انھون نے سمعان نوبی کو دیکھا۔ اصل یہ ہی کہ زکریا کا بیان جب سمعان نے سُنا تو اسکو یقین آگیا کہ یہ اُسکا گم شدہ بھائی ہی۔ اسوقت سمعان امیر کے روبرو حاضر ہوا اور کہا۔

سمعان" مین حضور سے ایک بات کی اجازت چاہتا ہون مین شاہ نوبہ کا قاصد ہون مجھے انھون نے ان پادری صاحب کے پاس بھیجا تھا لیکن حضور کا یہ عدل و انصاف دیکھکر مین نے ضرورت محسوس کی کہ مین شاہ نوبہ کی رائے بدلون چنانچہ اب مین اپنے ملک کو واپس جاؤنگا اور شاہ نوبہ و مسلمانون کے درمیان عمدہ تعلقات پیدا کرونگا"

ابن طولون" بہتر ہی"

اسکے بعد ابن طولون ایک خاص دروازہ سے چلا گیا اور حاضرین ایکدوسرے سے ملنے جلنے لگے۔ مرقس نے سب کے سامنے وعدہ کیا کہ وہ اپنے گھر سے سب لونڈیون کو نکالدیگا اور صرف خدا اور دمیانہ کی خوشنودی کا واسطہ رکھیگا۔ اسطفانوس معذرت کرتا ہوا سعید کیطرف بڑھا لیکن سعید نے اسے بہت کہا۔

سعید" اب میرے دل مین تمھاری طرف سے کوئی بات نہین ہے لیکن مین تم سے دوستانہ تعلقات نہین
رکھنا چاہتا کیونکہ تمھاری طرح جو شخص ہو وہ دوستی کے قابل نہین "

اسطفانوس یہ سنکر سخت نامجوب ہوا اور روتا ہوا باہر جانے لگا۔ حالت دیکھکر سعید کو ترس آیا اور
اُسنے اسطفانوس کو پکار کر کہا "اگر تم میرے دوست بننا چاہتے ہو تو اپنے باپ کی فرمانبرداری کرو
کیونکہ وہ خوش خلقی اور عقلمندی کے لحاظ سے بہترین شخص ہین "
سمعان کی سُننے کہ اُسکو ابن طولون کے جانے کا پیشے ہی یقین آیا کہ زکریا پر جھپٹ پڑا اور
" بھائی ابراہیم، ابراہیم " پکارنے لگا۔ زکریا نے متعجب ہو کر سمعان کو دیکھا اور غور کیا تو " بھائی
سمعان " کہکر چلا یا۔ ان دونون بھائیون کے معانقہ کا منظر بھی عجیب خوشگوار تھا۔
دمیانہ اور سعید جنھون نے مدت کے بعد ایک دوسرے کو دیکھا شکوہ ہائے محبت مین مصروف تھے مگر
اُس زبان کے ساتھ جو الفاظ سے بے نیاز ہے یعنی نگاہون مین باہم راز و نیاز ہو رہے تھے۔
دروازہ کے پاس جب سب لوگ پہونچے تو زکریا نے دمیانہ سے کہا۔
زکریا " صاحبزادی آپ اب کہان تشریف لیجا ئینگی "
سعید " کیا میرے مکان پر آپ لوگ نہین چلینگے ؟ "
دمیانہ نے یہ دعوت کا پیام سنکر شرم سے سر جھکا لیا اور زکریا نے اُسکا مطلب سمجھکر کہا۔
زکریا " ہم لوگ اسوقت دیر معلقہ جاتے ہین کیونکہ صاحبزادی دمیانہ دیر کو بہت پسند کرتی ہین اور
غالباً اسقف اعظم بھی وہین قیام پذیر ہین "
پادری " ہان "
زکریا " پس ہم سب لوگ اُسوقت تک وہین رہینگے جبتک عقد کی رسوم ادا ہون۔ اسکے بعد اخشید
صاحب کے قصر مین آجائینگے "
مرقس " نہین نہین بلکہ وہ طاء النیل مین مالکہ بنکر رہیگی۔
دمیانہ اپنے باپ کی اس تصریح سے خوش ہوئی۔ دمیانہ زکریا اور پادری میخائیل سب کے

دیر معلقہ روانہ ہوے انکے ساتھ سمعان بھی تھا۔ اسطفانوس اپنے باپ کے پاس معافی مانگنے کے لیے گیا۔ سعید اپنے قصر کو چلا۔ مرقس باقی رہگیا تھا اُسنے اپنی بیٹی سے کہا۔

مرقس ”کیا تمھاری اجازت نہین کہ مین بھی تمھارے ساتھ دیر چلون“

دمیانہ۔ (شکراکر) اس پرکی مجھپر بڑی مہربانی ہو۔ میری مصیبتین بھی اس سے شروع ہوئی تھین خیر ہوا جو کچھ ہوا۔ آپ میرے والد اور آقا ہین۔ آئیے ضرور آئیے“

چنانچہ مرقس بھی دمیانہ کے ساتھ روانہ ہوا۔ رئیسہ دیر نے بڑی شان سے سب کا خیر مقدم کیا۔

چند روز کے بعد ابن طولون نے شادی کا سامان کیے جانے کا حکم دیا۔ سعید نے اپنے مربی ابو الحسن کو بلایا دمیانہ نے اپنے قصبہ کے پادری منقریوس کو دعوت نامہ بھیجا قطائع کو گلہا ریاحین اور شمع وفانوس سے آراستہ کیا گیا اور شاہانہ جشن شادی منعقد کیا گیا جسکا اہل فسطاط مین سالہا سال تک چرچا رہا۔

دمیانہ چند روز سعید کے ساتھ اُسکے قصر مین مقیم رہی اسکے بعد دونون طار انسل منتقل ہوگئے اور ماریہ قبطیہ کے مشہور قصر مین جسپر اب مرقس کا قبضہ تھا اقامت پذیر ہوے۔ مرقس نے اپنے تمام کنیزون کو نکال دیا اور قصر کو ان پاکباز دولھا دولھن کے رہنے کے لائق آراستہ کیا۔

مرقس نے اپنی تمام عمر بیٹی داماد کو خوش رکھنے مین بسر کی۔ ابو الحسن بغدادی بھی سعید کی اس کامرانی اور شادمانی سے نہایت مسرور تھا۔ زکریا نے اپنی باقی عمر نہایت عزت وتکریم کے ساتھ بسر کی۔ سمعان نوبہ روانہ ہوا اور اُسنے بادشاہ کو مسلمانون کی مخالفت سے باز رکھنے مین کامیابی حاصل کی اسکے بعد اُسنے بھی طار انسل مین اقامت اختیار کی۔ اس قصبہ کا پادری بھی نہایت خوش تھا کہ حق بحقدار رسید کیونکہ ماریہ قبطیہ کی وصیت نامہ پر اُسے اپنی شہادت ثبت کی تھی۔

تمّت